ران سیریز
لیک پاگوس
ظہر کلیم ایم اے

عمران سیریز

بلیک پاگوس

واٹر پاور سلسلے کا چوتھا اور آخری ناول

مظہر کلیم ایم اے

ناشران ------ اشرف قریشی

چند باتیں

محترم قارئین ---- سلام مسنون:۔ واٹر پاور
کے سلسلے کی آخری کہانی آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ واٹر پاور کا کیا انجام ہوا۔ یہ انجام پڑھ کر شاید آپ بھی چونک پڑیں۔ بہر حال مجھے یقین ہے کہ اس کا یہ چونکا دینے والا انجام آپ کو ضرور پسند آئے گا۔ لیکن یہ چونکا دینے والا انجام پڑھنے سے پہلے اپنے خطوط بھی پڑھ لیجئے۔ کیونکہ آپ کے خطوط بھی کچھ کم چونکا دینے والے نہیں ہوتے۔

راولپنڈی سے عبدالوحید صاحب لکھتے ہیں"۔ وڈکنگ بیحد پسند آیا ہے۔ وڈکنگ میں آپ نے وڈکنگ کے مخفف کو بار بار (V.K) لکھا ہے۔ حالانکہ وڈکنگ انگریزی لفظ ہے اور اس کا مخفف (W.K) بنتا ہے۔

عبدالوحید صاحب۔ ناول کی پسندیدگی کے لئے مشکور ہوں۔ وڈکنگ صاحب ایکریمیا سے آئے تھے۔ اس لئے ظاہر ہے انہوں نے ایکریمین زبان ہی استعمال کرنی ہے۔ اور آپ کو تو معلوم ہی ہوگا کہ ایکریمین زبان گو انگریزی سے ملتی جلتی ضرور ہے مگر ہو بہو ایسے نہیں ہے۔ اور اسی فرق کی وجہ سے آپ کو الجھن پیدا ہوئی۔ مجھے یقین ہے کہ اب وضاحت ہو گئی ہوگی۔

فیصل آباد مقبول روڈ سے ایم۔ اے۔ خرم چوہدری لکھتے ہیں:۔

ناداشنگو ہمیں ڈڈکنگ سے بھی زیادہ پسند آیا ہے۔ حالانکہ ڈڈکنگ بھی ایک بے مثال ناول ہے۔ آپ کی تحریریں معیاری جاسوسی ادب میں ایک اعلیٰ مقام رکھتی ہیں۔ لیکن بڑھتی ہوئی مہنگائی کی وجہ سے اور کہانیوں کی ضخامت کی وجہ سے آپ کی کتابوں کی قیمتیں بڑھتی جا رہی ہیں۔ اس لئے ہم نے آپ کی کتابوں پر مشتمل ایک فری لائبریری قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ نوجوان آپ کی کتابیں پڑھ سکیں۔ لیکن اس لائبریری کا نام رکھنے پر ہم میں اختلاف رائے پیدا ہو گیا ہے۔ کہ لائبریری کا نام "مظہر کلیم فری لائبریری" رکھا جائے یا "علی عمران فری لائبریری" رکھا جائے۔ فیصلہ آپ پر چھوڑتے ہیں۔

ایم۔ اے۔ خرم چوہدری صاحب۔ کتابوں کی پسندیدگی کے لئے بے حد شکور ہوں۔ فری لائبریری کے منصوبے کے پیچھے موجود آپ کا جذبہ بھی قابل قدر ہے۔ جہاں تک اس کے نام کا تعلق ہے۔ تو اگر آپ اس کا نام "جولیا فری لائبریری" رکھ دیں تو شاید عمران صاحب کو مجبوراً وہ قدم اٹھانا پڑ جائے جس سے وہ اب تک کنی کتراتے چلے آ رہے ہیں۔ اور یقیناً اس سے کتابیں پڑھنے والوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہو جائے گا۔ کیا خیال ہے۔

لاہور۔ کریم پارک سے شاہد رسول لکھتے ہیں "آپ کے ناول ہمارے لئے آبِ حیات کی سی تاثیر رکھتے ہیں۔ موجودہ ناول ڈڈکنگ اور ناداشنگو دونوں بے مثال ناول تھے۔ لیکن ہم آپ سے تنویر کے سلسلے میں ضرور انصاف مانگتے ہیں۔ جو سلوک تنویر جیسے عظیم کردار کے ساتھ ہو رہا ہے ویسا اس کے ساتھ ہونا نہیں چاہیئے۔"

شاہد رسول صاحب۔ کتابوں کی پسندیدگی کے لئے مشکور ہوں۔ تنویر کی عظمت میں کسے شک ہو سکتا ہے۔ اس قدر "مستقل مزاج" آدمی واقعی عظیم ہوتا ہے۔ باقی رہی تنویر کے ساتھ سلوک کی بات۔ تو تنویر جس راہ کا سالک ہے یہ راہ ہی ایسی ہے جس میں سالک کو ایسے ہی سلوک سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اور ہو سکتا ہے تنویر کے نقطہ نظر سے یہی سلوک ہی اس کا سب سے بڑا سرمایہ ہو۔ امید ہے اب آپ سمجھ گئے ہوں گے۔ ویسے تجربہ شرط ہے۔

گوجرانوالہ سے عرفان خان لکھتے ہیں "ناداشنگو کا منفرد کردار ہمیں بے حد پسند آیا ہے۔ اس قدر دلچسپ اور خوب صورت ایڈونچر لکھنے پر ہماری طرف سے مبارکباد قبول کریں۔ البتہ عمران سے ایک شکایت ہے کہ عمران اپنی ٹیم سے کوئی کام نہیں لیتا۔ سارا کام وہ اب خود اس قدر تیزی اور ذہانت سے کر لیتا ہے کہ ٹیم بیچاری بس منہ دیکھتی ہی رہ جاتی ہے۔ اگر یہی حال رہا تو مجھے یقین ہے کہ ایک روز ساری ٹیم سیکرٹ سروس سے نکل کر بے روزگاری کا شکار ہو جائے گی اور اکیلا عمران ہی سب کی تنخواہیں وصول کرنا شروع کر دے گا۔"

عرفان خان صاحب۔ ناول کی پسندیدگی کا بیحد شکریہ۔ عمران کو دراصل تیز سلیمان نے کر رکھا ہے۔ وہ اس کی جیبیں مسلسل خالی کرتا رہتا ہے۔ اس لئے عمران کو اس کی طلب پوری کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ بھاری چیک کے حصول کے لئے تیز دوڑنا پڑتا

ہے۔ اب رہا اس کا حل تو ایک ہی صورت میں ہے کہ ایکسٹو سلیمان کو عمران کی بجائے ٹیم کا باورچی بنا دے۔ پھر آپ دیکھئے گا کہ ٹیم دوڑنے میں عمران کو کیسے پیچھے نہیں چھوڑتی۔ پھر یقیناً عمران ٹیم کا منہ دیکھتا رہ جائے گا۔ اگر آپ کو یہ حل پسند ہو تو پھر ایکسٹو سے درخواست کی جاسکتی ہے۔

منڈی بہاؤالدین۔ سکول محلہ سے عبدالحمید رحمانی مہر لکھتے ہیں "آپ عمران کا پتہ کنگ روڈ بتلاتے ہیں۔ یہاں منڈی بہاؤالدین میں کنگ روڈ تو موجود ہے لیکن میں نے کنگ روڈ پر عمران کا فلیٹ بہت تلاش کیا مگر میں اس تک نہیں پہنچ سکا۔ اس کی وجہ"

عبدالحمید رحمانی مہر صاحب۔ عمران کے فلیٹ تک پہنچنے کے لئے سیڑھیاں چڑھنا پڑتی ہیں اور آپ نے جس قدر بھاری بھرکم نام رکھا ہوا ہے اس وزن کے ساتھ تو یقیناً سیڑھیاں چڑھنا بے حد مشکل کام ہے۔ اور بغیر سیڑھیاں چڑھے عمران کے فلیٹ تک پہنچنا ناممکن۔ اب فیصلہ آپ کر لیجئے۔

والسّلام

مظہر کلیم ایم۔اے

بڑے ہال کمرے کے درمیان ایک طویل بیضوی میز کے گرد اس وقت چھ افراد کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سب کے جسموں پر سیاہ رنگ کے چست لباس تھے۔ ان کے چہروں پر بھی سیاہ رنگ کے نقاب چڑھے ہوئے تھے۔ آنکھیں نقاب کی بجائے مرکری گلاسز میں چھپی ہوئی تھیں۔ اس لئے ان میں سے کسی کی قومیت کے متعلق کوئی اندازہ نہ لگایا جاسکتا تھا۔ ان کے سینے پر سرخ رنگ سے نمبر لکھے ہوئے تھے۔ یہ نمبر زیرو سے سات تک تھے۔ اور میز کی دونوں طرف تین تین کرسیاں رکھی ہوئی تھیں جب کہ سامنے درمیان میں ایک اونچی نشست کی خالی کرسی موجود تھی۔ دائیں طرف نمبر دو سے نمبر چار تک اور بائیں طرف نمبر پانچ سے سات تک کے آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ مجسموں کی طرح خاموش اور ساکت وصامت بیٹھے ہوئے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے انسانوں کی بجائے کرسیوں پر بے جان

مشینیں رکھی ہوئی ہوں۔ ہال کا ایک ہی دروازہ تھا جو بند تھا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے ڈارک بلیو کلر کا انتہائی قیمتی تراش کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ سر پر سلیٹی رنگ کا فلیٹ تھا۔ اور سینے پر دائیں طرف ایک بیج لگا ہوا تھا۔ جس میں اس سمندر کا منظر بنا ہوا تھا۔ جہاں خوفناک طوفان آیا ہوا ہو۔ اس آدمی کے اندر داخل ہوتے ہی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے چھ کے چھ افراد ایک جھٹکے سے کھڑے ہو گئے۔ ان کا انداز بالکل فوجی تھا۔ ڈارک بلیو کلر کے سوٹ والا تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھا۔ اور پھر خالی کرسی پر بیٹھ کر اس نے کھڑے افراد کو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ سب ایک جھٹکے سے ایک بار پھر سیدھے اور ساکت وصامت ہو کر بیٹھ گئے۔ ان کی گردنیں بھی سیدھی تھیں۔ جیسے وہ سامنے والے کو گھور رہے ہوں۔

"آپ کو یہ اطلاع مل گئی ہو گی کہ واٹر پاور کے بورڈ آف ڈائریکٹران نے سابقہ چیف باس کو معزول کر کے موت کی سزا دی تھی اور اسے کل رات گولی مار دی گئی ہے۔ اور بورڈ نے اب مجھے یعنی کرنل کاٹرو کو واٹر پاور کا نیا چیف باس مقرر کیا ہے۔ اور ساتھ ہی مجھے اس قدر وسیع اختیارات بھی دیئے ہیں کہ میرے فیصلے حتمی تصور ہوں گے۔ اس سے پہلے واٹر پاور کے چیف کے فیصلے کو اگر بورڈ آف ڈائریکٹران میں چیلنج کیا جاتا تھا تو اکثریتی رائے سے اس کی حمایت یا مخالفت کا فیصلہ کیا جاتا تھا۔ اب یہ قانون بنایا گیا ہے کہ اگر میرے کسی فیصلے کو بورڈ میں چیلنج کیا جائے گا تو اس کو ختم یا اس میں ترمیم

صرف اس صورت میں کی جا سکتی ہے جب کہ بورڈ کے تمام ممبران متفقہ طور پر اس کی مخالفت کریں۔ اگر ایک بھی ووٹ میرے فیصلے کی حمایت میں آ گیا تو پھر چاہے باقی سارا بورڈ میرے فیصلے کے خلاف کیوں نہ ہو۔ میرا فیصلہ حتمی اور آخری سمجھا جائے گا۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ میں خود بھی بورڈ کا ووٹنگ ممبر ہوں۔ اس لئے اب یہ بات ہمیشہ کے لئے طے ہو گئی کہ میرا فیصلہ ہمیشہ حتمی اور قطعی سمجھا جائے گا۔ اور بورڈ کبھی بھی میرے کسی فیصلے کو مکمل طور پر منسوخ کرنے یا اس میں ترمیم کرنے کا مجاز نہ ہو گا۔ کیونکہ ظاہر ہے میرا ووٹ تو میرے حق میں جائے گا۔ یہ ساری باتیں تمہیں بتانے کا مقصد یہ ہے کہ سابقہ چیف باس کی نسبت میرے پاس لامحدود اختیارات ہیں۔ ایک لحاظ سے اب واٹر پاور کا میں مکمل اور خود مختارانہ طور پر چیف باس ہوں۔ میرے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ واٹر پاور اور اس سے متعلقہ تنظیموں کے لئے قطعی قانون کا درجہ رکھتے ہیں۔ ان سب باتوں کے بعد میں تم لوگوں کو یہ حکم دیتا ہوں کہ اپنے چہروں سے نقاب اور عینکیں ہٹا دو۔ اور اس طرح آرام سے بیٹھو جیسے انسان بیٹھتے ہیں۔ سابقہ چیف باس کی طرح مجھے مشینیں نہیں چاہئیں بلکہ انسان چاہئیں"۔۔۔۔ اس ڈارک بلیو سوٹ والے نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ اور کرسیوں پر بیٹھے ہوئے چھ کے چھ افراد نے جلدی سے اپنے چہروں پر چڑھے ہوئے نقاب اور عینکیں اتار کر سامنے میز پر رکھ دیں اور پھر ایک طویل سانس لیتے ہوئے وہ کرسیوں پر انسانوں کی طرح بیٹھ گئے۔ یہ چھ کے چھ افراد مختلف قومیتوں سے تعلق رکھتے تھے۔

"یہ لباس بھی غیر شریفانہ ہے جو تم لوگوں نے پہن رکھا ہے۔ واٹر پاور کوئی مجرم تنظیم نہیں ہے۔ کہ تم جو اس تنظیم کے ایریا چیفس ہو۔ اس قسم کے لباس پہنو۔ اس لئے تم سب ملحقہ ڈریسنگ روم میں جاؤ۔ وہاں تمہارے لئے لباس مہیا کر دیئے گئے ہیں۔ جا کر لباس بدلو اور پھر واپس آؤ" ــــ چیف باس کرنل کاٹمرڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ بھی مسکراتے ہوئے اٹھے اور کمرے کے دائیں طرف دیوار میں بنے ہوئے ایک چھوٹے سے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ اب ہال میں صرف کرنل کاٹمرڈ موجود تھا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ اس نے جیب سے چند کاغذات نکالے اور انہیں سامنے رکھ کر وہ ان کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد ڈریسنگ روم میں جانے والے افراد واپس آئے۔ تو ان کے جسموں پر مختلف رنگوں اور ڈیزائنوں کے تھری پیس سوٹ موجود تھے۔ وہ آ کر دوبارہ کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ جاتے وقت چونکہ وہ میز پر رکھے ہوئے اپنے نقاب اور عینکیں بھی ساتھ لے گئے تھے۔ اس لئے اب پہلے والے لباس کی کوئی باقیات ان کے پاس نظر نہ آ رہی تھیں۔ وہ مسکراتے ہوئے دوبارہ اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"گڈ ــــ اب پتہ چلا کہ آپ لوگ واقعی دنیا کی عظیم ترین باقوت تنظیم واٹر پاور کے لوگ ہیں۔ اس تنظیم جس نے مستقبل میں پوری دنیا پر حکومت کرنی ہے" ــــ کرنل کاٹمرڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس۔ کیا ہمیں سوال کرنے کی اجازت ہو گی" ــــ ایک نوجوان نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"ہاں۔ بالکل۔ میں نے کہا ہے کہ میں نے تنظیم کا سارا ڈھانچہ بدل دیا ہے۔ ہم سب انسانوں کی طرح ایک دوسرے سے ڈیلنگ کریں گے۔ لیکن یہ بات یاد رہے کہ میں نے حکم عدولی کی سزا بھی سخت کر دی ہے۔ کوتاہی اور حکم عدولی کی سزا فوری موت ہو گی۔ اس حکم کے خلاف کوئی اپیل نہ ہو گی۔ اور نہ ہی کسی قسم کی گنجائش۔ تم سب نے اپنے اپنے ایریاز میں اپنے ماتحتوں کے ساتھ بھی ایسی ہی میٹنگ کرنی ہے۔ اور یہ بات سن لو کہ اب آپ لوگ مجھے چیف باس جیسے فرسودہ القاب کی بجائے براہِ راست کرنل کاٹمرڈ کہہ کر پکار سکتے ہو۔ اور میں بھی نمبروں کی بجائے تمہارے ناموں سے تمہیں پکاروں گا" ــــ کرنل کاٹمرڈ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کرنل کاٹمرڈ۔ کہ سابقہ چیف باس کو کس وجہ سے موت کی سزا دی گئی اور اس میٹنگ بلانے کا اصل مقصد کیا ہے" ــــ نوجوان جس نے پہلے سوال پوچھنے کی اجازت طلب کی تھی بول پڑا۔

"تمہارا نام جیمز ہے اور تم اے ایریے کے انچارج ہو" ــــ کرنل کاٹمرڈ نے کہا۔

"یس کرنل" ــــ نوجوان نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہارا سوال اچھا ہے۔ میں ابتدائی بات چیت کے بعد اس طرف آ رہا تھا۔ اب آپ سب سنجیدگی سے میری بات سنیں۔ واٹر پاور کے سابقہ چیف باس نے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے سامنے ایک بہت بڑا منصوبہ پیش کیا تھا۔ اس منصوبے کے مطابق اس نے سمندر کی تہہ

میں ایک ایسا سائنسی پراجیکٹ قائم کرنا تھا جس کا کوڈ نام گریٹ بال رکھا
گیا تھا۔ گریٹ بال ایک مکمل سائنسی منصوبہ تھا۔ جسے واٹر پاور کے چار
عظیم سائنسدانوں نے مل کر تیار کیا تھا۔ یہ منصوبہ دراصل مستقبل کا منصوبہ
تھا۔ لیکن سابقہ چیف باس نے اس منصوبے کو مسلمانوں کے خلاف
استعمال کرنے کا پلان بنایا۔ اس گریٹ بال میں تیار کئے جانے والے
سائنسی حربے سے بیک وقت دس یا دس سے بھی زائد بڑی بڑی
اسلامی مملکتوں کی مکمل تباہی ہو جاتی تھی۔ پوری مملکتوں کی ان میں
بسنے والے کروڑوں اربوں مسلمانوں سمیت اگر یہ منصوبہ مکمل ہو جاتا
تو یقیناً پوری دنیا سے مسلمانوں کی بیشتر آبادی ختم ہو جاتی۔ جو مسلمان
باقی دنیا میں بکھری ہوئی تعداد میں موجود ہوتے ان کا خاتمہ آسانی سے
کیا جا سکتا تھا۔ اس طرح عظیم یہودی سلطنت کے قیام کی راہ توقع
سے کہیں پہلے ہموار ہو سکتی تھی۔ اسی لئے بورڈ نے باوجود اس بات کے
کہ اس پر بے پناہ سرمایہ خرچ آتا تھا اسے منظور کر لیا گیا۔ اس کے بعد
پوری دنیا کے یہودیوں اور اسرائیلی حکومت سے اس منصوبے کے
لئے عطیات طلب کئے گئے۔ چونکہ یہ منصوبہ یہودیوں کے لئے
انتہائی دلکش تھا۔ کیونکہ مسلمانوں کے خلاف شروع سے ہی ہمارے
جذبات انتہائی شدید رہے ہیں۔ اس لئے تمام دنیا کے یہودیوں
اور اسرائیلی حکومت نے اس کے لئے سرمایہ اکٹھا کیا اور اس طرح
اس منصوبے پر کام شروع ہو گیا۔ چونکہ یہ منصوبہ انتہائی خوفناک
تھا اور اس سے تباہی بھی بے پناہ آنی تھی۔ اس لئے اسے بے حد
خفیہ رکھا گیا۔ گریٹ بال کی تیاری واٹر پاور کی ایک خفیہ لیبارٹری

میں شروع کی گئی۔ اس میں حتی الامکان حفاظتی آلات بھی نصب کئے
گئے۔ پھر اس گریٹ بال کو سمندر کی تہہ میں اتارا گیا اور اصل مشن
کے لئے سائنسی ایجاد کا کام گریٹ بال کے اندر کیا گیا۔ اس منصوبے
کو اس قدر خفیہ رکھا گیا کہ سوائے چند افراد کے واٹر پاور کے دنیا
بھر میں پھیلے ہوئے سیکشنز کو بھی اس سے لاعلم رکھا گیا۔ لیکن پھر
ایک حماقت کی وجہ سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس منصوبے
کی اطلاع مل گئی۔ اور وہ اس منصوبے کے خاتمے کے لئے حرکت
میں آ گئے۔ سابقہ چیف باس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس اور
پاکیشیا کے سب سے خطرناک ایجنٹ علی عمران کو روکنے اور ختم
کرنے کی حتی الامکان کوششیں کیں۔ لیکن وہ لوگ آخر کار گریٹ
بال کے اندر پہنچ گئے۔ اور انہوں نے عین اس وقت منصوبہ ناکام
بنا دیا جس وقت وہ فائنل ہو چکا تھا۔ اگر انہیں تھوڑی اور دیر ہو جاتی
تو منصوبہ کامیاب ہو چکا ہوتا۔ بہرحال منصوبہ تو ناکام ہو ہی گیا گریٹ
بال کو بھی تباہ کر دیا گیا۔ اور پاکیشیا سیکرٹ سروس گریٹ بال کی
ایک سپیشل آبدوز کے ذریعے وہاں سے نکل گئے۔ یہ آبدوز بعد میں
تباہ شدہ حالت میں بحیرہ روم میں اطالی کی بندرگاہ کارسیگا کے
قریب پائی گئی۔ اور تحقیقات پر یہ معلوم ہوا کہ اس آبدوز کے اندر
موجود اٹیمک بیٹریاں چونکہ بروقت چارج نہ ہوتی تھیں۔ اس لئے آبدوز
رک گئی۔ اور وہ لوگ جب اسے نہ چلا سکے تو اسے تباہ کر کے نکل
گئے۔ اس منصوبے کی ناکامی نے پوری یہودی دنیا کو ہلا کر رکھ دیا اور
اسرائیل اور پوری دنیا کے یہودیوں کے گھروں میں صف ماتم بچھ گئی

کیونکہ حقیقت یہی ہے کہ اس منصوبے پر اس قدر کثیر سرمایہ خرچ ہو
تھا کہ جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ہلکے سے اندازے کے لئے ی
سمجھ لیجیے کہ پورے براعظم ایکریمیا میں موجود دولت کو اگر اکٹھا کر لیا
جاتے تو وہ رقم اس منصوبے پر خرچ ہونے والی رقم کا عشر عشیر
بھی نہیں بنتی اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ منصوبے کی ناکا
سے یہودیوں کو کس قدر بھاری نقصان اٹھانا پڑا۔ اس کے ساتھ س
گریٹ بال کے اندر کام کرنے والے یہودیوں کے بہترین سائنس
بھی مارے گئے۔ اور آخری بات یہ کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس او
اس علی عمران نے باقاعدہ دھمکی دی کہ گریٹ بال کے بعد وہ واٹر
پاور کے ہیڈ کوارٹر کو بھی تباہ کر دیں گے۔ چنانچہ ڈائریکٹران نے
ہنگامی میٹنگ طلب کی۔ سابقہ چیف باس کو اس منصوبے کی تبا
کا ذمہ دار گردانا گیا۔ کیونکہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور ا
عمران کا بروقت خاتمہ نہ کر سکا تھا۔ حالانکہ پوری دنیا میں واٹر پاو
کے ایجنٹس پھیلے ہوئے تھے۔ اور وہ آسانی سے ان لوگوں کا خا
کر سکتے تھے۔ لیکن بجائے اس کے کہ وہ لوگ عمران اور اس کے
ساتھیوں کا خاتمہ کرتے۔ الٹا عمران اور اس کے ساتھیوں نے کئی
سیکشنز کو تباہ کر دیا۔ بہرحال گریٹ بال کی ناکامی کی تمام تم
ذمہ داری چیف باس پر ڈال دی گئی۔ اور بورڈ نے اس ناقابل
معافی جرم میں اسے موت کی سزا دے دی۔ اور سابقہ چیف
باس کو بورڈ کی موجودگی میں گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا۔ اس کے بع
اس بات پر غور کیا گیا کہ اب واٹر پاور کا چیف باس کسے بنای

جائے۔ اور پھر طویل بحث و مباحثہ کے بعد اور پوری دنیا میں موجود
یہودی ایجنٹوں کے کوائف کی پڑتال کے بعد اس کام کے لئے مجھے
منتخب کیا گیا۔ میں اس وقت خلیج ہڈسن میں ایک بڑے سیکشن میں
کام کر رہا تھا۔ چنانچہ مجھے فوری طور پر طلب کیا گیا۔ میں نے اس
کے لئے چند شرائط پیش کیں جو منظور کر لی گئیں۔ وہ شرائط یہی کہ میں
اپنی مرضی سے خود مختارانہ کام کروں گا۔ بورڈ میرے کسی فیصلے میں
ترمیم یا تنسیخ کا مجاز نہ ہوگا۔ بہرحال مجھے متفقہ طور پر چیف باس منتخب
کر لیا گیا۔ اس کے بعد میں نے ایک ہفتے تک واٹر پاور کے
ہیڈ کوارٹر اور پوری دنیا میں پھیلے ہوئے اس کے سیکشنز کی
اچھی طرح چیکنگ کی۔ میں نے سارا ڈھانچہ نئے سرے سے ترتیب
دیا۔ اس کے بعد میں نے پوری دنیا میں موجود واٹر پاور کے ایجنٹس
کو عمران اور اس کے ساتھیوں کی تلاش کا حکم دے دیا۔ اور
آج مجھے اطلاع ملی ہے کہ۔ ۔ ایکریمیا کی ایک ریاست سینٹ
لاسس میں ایک ایسا آدمی دیکھا گیا ہے جس پر عمران کا شک ہو سکتا
ہے۔ چنانچہ میں نے فوری طور پر آپ حضرات کی میٹنگ طلب کی۔
اور اس وقت آپ یہاں موجود ہیں" ——— کرنل کاٹرو نے باقاعدہ
تقریر کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے کرنل۔ ہم ساری بات سمجھ گئے ہیں۔ لیکن آپ نے
یہ نہیں بتایا کہ اس میٹنگ کا مقصد کیا ہے" ——— ایک اور آدمی
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مقصد بھی بتاتا ہوں۔ میں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران

کے فوری خاتمے کے لئے ایک پلان بنایا ہے۔ عمران اور اس کے
ساتھیوں کا مقصد واٹر پاور کے ہیڈ کوارٹر کی تباہی ہے۔ صرف آپ
حضرات کو علم ہے کہ واٹر پاور کا ہیڈ کوارٹر بلیک پاگوس میں ہے
لیکن شروع سے ہی ہیڈ کوارٹر کو دنیا کی نظروں سے خفیہ رکھنے کے
لئے ایسے انتظامات کئے گئے ہیں کہ واٹر پاور کا ہیڈ کوارٹر بحر منجمد
شمالی کے سب سے اوپر والا حصہ گرونٹ لینڈ بنتا ہے۔ گرونٹ
لینڈ مکمل طور پر خالی علاقہ ہے۔ جہاں انسانی حیات کا زیادہ دیر
قائم رہنا ناممکن ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے ایک ٹرانسمیٹر
کال کی چیکنگ کی بنا پر اس عمران اور اس کے ساتھیوں نے بھی دھوکہ
کھایا ہے۔ اور وہ بھی اب تک یہی سمجھ رہے ہیں کہ ہیڈ کوارٹر گرونٹ
لینڈ میں ہے۔ لیکن وہاں جانے اور ہیڈ کوارٹر تلاش کرنے کے لئے
انہیں خصوصی سازوسامان چاہیئے۔ ہو سکتا ہے اس کے لئے وہ لوگ
ایکریمیا پہنچے ہوں۔ ادھر جب ایجنٹ نے عمران سے ملتے جلتے آدمی
کی وہاں موجودگی مارک کی ہے۔ اس نے ہی اطلاع دی ہے کہ اس
آدمی نے سینٹ لاسس کی ایک فرم ڈبلر سے رابطہ قائم کیا ہے
یہ ڈبلر نامی فرم انتہائی سرد ترین علاقے میں جانے والی سائنسی تحقیقاتی
مشنز کے لئے مخصوص حفاظتی سامان تیار کرتی ہے۔ اس اطلاع
سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اگر واقعی عمران ہے تو وہ گرونٹ لینڈ
جانا چاہتا ہے۔ بہرحال وہ گرونٹ لینڈ جائے یا کہیں اور۔ اس
نے یہودیوں کو تاریخ کا سب سے بڑا نقصان پہنچایا ہے۔ اس
لئے اس کی موت اب واٹر پاور کا سب سے بڑا مشن ہے۔ میں

نے اس سلسلے میں ایک پلاننگ کی ہے۔ اس کی تفصیلات یہ ہیں۔
کہ آپ سب کو عمران اور اس کے ساتھیوں کے متعلق کوائف
مہیا کر دیئے جائیں گے۔ آپ سب نے اپنے اپنے علاقوں میں
ایسی خصوصی ٹیمیں تیار رکھنی ہیں جو ایسے ایجنٹوں کے خاتمے جیسے
کاموں میں انتہائی مہارت رکھتی ہوں۔ آپ سب کا آپس میں مسلسل
رابطہ رہے گا۔ اور ہر ٹیم اپنے علاقے میں عمران اور اس کے
ساتھیوں کے خاتمے کے لئے ورک کرے گی۔ اگر وہ لوگ ایک
علاقے سے دوسرے علاقے میں جائیں گے تو پھر وہاں کی ٹیم
حرکت میں آجائے گی۔ اس طرح پوری دنیا میں انہیں گھیرا جائے
گا۔ بہرحال وہ جس قدر بھی عیار اور خطرناک ہوں کہیں نہ کہیں
مارے ہی جائیں گے۔ اس مشن کا نام مقدس مشن رکھا گیا ہے۔
اور پوری دنیا کے یہودی اس مشن کے لئے اپنا اپنا کام سرانجام
دیں گے۔ اس کے علاوہ میں نے ایک تین رکنی ٹیم علیحدہ مقرر کی
ہے۔ جو سپیشل ٹیم کہلائے گی۔ یہ ٹیم آپ سب سے علیحدہ رہ کر
مسلسل عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف کام کرے گی۔
اور بوقت ضرورت یہ ٹیم آپ میں سے کسی سے بھی تعاون طلب
کر سکتی ہے۔ اور اس کے احکامات کی تعمیل آپ اور آپ کے
ماتحتوں نے بالکل اسی طرح کرنی ہے جس طرح آپ ہیڈ کوارٹر
کے احکامات کی تعمیل کرتے ہیں۔ یہ تین رکنی ٹیم دنیا کے مانے
ہوئے سیکرٹ ایجنٹوں پر مشتمل ہے۔ انہیں مکمل اور تفصیلی
ہدایات دے دی گئی ہیں۔ اس ٹیم کا انچارج ایکریمیا کا مایہ ناز

سیکرٹ ایجنٹ کرنل لارج ہے۔ باقی دو ممبرز میں سے ایک برازیل کی سپیشل ایجنٹ مس راکلی اور دوسرا رکن کناڈا کا جرمی ہے یہ تینوں دنیا کے مایہ ناز سیکرٹ سپیشل ایجنٹ ہیں۔ میں خود ہیڈ کوارٹر میں رہوں گا۔ اور آپ سب سے رابطہ رکھوں گا"۔۔۔۔ کرنل کاٹرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ ہم سپیشل ٹیم کے ساتھ مکمل تعاون کریں گے"۔۔۔۔ سب نے بیک زبان ہو کر کہا۔

"سپیشل ٹیم کو سینٹ لاس پہنچنے کے احکامات دے دیئے گئے ہیں۔ وہ آج رات وہاں پہنچ کر یہ چیک کریں گے کہ کیا وہ مشکوک آدمی واقعی عمران ہے۔ اول تو مجھے قطعی یقین ہے کہ سپیشل ٹیم فوری طور پر ان سب کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جائے گی۔ لیکن آپ کو حفظ ما تقدم کے طور پر اس لئے اطلاع دی جا رہی ہے تاکہ آپ ہوشیار رہیں۔ تمام تفصیلات کی فائل آپ کو میٹنگ ہال سے باہر مل جائے گی۔ اس کے ساتھ ہی یہ ہنگامی میٹنگ برخواست کی جاتی ہے"۔۔۔۔ کرنل کاٹرو نے کہا۔ اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا باقی لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور پھر سب کرنل کاٹرو کے پیچھے چلتے ہوئے اس میٹنگ روم سے باہر نکل گئے۔

عمران ٹیکسی سے اترا۔ اور ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ دے کر وہ اطمینان بھرے انداز میں چلتا ہوا ہوٹل بلیو سٹار کے خوبصورت ہال میں داخل ہوا ہی تھا کہ ایک سپروائزر تیزی سے اس کے قریب آیا۔

"آپ مسٹر عدنان ہیں"۔۔۔۔ سپروائزر نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"آپ کو کوئی اعتراض ہو تو میں نام بدل بھی سکتا ہوں۔ دراصل کسی کی دل آزاری کرنا ہمارے مذہب میں بہت بڑا گناہ ہے۔ اس لئے حکم فرمائیے"۔۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"اوہ سر۔ مجھے بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ دراصل ایک محترمہ آپ سے ملنے تشریف لائی ہیں۔ وہ تو بضد تھیں کہ وہ آپ

کا انتظار آپ کے کمرے میں کریں گی۔ لیکن ہوٹل کے اصول کے مطابق ایسا ناممکن تھا۔ اس لئے انہیں وزیٹنگ گیلری میں نشست دے دی گئی ہے۔ اور میری یہ ڈیوٹی لگائی گئی تھی کہ میں آپ کی واپسی پر فوراً آپ کو اطلاع دوں" ۔۔۔۔ سپروائزر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ محترمہ اکیلی ہیں یا ان کے پوتے پوتیاں نواسے نواسیاں بھی ساتھ ہیں" ۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے پوچھا۔ اور سپروائزر نہ چاہنے کے باوجود بھی ہنس پڑا۔

"وہ اکیلی ہیں۔ اور جیسا آپ سوچ رہے ہیں ایسا نہیں ہے۔ وزیٹنگ گیلری کی نشست نمبر بارہ پر آپ ان سے مل سکتے ہیں" ۔ سپروائزر نے کہا۔ اور پھر سلام کر کے تیزی سے ایک طرف کو بڑھ گیا۔

عمران نے اس کے جانے کے بعد کندھے اچکائے۔ اور وزیٹنگ گیلری کی طرف بڑھ گیا۔ اُسے اس بات پر حیرت تھی کہ کون محترمہ اس سے ملنے آ گئی ہے۔ حالانکہ یہاں وہ فرضی کاغذات اور فرضی نام سے رہائش پذیر تھا۔ گریٹ بال سے نکلنے کے بعد انہوں نے ڈی۔ ون میزائلوں سے پورا گریٹ بال اڑا دیا تھا۔ گریٹ بال کے اندر بھی چونکہ انتہائی طاقتور اسلحے کا ذخیرہ موجود تھا۔ اس لئے ڈی۔ ون میزائلوں کے فائر ہونے کے بعد گریٹ بال کے پرزے اڑ گئے۔ عمران سپیشل آبدوز کے ذریعے وہاں سے واپس پلٹا۔ راستے میں اس نے رونالڈ سے ہیڈ کوارٹر

You my heart. You my soul.

کے متعلق پوچھ گچھ کرنا چاہی۔ لیکن رونالڈ شاید دل کا مریض تھا۔ وہ بغیر کچھ بتائے ہی مر گیا۔ گو عمران کو آرشیا جزیرے پر پروفیسر کی چیکنگ مشین سے تو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ واٹر پاور کا ہیڈ کوارٹر بحر منجمد شمالی کے سب سے بالائی حصے گرین لینڈ میں ہے۔ وہ دراصل رونالڈ سے اس کا صحیح محل وقوع معلوم کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ جس علاقے کو گرین لینڈ کہا جاتا تھا وہ بے حد وسیع و عریض تھا۔ اور وہ ایسی جگہ تھی جہاں سوائے برف کے اور کچھ نہ تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ سردی بھی ظاہر ہے اپنے پورے جوبن پر ہوتی تھی۔ یہ ایسا علاقہ تھا جہاں اسکیمو بھی نہ رہتے تھے۔ کیونکہ وہاں نارمل حالات میں انسانی زندگی کی بقا ناممکن تھی صرف سائنسی تحقیقات کے لئے پراجیکٹ بنائے جاتے تھے۔ اور ان کے لئے بھی خصوصی انتظامات کئے جاتے تھے۔ گرین لینڈ میں ہیڈ کوارٹر کی موجودگی کا مطلب تھا کہ لازماً اسے زیر برف بنایا گیا ہو گا۔ اور باقی حفاظتی انتظامات تو ایک طرف وہاں کسی کا ویسے بھی پہنچنا ناممکن تھا۔ اس لئے یہ واقعی کسی بھی ایسی تنظیم کے لئے محفوظ ترین علاقہ تھا۔ یہ بات درست تھی کہ ایسی جگہوں پر ہیڈ کوارٹر بنانے کا مطلب دنیا کی آدھی دولت خرچ کرنا تھا۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ یہودی کس قدر دولت مند قوم ہے۔ اور پھر یہودی سلطنت کے قیام کے لئے تو وہ اپنی آخری پائی تک دینے کے لئے تیار ہو سکتے تھے۔ اُسے اندازہ تھا کہ گریٹ بال کے منصوبے پر اس قدر دولت خرچ آئی ہو گی کہ شاید گرین لینڈ میں ہیڈ کوارٹر بنانے پر بھی اتنی رقم خرچ نہ آئی ہو گی۔ چنانچہ اس نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ اس آبدوز کے ذریعے سفر

کرتا ہوا بحیرۂ عرب سے نہر سویز کو کراس کرتا ہوا بحیرہ روم پہنچے گا۔ اور پھر بحیرہ روم سے وہ گرونٹ لینڈ کے قریب سے نکلتا ہوا آئس لینڈ اور پھر اوپر بحر منجمد شمالی میں داخل ہو جائے گا۔ آبدوز واقعی اس انداز کی بنائی گئی تھی اور اس میں ایسے ایسے انتظامات تھے کہ عمران کو یقین ہو گیا تھا کہ گرونٹ لینڈ میں واقع واٹر پاور کے ہیڈ کوارٹر سے مہذب دنیا کا رابطہ ایسی ہی آبدوزوں سے ممکن ہو سکتا ہے۔ اور پھر سب سے اچھی بات یہ تھی کہ یہ سپیشل آبدوز ایٹمی بیٹریوں سے چلتی تھی۔ اس لئے بغیر کہیں نمودار ہوتے وہ انتہائی تیز رفتاری سے گرونٹ لینڈ کی طرف سفر کر سکتے تھے۔ لیکن جب آبدوز بحیرہ روم میں پہنچی تو اچانک اس کی مشینری جام ہو گئی۔ عمران نے اُسے حرکت میں لانے کی بے حد کوشش کی لیکن اس نے نہ چلنا تھا نہ چلی۔ تب عمران نے شک پڑنے پر ایٹمی بیٹریوں کی چیکنگ کی تب اُسے معلوم ہوا کہ بیٹریاں مکمل طور پر ڈس چارج ہو چکی تھیں۔ ظاہر ہے اس کے بعد آبدوز کے حرکت میں آنے کا کوئی جواز ہی باقی نہ رہا تھا۔ چنانچہ عمران نے آبدوز میں موجود ڈائنامنٹ کو اس میں فٹ کیا اور پھر ٹائم بم میں وقت لگا کر وہ غوطہ خوری کے لباس پہنے سمندر کی سطح پر پہنچ گئے۔ وہ کھلے سمندر میں تھے اس لئے بُری طرح پھنس گئے تھے۔ کیونکہ خالی تیرتے ہوئے تو وہ سمندر میں طویل فاصلہ طے نہ کر سکتے تھے۔ لیکن پھر ان کی خوش قسمتی کہ ایک مچھلیاں پکڑنے والا ٹرالر انہیں نظر آ گیا۔ اور عمران نے جب انہیں بتایا کہ وہ بین الاقوامی ادارے کے آدمی ہیں۔ اور غوطہ خوری کے لباسوں میں اچانک خرابی پیدا ہو جانے کی وجہ سے انہیں وقت سے پہلے

سطح پر آنا پڑا ہے۔ جب کہ انہیں لینے کے لئے لانچ ابھی دیر سے آئے گی۔ تو ٹرالر والوں نے انہیں ساحل تک پہنچانے کی حامی بھر لی۔ اور تب عمران کو پتہ چلا کہ وہ اطالی کی بندرگاہ کارسیگا کے نزدیک موجود ہیں۔ ویسے عمران، ٹرالر والوں کی قومیت دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ ان لوگوں کا تعلق اطالی سے ہے۔ اس لئے اس نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کا تعلق بین الاقوامی ادارے سے بتایا تھا تاکہ انہیں شک نہ پڑ سکے کہ یہاں یہ ایشیائی مرد اور سوئس عورت کیوں موجود ہیں۔ ویسے جولیا کی موجودگی کا یہ فائدہ ہوا تھا کہ ٹرالر والوں کو ان کی اس بات پر یقین آ گیا تھا کہ ان کا تعلق بین الاقوامی ادارے سے ہے۔ ظاہر ہے بین الاقوامی ادارے میں مختلف قومیتوں کے لوگ اکٹھے کام کرتے ہیں۔ آبدوز کے تباہ ہونے کے بعد عمران کو لامحالہ اپنے منصوبے میں تبدیلی لانی پڑی۔ اور اب اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ تھا کہ وہ باقاعدہ حفاظتی انتظامات کے بعد گرونٹ لینڈ پہنچے۔ اس کے لئے ایکریمیا جانا بے حد ضروری تھا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ وہاں ایک بین الاقوامی فرم جس کا نام ڈبلر تھا ایسا سامان تیار کرتی ہے جو گرونٹ لینڈ میں جانے اور وہاں کی سردی برداشت کرنے کے لئے ضروری ہے۔ اس نے اطالی میں ایک دوست کی مدد سے اپنے، کیپٹن شکیل، صفدر اور تنویر کے فرضی ناموں سے کاغذات تیار کرائے۔ اور پھر اس نے پاکیشیا میں بلیک زیرو کو فون کر کے ساری صورت حال بتائی۔ اور اسے کہا کہ وہ جولیا، نعمانی، خاور، نعمانی اور چوہان کو واپس بلا لے۔ کیونکہ گرونٹ لینڈ

میں زیادہ بھیڑ بھاڑ مسائل پیدا کر سکتی تھی۔ جولیا کو شاید وہ واپس نہ بھجواتا لیکن وہ جانتا تھا کہ گرد ٹ لینڈ میں انتہائی کٹھن حالات سے نبرد آزما ہونا پڑے گا۔ اور جولیا شاید اس قدر سخت موسم کو برداشت نہ کر سکے۔ کیونکہ بہر حال وہ صنف نازک تھی۔ اس لئے اس نے جولیا کو بھی واپس بلوانے کا کہہ دیا تھا۔ اور پھر ایکسٹو کی کال نے واقعی انہیں واپس جانے پر مجبور کر دیا۔ اس کے بعد وہ باقی ساتھیوں کے ہمراہ ایکریمیا پہنچا۔ اور چونکہ ڈیلر نامی فرم ایکریمیا کی ایک ریاست سینٹ لاس میں کاروبار کرتی تھی۔ اس لئے عمران سیدھا یہاں پہنچا تھا چونکہ یہاں ان کا کوئی کام نہ تھا اس لئے اس نے باقی ساتھیوں کو تو یورپین میک اپ میں علیحدہ ہوٹل میں ٹھہرایا اور خود اس نے ہوٹل بلیو سٹار میں کمرہ لے لیا ۔۔۔ وہ خود ایشیائی میک اپ میں ہی رہا۔ ڈیلر کو اس نے ضروری سامان کا آرڈر دیا۔ اور انہیں بھی اس نے اقوام متحدہ کے ایک تحقیقاتی ادارے کے جعلی کاغذات دے کر اس بات پر رضامند کیا تھا کہ وہ خصوصی سامان اُسے مہیا کریں۔ سامان کی تیاری کے لئے فرم نے ایک ہفتے کی مہلت لی تھی۔ اور اب یہ ایک ہفتہ اس کے پاس فارغ تھا۔ اور وہ اب فرم سے واپس اپنے ہوٹل آیا تھا۔ راستے میں وہ یہی پروگرام بناتا آیا تھا کہ اس ایک ہفتے میں وہ خوب دل بھر کر تفریح کرے گا۔ لیکن یہاں ہوٹل پہنچتے ہی اُسے کسی محترمہ کی آمد کی اطلاع ملی تو وہ حیران رہ گیا۔ کیونکہ یہاں وہ کسی ایسی محترمہ سے واقف نہ تھا جو اس کے اس فرضی نام سے واقف ہو اس نے اپنے آپ کو ایشیائی سائنسدان ظاہر کیا تھا۔ جو گرد ٹ لینڈ میں

اقوام متحدہ کے ایک سائنسی پروجیکٹ کا انچارج تھا۔ جب کہ اس کے ساتھی بھی کاغذات کے لحاظ سے سائنسدان ہی تھے اور ان کا تعلق یورپ سے تھا۔ وزیٹنگ گیلری میں چھوٹے چھوٹے آرام دہ کیبنز بنے ہوئے تھے۔ ہوٹل کے رہائشی اگر کسی سے اپنے کمرے میں ملاقات نہ کرنا چاہتے تو اس کے لئے انہیں وزیٹنگ گیلری میں سہولت مہیا کی جاتی تھی۔ ہر کیبن کے باہر نمبر لگے ہوئے تھے۔ عمران نمبر دیکھتا ہوا آگے بڑھتا گیا اور پھر بارہ نمبر کیبن کے سامنے وہ رک گیا۔ کیبن کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور اس پر انتہائی قیمتی پردہ لہرا رہا تھا۔

"کیا میں اندر آسکتا ہوں۔ مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ میرا مطلب ہے کوئی پردہ دار تو نہیں ہے اندر" ۔۔۔ عمران نے بڑے جھجکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کم ان پلیز" ۔۔۔ اندر سے ایک مترنم نسوانی آواز سنائی دی۔ اور عمران کا ہاتھ بے اختیار سر پر پہنچ گیا۔ آواز کا لوچ اور ترنم بتا رہا تھا کہ جسے سپر دائز محترمہ جیسے بوڑھے لقب سے نواز رہا تھا وہ کسی کالج کی طالبہ ہے۔ عمران نے اس طرح پردہ ہٹایا جیسے کسی غیر کے گھر میں چوری چھپے داخل ہو رہا ہو۔ پردہ ہٹتے ہی جیسے ہی اس کی نظریں سامنے بیٹھی ہوئی لڑکی پر پڑیں اس نے واقعی گھبرا کر پردہ چھوڑ دیا اور اس طرح بدک کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا جیسے اندر اُسے کوئی زہریلا سانپ نظر آگیا ہو۔

"آپ باہر کیوں چلے گئے۔ تشریف لائیے۔ میں تو کافی دیر سے

آپ کا انتظار کر رہی ہوں" ــــــ اُسی لمحے پردہ ہٹا کر اندر موجود لڑکی باہر نکلتے ہوئے کہا۔ اور عمران کی آنکھیں بے اختیار جھک گئیں۔ اس کے چہرے پر اس طرح شرم کے آثار نمودار ہو گئے جیسے کسی کھٹیٹھ لڑکی پر سر بازار آوازہ کس دیا گیا ہو۔

" مم ـــ مم ـــ لباس تو پہن لیجئے " ـــ عمران نے اُسی طرح نظریں جھکائے ہوئے انتہائی شرمیلے لہجے میں کہا۔

" لباس ـــ کیا مطلب ۔ میں نے لباس تو پہنا ہوا ہے۔ لیکن یہ آپ کو کیا ہو گیا ہے " ـــ لڑکی کی حیرت بھری آواز سنائی دی

" مم ـــ مم ـــ مجھے شرم آ رہی ہے " ـــ عمران نے گڑگڑاتے ہوئے لہجے میں کہا اور لڑکی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ اس نے عمران کا بازو پکڑا۔ اور پھر اُسے اس طرح گھسیٹتی ہوئی کیبن میں لے گئی۔ جیسے کسی نالائق بچے کو زبردستی سکول لے جایا جا رہا ہو۔

" ارے ارے۔ نامحرم کا بازو نہیں پکڑتے۔ بڑا گناہ ہوتا ہے " ـــ عمران کا چہرہ اور زیادہ سرخ پڑ گیا تھا۔

" آج تک میں نے مشرق میں شرم و حیا کے قصے تو ضرور سن رکھے تھے لیکن مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ وہاں کے مرد بھی اس قدر شرمیلے ہوتے ہیں" لڑکی نے بڑے مترنم انداز میں قہقہہ مارتے ہوئے کہا۔

" آپ پلیز یہ پردہ اتار کر لپیٹ لیجئے یا پھر اسے میری آنکھوں پر ڈال دیجئے " ـــ عمران نے نظریں جھکائے اُسی طرح انتہائی شرمیلے لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ کیا بکواس ہے۔ سنو۔ میرا نام راکلی ہے۔ اور میں تم سے ملنے آئی ہوں۔ میرا خیال ہے یہاں کی بجائے تمہارے کمرے میں نہ چلا جائے " ـــ اس بار لڑکی نے جھنجلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" کمرے میں اور اس حالت میں۔ لاحول ولا۔ آپ مجھے اماں بی سے جوتیاں لگوانا چاہتی ہیں۔ انہوں نے ابھی نئی جوتی لی ہے۔ انتہائی سخت چمڑے کی۔ شاید ہاتھی کا چمڑہ ہے۔ سوری مس راکلی۔ آئی ایم ریئلی سوری " ـــ عمران نے اُسی طرح نظریں جھکائے جواب دیا۔ تو مس راکلی ہونٹ کاٹتی ہوئی اٹھی۔ اس نے ایک جھٹکے سے کیبن کے دروازے پر پڑا ہوا پردہ کھینچا اور پھر اُسے اپنے جسم کے گرد لپیٹ لیا۔

" لو اب میں نے پردہ لپیٹ لیا ہے " ـــ مس راکلی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے پہلے تو ذرا سی نظریں اٹھا کر اس کی طرح دیکھا جیسے کسی کو چوری چوری دیکھ رہا ہو۔ پھر ایک جھٹکے سے وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

" شکریہ مس راکلی۔ دراصل بغیر لباس کے کسی کو دیکھ کر مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے میں کسی چھپکلی کو دیکھ رہا ہوں۔ بڑی کراہت آتی ہے۔ آپ یقین کریں۔ ہمارے ہاں تو جس گھر میں جوان لڑکے ہوں۔ وہاں گائے بھینسوں کو بھی لباس پہنایا جاتا ہے " ـــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور مس راکلی ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

" واقعی مشرق عجیب ہے۔ یہاں تو اگر لڑکیاں بھاری لباس پہن لیں تو ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی کوئی نہیں دیکھتا " ـــ مس راکلی نے ہنستے ہوئے کہا۔ اس نے دراصل کچھ ایسا لباس پہن رکھا تھا کہ وہ

تقریباً عریاں نظر آ رہی تھی۔ گو عام طور پر ایکریمیا میں ایسا لباس صرف ساحل
پر سن باتھ کی غرض سے پہنا جاتا تھا۔ لیکن اگر کوئی شہروں میں بھی پہن
لے تو کسی کو کوئی اعتراض نہ ہوتا تھا۔

" اسی لئے تو میری آنکھیں بھی نہ اٹھ رہی تھیں۔ کیونکہ آپ نے
اپنے وزن سے ہلکا لباس پہنا ہوا ہے۔ اس لئے لباس کی بجائے
میری آنکھوں پر آپ کا وزن پڑ گیا تھا۔ بہرحال فرمائیے۔ آپ کو اس
بے لباسی کی حالت میں مجھ جیسے بے ضرر سے آدمی سے ملنے کا خیال
کیسے آ گیا "۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" مجھے ڈیلبر سے اطلاع ملی ہے کہ آپ کسی تحقیقاتی مشن پر گروٹ
لینڈ جا رہے ہیں "۔۔۔ راکلی نے یک لخت سنجیدہ ہوتے ہوئے
کہا۔

" لیکن اس تحقیق کا تعلق زمانہ ماقبل کی عورت سے نہیں ہے۔
وہ زمانہ جب ابھی لباس ایجاد نہ ہوا تھا۔ یہ سائنسی تحقیق ہے "۔
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور راکلی بے اختیار ہنس پڑی۔

" مجھے تو معلوم ہوا ہے کہ آپ وہاں واٹر پاور کے ہیڈ کوارٹر
کی تلاش میں جا رہے ہیں "۔۔۔ راکلی نے مسکراتے ہوئے
کہا۔ لیکن وہ اب غور سے عمران کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔

" آپ کو جزوی طور پر درست اطلاع ملی ہے "۔۔۔ عمران نے
بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔ وہ نہ ہی واٹر پاور کے الفاظ پر چونکا
تھا اور نہ ہی اس کے چہرے کے تاثرات بدلے تھے۔

" جزوی طور پر درست ۔۔۔ کیا مطلب "۔۔۔ عمران کے جواب

سے راکلی خود چونک پڑی تھی۔

" دراصل ہمارا سائنسی پراجیکٹ وہاں ہیوی واٹر کے آئسوٹوپ
کی تلاش میں جا رہا ہے۔ اس لئے واٹر کی حد تک تو آپ کی اطلاع
درست ہے باقی غلط ہے "۔۔۔ عمران نے اسی طرح سادہ سے
لہجے میں جواب دیا۔

" کیا آپ مجھے اپنے ساتھ مشن پر لے جا سکیں گے۔ میں اس کے
لئے آپ کو گراں معاوضہ بھی دوں گی۔ دراصل مجھے گروٹ لینڈ
دیکھنے کا بے حد شوق ہے۔ میں فطری طور پر سیاح ہوں اور پوری دنیا
گھوم چکی ہوں۔ سوائے گروٹ لینڈ کے۔ کوئی ایسا علاقہ نہیں رہا۔
جہاں میں نہ گئی ہوں۔ لیکن گروٹ لینڈ میں اکیلی نہیں جا سکتی۔ اس
لئے مجھے جیسے ہی معلوم ہوا کہ کوئی سائنسی ٹیم وہاں جا رہی ہے تو میں
نے سوچا کہ چلو اس طرح میں بھی وہاں کی سیر کر آؤں گی۔ آپ بے فکر
رہیئے وہاں مجھے مجبوراً ایسا لباس پہننا پڑے گا جس پر آپ کو کوئی
اعتراض نہ ہو گا "۔۔۔ راکلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" آپ وہاں کیا دیکھنا چاہتی ہیں "۔۔۔ عمران نے بھی مسکراتے
ہوئے پوچھا۔

" ظاہر ہے وہاں برف کے سوا اور کچھ نہیں ہو گا۔ لیکن پلیز آپ
کوئی بدذوقی کی بات نہ کر دیجئے کہ برف تو آپ یہاں بھی دیکھ سکتی
ہیں۔ سیاحت کے معاملے میں میں بہت پکی واقع ہوئی ہوں "۔۔۔
راکلی نے کہا۔

" ارے نہیں۔ ہمارے ہاں یہ پچ سسٹم کو بھی گناہ سمجھا جاتا ہے۔

اس لئے آپ بے فکر رہیں آپ کو پرچ کوئی نہ کرے گا۔ لیکن میں البتہ یہ ضرور کہوں گا کہ آپ کے وہاں پہنچنے کے بعد برف تو وہاں موجود نہ رہے گی۔ پھر آپ کیا دیکھیں گی"۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" کیوں۔ وہاں برف کیوں نہ رہے گی وہ تو مکمل برفانی علاقہ ہے" راکلی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" وہ تو آپ کے حسن کی گرمی سے پگھل جائے گی"۔۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔ تو راکلی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

" اوہ۔ اس تعریف کا شکریہ۔ لیکن آپ کے جذبات پر چھائی برف تو پگھلی نہیں۔ گرووٹ لینڈ کی برف کیسے پگھلے گی"۔۔۔۔ راکلی نے ہنستے ہوئے کہا۔

" فلڈ واٹر کی مسلسل بوچھاڑ برف کو مسلسل جمائے رکھتی ہے۔ اس لئے تو اس پر سورج کی گرمی اثر نہیں کرتی۔ آپ کے حسن کی تپش بھلا کیا کام کرے گی۔ بہرحال آپ واقعی گرووٹ لینڈ جانا چاہتی ہیں۔ یہ دیکھ لیجئے کہ ہمارا کام تو خالصتاً سائنسی ہوگا۔ ہم سیاحت میں تو آپ کا ساتھ نہ دے سکیں گے اس لئے آپ بور تو نہ ہو جائیں گی"۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

" ارے نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ تو کیا آپ واقعی مجھے ساتھ لے جانے پر تیار ہیں"۔۔۔۔ راکلی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ بس دو شرطیں ہیں ایک تو یہ

وہاں کے لئے مخصوص لباس اور خوراک اور آنے جانے کا کرایہ آپ خود ادا کریں گی۔ چونکہ ہمارے گروپ میں کوئی عورت نہیں ہے۔ اس لئے آپ کو وہاں اپنا خیمہ الگ لگانا ہوگا۔ اور یہ خیمہ اور اس سے متعلقہ سامان تمام تر آپ خود خریدیں گی۔ مخصوص آٹومیٹک گاڑی جو برف پر چلتی ہے۔ اس کا انتظام بھی آپ کو خود کرنا ہوگا۔ یہ تو ہوئی پہلی بات۔ دوسری بات یہ کہ آپ اپنے کاغذات وغیرہ مجھے دیں۔ میں انہیں اپنے ادارے کے پاس بھیجوں گا۔ وہاں سے اجازت ملنے کے بعد ہی آپ ساتھ جا سکیں گی۔ ۔۔۔ اس بارے میں زیادہ تشویش کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ایک رسمی کارروائی ہوگی۔ ۔۔۔ میری تصدیق پر ہی انہوں نے اجازت دے دینی ہے۔ لیکن یہ ہے ضروری۔ کیونکہ بہرحال یہ ایک بین الاقوامی سائنسی پراجیکٹ ہے۔ اس لئے فائل میں آپ کے کاغذات موجود ہونے چاہئیں" عمران نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ میں پھر کل آؤں گی اور آپ کو کاغذات دے جاؤں گی۔ ابھی مجھے ڈیلر والوں سے مل کر یہ بھی معلوم کرنا ہے کہ میرے اس ٹور پر کتنے اخراجات آئیں گے۔ بہرحال آپ کا بے حد شکریہ۔ کہ آپ نے چڑچڑے پن کا مظاہرہ نہیں کیا"۔۔۔۔ راکلی نے کہا۔ اور اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔

" پپ ۔۔۔ پپ ۔۔۔ پلیز۔ مجھے نظریں جھکا لینے دیجئے۔ پھر یہ پردہ ہٹانا" عمران نے اس کے اٹھتے ہی بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ راکلی قہقہہ مار کر ہنسی اور پھر پردہ وہیں پھینک کر وہ کیبن کا دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔

"یا اللہ تو غفور رحیم ہے۔ کوئی نادانستہ نظر پڑ گئی ہو تو معاف کر د
عمران نے اس کے باہر جاتے ہی دونوں ہاتھ اٹھا کر باقاعدہ کان پکڑ
ہوئے کہا۔ اور پھر مڑ کر اس نے کرسی پر پڑا ہوا پردہ اٹھایا۔ اُسے در
پر دوبارہ ایڈجسٹ کیا۔ اور کیبن سے باہر آگیا۔ وزیٹنگ گیلری سے
نکل کر وہ اطمینان سے چلتا ہوا لفٹ کی طرف بڑھا۔ اور تھوڑی دیر بعد
ہوٹل کی چوتھی منزل پر موجود اپنے کمرے میں پہنچ چکا تھا۔ کمرے کا دروا
بند کر کے وہ مڑا اور اس کی تیز نظریں کمرے کا جائزہ لینے لگیں۔ اس
کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ تیر رہی تھی۔ کیونکہ اس نے کمرے کی تلاش
کا ایک پوائنٹ چیک کر لیا تھا۔ گو کمرے کی تلاشی لینے کے بعد اُسے
واقعی دوبارہ اس طرح ایڈجسٹ کر دیا گیا تھا۔ کہ اگر عمران تیز نظروں سے
باقاعدہ جائزہ نہ لیتا تو اُسے کبھی محسوس نہ ہوتا کہ تلاشی لی گئی ہے۔ لیکن
بیڈ کے ساتھ موجود میز پر پڑے ہوئے ایش ٹرے کی موجودگی بتا ر
تھی کہ تلاشی لی گئی ہے۔ کیونکہ عمران کی عادت تھی کہ وہ میز پر ایش ٹر
برداشت نہ کرتا تھا۔ وہ ہمیشہ اُسے اٹھا کر میز کے نیچے رکھ دیا کرتا تھ
لیکن اب یہ میز کے اوپر پڑا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ جو کوئی بھی کمرے
میں آیا ہے تلاشی کے بعد اُسے شاید یہ خیال آیا ہو گا کہ ایش ٹرے تلا
کے دوران نیچے گر گیا ہے۔ اس لئے اس نے اُسے اٹھا کر اوپر رکھ
دیا تھا۔ ورنہ اور کسی بھی لحاظ سے یہ محسوس نہ ہوتا تھا کہ تلاشی لی گئی ہے
کمرے میں موجود ردی کی ٹوکری میں اس کاغذ کے پرزے موجود تھے
جو اس نے سائنسی سامان کی لسٹ بنانے کے سلسلے میں پہلے انداز
سے لکھے تھے۔ پھر انہیں باقاعدہ ترتیب دے کر دوسرے کاغذ پر لکھ

اور پھر یہ کاغذ پھاڑ کر ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا تھا۔ اگر ایش ٹرے
صفائی کرنے والی عورت آکر اوپر رکھتی تو لازماً ردی کی ٹوکری خالی پڑی
ہوتی۔ عمران کی پیشانی پر لکیریں نمودار ہو گئیں۔ کیونکہ تلاشی کا انداز بتا رہا تھا
کہ تلاشی لینے والے انتہائی تربیت یافتہ لوگ ہیں۔ ورنہ عام مجرم
چاہے جس قدر بھی احتیاط سے کام لے اس قدر ماہرانہ انداز میں
سامان دوبارہ ایڈجسٹ نہ کر سکتا تھا۔ عمران قالین پر چلتا ہوا آگے
بڑھا اور اس نے اپنے کوٹ کی سامنے والی چھوٹی جیب سے ایک
قلم نکالا اور اس کو اس طرح کھولنے لگا جیسے روشنائی بھرنے کے
لئے اسے کھولا جاتا ہے۔ اور پھر اندر سے ایک چھوٹی سی پتی برآمد کر
کے اس نے قلم کو تو میز پر رکھا اور پتی لے کر وہ اُسے کمرے میں دیواروں
کے ساتھ ساتھ لگانے لگا۔ الماری کے قریب جیسے ہی پتی پہنچی اس میں
ہلکی سی لرزش سی محسوس ہونے لگی۔ اور عمران مسکرا دیا اس نے پتی کو
ادھر ادھر گھمایا اور پھر وہ جب اُسے الماری کے نیچے خلا میں لے گیا تو
پتی کی لرزش تیز ہو گئی۔ عمران نے پتی ایک طرف رکھی اور قالین پر
لیٹ کر اس نے الماری کے نچلے حصے میں جھانکا لیکن وہاں کوئی چیز
موجود نہ تھی۔ عمران نے ہاتھ اندر کیا اور پھر اس کا ہاتھ الماری کی
نچلی سطح پر ایک چھوٹے سے بٹن سے اٹک گیا۔ اس نے ایک جھٹکے
سے وہ بٹن باہر نکال لیا۔ بٹن ایک ٹیپ کے ذریعے الماری کے
نیچے اوپر کی طرف کر کے چپکایا گیا تھا۔ اس لئے اگر عمران اس پتی کی
مدد سے اسے ٹریس نہ کر لیتا تو یقیناً اس کی تلاش ناممکن ہوتی۔ عمران
ہونٹ بھینچے بٹن کو دیکھتا رہا۔ یہ انتہائی طاقتور رینج کا ڈکٹا فون تھا۔

عمران نے اُسے واپس پہلے والی جگہ پر اُسی ٹیپ سے چپکا دیا اور پھر
وہ اٹھا۔ اس نے پتی قالین سے اٹھا کر دوبارہ قلم کے اندر رکھی۔ اور
قلم بند کر کے جیب میں ڈال لیا۔ اس کے بعد وہ باتھ روم کی طرف
بڑھ گیا۔ اس نے آہستہ سے باتھ روم کا دروازہ کھولا اور پھر اُسے
دوبارہ اس طرح بند کر دیا جیسے عام طور پر باتھ روم سے باہر نکلتے ہوئے
اس کا دروازہ بند کیا جاتا ہے۔

"مس راکلی کے ساتھ جلنے سے کم از کم خشک سائنسی ماحول میں
رنگ بھر جائے گا" ___ عمران نے اس طرح بڑبڑاتے ہوئے کہا کہ
منہ سے الفاظ تو صحیح نکلیں لیکن محسوس ایسا ہو جیسے وہ خود کلامی کر رہا ہو
وہ آکر کرسی پر دھم سے بیٹھ گیا۔ وہ جان بوجھ کر ایسی آوازیں نکال رہا تھا
جس سے ڈکٹافون کے رسیور پر موجود آدمی کو اندازہ ہو سکے کہ وہ کیا
کر رہا ہے۔

"ارے اوہ۔ ویری سوری۔ میں نے مس راکلی کو تو پینے کا پوچھا ہی
نہیں۔ وہ بھی کیا سوچتی ہو گی کہ کیسے غیر مہذب آدمی سے واسطہ پڑ گیا
ہے۔ اب میں کروں بھی کیا۔ وہ ہے تو دیکھنے کی چیز۔ لیکن دیکھنا گناہ
ہے۔ اچھا چلو۔ میں اس سے معافی مانگ لوں گا" ___ عمران نے
اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ کرسی سے اٹھا اور الماری
کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور پھر اُسے بند کر دیا۔

"یہاں بیکار پڑے رہنے کا کیا فائدہ۔ کسی ہوٹل میں چلا جائے کوئی
اچھا سا فنکشن ہی دیکھ لیا جائے" ___ عمران نے کہا۔ اور پھر تیزی سے
واپس مڑا۔ اور دروازہ کھول کر کمرے سے باہر آگیا۔ کمرہ لاک کر کے

وہ لفٹ کے ذریعے نیچے اترا۔ اور ہال میں سے ہوتا ہوا مین گیٹ سے
باہر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھا ہوٹل ریکس کی طرف
بڑھا جا رہا تھا۔ ہوٹل ریکس کے گیٹ پر اس نے ٹیکسی چھوڑی۔ اور پھر
لمبے لمبے قدم اٹھاتا وہ ہوٹل ریکس کی لابی میں داخل ہو کر بجائے اندر ہال
میں جانے کے وہ سائیڈ میں موجود پبلک فون بوتھ کی طرف بڑھ گیا اس
نے بوتھ میں داخل ہو کر جیب سے سکے نکالے اور انہیں فون پیس میں
ڈال کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ ہوٹل الفانزو" ___ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے
آواز سنائی دی۔

"کمرہ نمبر چودہ دوسری منزل کے مسٹر آسکر سے بات کرائیں میں
عدنان بول رہا ہوں ان کا دوست" ___ عمران نے کہا۔

"یس سر ___ ہولڈ آن کیجئے" ___ دوسری طرف سے کہا گیا۔
اور چند لمحوں بعد رسیور پر صفدر کی آواز ابھری۔

"آسکر بول رہا ہوں" ___ صفدر نے کہا۔

"مسٹر آسکر۔ میں عدنان بول رہا ہوں۔ رابرٹ اور رافیل کو لے کر
یہاں ہوٹل ریکس پہنچ جاؤ۔ کچھ اہم گفتگو کرنی ہے" ___ عمران نے
سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور بغیر دوسری طرف سے کوئی بات سنے اس
نے رسیور رکھا اور بوتھ سے نکل کر ہوٹل ہال کی طرف بڑھ گیا۔

کمرے کے دروازے پر دستک کی آواز سنتے ہی کرسی
پر بیٹھا ہوا لمبا تڑنگا اور گٹھے ہوئے جسم کا ادھیڑ عمر آدمی اٹھ کھڑا ہوا
اس کے چہرے کی ساخت ایسی تھی کہ وہ انتہائی ظالم اور سفاک نظر
آتا تھا۔
"کون ہے" —— اس نے دروازے کے قریب جا کر قدرے
محتاط انداز میں پوچھا۔
"راکلی" —— دروازے کے باہر سے نسوانی آواز سنائی دی
اور ادھیڑ عمر آدمی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ہاتھ اٹھا کر
دروازے کی چٹخنی کھولی اور دروازہ کھول دیا۔ دروازے پر کھڑی راکلی
مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئی تو ادھیڑ عمر نے ایک بار پھر دروازہ بند
کیا اور چٹخنی لگا دی۔ راکلی اس دوران ایک کرسی پر بیٹھ چکی تھی۔
"کیا رپورٹ ہے راکلی" —— ادھیڑ عمر نے واپس پلٹ کر

سامنے والی کرسی کی طرف بڑھتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔
"میرا خیال ہے ہمیں غلط اطلاع ملی ہے کرنل لارج" —— راکلی نے
منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔
"تفصیل بتاؤ۔ اپنا خیال بعد میں ظاہر کرنا" —— ادھیڑ عمر نے جسے
کرنل لارج کہہ کر پکارا گیا تھا۔ اسی طرح خشک لہجے میں کہا اور کرسی
پر بیٹھ گیا۔
"میں جب اس کے ہوٹل پہنچی تو معلوم ہوا کہ وہ کمرے میں موجود
نہیں ہے۔ میں نے ہوٹل والوں سے کہا بھی کہ میں اس کی مہمان ہوں۔
اس کمرے میں رہ کر اس کا انتظار کر لوں گی۔ لیکن انہوں نے انکار کر
دیا اور مجھے وزٹنگ گیلری کے کیبن میں بٹھا دیا۔ بہرحال تھوڑی دیر
بعد وہ عدنان وہاں آ گیا" —— راکلی نے کہا۔ اور پھر اس نے عمران
کی تمام حرکات اور اس سے ہونے والی گفتگو پوری تفصیل سے بتا دی۔
"میں نے باہر نکل کر رک کر کان لگائے تاکہ ہو سکتا ہے میرے
باہر نکلتے ہی وہ کوئی تبصرہ کرے جس سے اس کی اصل حقیقت سامنے
آ جائے لیکن وہ تو خدا سے معافیاں مانگ رہا تھا۔ پھر میں چلی آئی" ——
راکلی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"ہونہہ۔ تمہاری رپورٹ سے دو باتیں سامنے آتی ہیں۔ ایک تو یہ
کہ وہ واقعی عمران نہیں ہے۔ ورنہ وہ اتنی آسانی سے تمہیں اپنے
مشن پر ساتھ لے جانے کے لئے تیار نہ ہوتا۔ لیکن اس نے تمہارے
لباس وغیرہ کے متعلق جو ردعمل ظاہر کیا ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا
ہے کہ وہ عمران ہی ہو گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ وہ ایسا ہی آدمی ہے۔

خطرناک ایجنٹ کیسے ہو سکتا ہے"۔۔۔۔ راکلی نے کہا اور کرنل لارج ہنس پڑا۔

"یہی اس کی خصوصیت ہے راکلی۔ وہ کبوتر سے بھی زیادہ معصوم اور کوبرا سانپ سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ اور یہ دونوں صفتیں وہ بیک وقت استعمال کرتا ہے۔ بہر حال اب جمی کے آنے پر ہی مزید کچھ اندازہ لگایا جا سکتا ہے"۔۔۔۔ کرنل لارج نے کہا۔ اور ابھی اس کا فقرہ مکمل ہی ہوا تھا کہ دروازے پر ایک بار پھر مخصوص انداز کی دستک سنائی دی۔ کرنل لارج ایک جھٹکے سے اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کون ہے"۔۔۔۔ کرنل لارج نے پوچھا۔

"جمی۔ باس"۔۔۔۔ باہر سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ اور کرنل لارج نے چٹخنی ہٹا کر دروازہ کھول دیا۔ دروازے پر ایک درمیانے قد اور سمارٹ جسم کا نوجوان چھوٹے چیک کا سوٹ پہنے کھڑا تھا۔ اس کے سر کے بال گہرے سرخ رنگ کے تھے آنکھوں میں سانپ جیسی تیز چمک تھی۔ وہ سر ہلاتا ہوا اندر آیا۔ تو کرنل لارج نے دروازہ بند کر کے چٹخنی چڑھائی اور پھر آکر کرسی پر بیٹھ گیا۔ سرخ بالوں والا نوجوان بڑے بے تکلفانہ انداز میں راکلی کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ہاں۔ تم کیا رپورٹ لائے ہو جمی"۔۔۔۔ کرنل لارج نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"وہ عمران نہیں ہے باس۔ میں کمرے میں اس کی گفتگو کا ریکارڈ

جب تم وزیٹنگ گیلری میں اس سے گفتگو میں مصروف تھیں تو میں اس کے کمرے کی مکمل تلاشی لی۔ لیکن وہاں سے کوئی ایسا کلیو نہیں جس سے ظاہر ہو کہ وہ واقعی عمران ہے۔ اس کے علاوہ وہاں کو میک اپ باکس یا اسلحہ یا کسی قسم کا ٹرانسمیٹر کوئی مشکوک چیز بھ برآمد نہیں ہوئی۔ بہر حال میں ٹاپ تھرٹین ڈکٹا فون وہاں لگا آیا ک جمی اُسے چیک کر رہا ہے۔ اب دیکھو اس کی رپورٹ کیا کہتی ہے کرنل لارج نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اس کی رپورٹ ساری قلعی کھول دے گی۔ ویسے اگر وہ عمران ہے تو پھر اس سے بڑا اداکار دنیا میں پیدا ہی نہیں ہو سکتا نے کرڈٹ لینڈ اور واٹر پاور کا ذکر کیا تو نہ ہی اس کی آنکھوں میں کو تاثرات ابھرے۔ نہ چہرے پر۔ اس نے بڑے سادہ سے لہجے میں دیا کہ میری اطلاع جزوی طور پر درست ہے۔ پھر اس نے بتایا ہیوی واٹر کے آئسوٹوپ کی تحقیق کے لئے ان کا مشن کرڈٹ لین رہا ہے۔ اس نے جس انداز میں یہ بات کی اور جس انداز میں جواب اگر وہ غلط تھا تو پھر کم از کم مجھے اس کا شاگرد بننا پڑے گا"۔۔۔۔ را نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے اس کی فائل پڑھی ہے"۔۔۔۔ اس بار کرنل لارج نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں پڑھی ہے۔ اور اس فائل کے پڑھنے اور اس عدنان سے ملنے کے بعد کم از کم میں تو حتمی طور پر اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ یہ آدمی عمر نہیں ہو سکتا۔ یہ معصوم سا شرمیلا سا آدمی اس قدر خوفناک او

لے آیا ہوں۔ سن لیجئے "۔۔۔۔ جرمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر
جیب سے ایک چھوٹا سا باکس نکال کر اس کی سائیڈ کا بٹن دبایا تو
باکس کا ڈھکن کھل گیا اور اس کے اندر ایک مائیکرو کیسٹ موجود
تھا۔ جرمی نے باکس کو میز پر رکھا اور اس کا ایک اور بٹن دبا دیا۔ چند
لمحے تو باکس میں سے کوئی آواز نہ نکلی۔ پھر ایک دروازہ کھلنے اور بند
ہونے کی آواز سنائی دی پھر طویل خاموشی کے بعد ایک بار پھر ایسی
آواز سنائی دی جیسے کوئی دروازہ زور سے بند ہوا ہو۔ اس کے بعد
بڑبڑاہٹ سی سنائی دی لیکن الفاظ واضح تھے۔

" راکلی کے ساتھ جانے سے کم از کم خشک سائنسی ماحول میں رنگ
بھر جائے گا " پھر کسی کے کرسی پر بیٹھنے کی آواز سنائی دی۔ اس
کے ساتھ ہی ایک بار پھر اونچی بڑبڑاہٹ سنائی دی " اوہ اوہ
ویری سوری۔ میں نے مس راکلی کو تو پینے کا پوچھا ہی نہیں وہ بھی کیا
سوچتی ہوگی۔ کہ کیسے غیر مہذب آدمی سے واسطہ پڑ گیا ہے۔ اب
میں کر دوں بھی کیا۔ وہ ہے تو دیکھنے کی چیز۔ لیکن دیکھنا گناہ ہے۔ اچھا
چلو۔ میں اس سے معافی مانگ لوں گا " اس آواز کے بعد کسی کے
کرسی سے اٹھنے اور پھر الماری کھلنے اور بند ہونے کی آواز سنائی
دی۔ اس کے بعد ایک بار پھر خود کلامی ہوئی۔

" یہاں بیکار پڑے رہنے کا کیا فائدہ۔ کسی ہوٹل میں چلا جائے
کوئی اچھا سا فنکشن ہی دیکھ لیا جائے " وہی آواز پھر سنائی دی اور
پھر اس کے بعد دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز کے ساتھ ہی
خاموشی چھا گئی۔

جرمی نے ہاتھ بڑھا کر بٹن آف کر دیا۔ اور باکس بند کر کے اسے
اٹھایا اور دوبارہ جیب میں ڈال لیا۔

" میرے خیال میں اب تو کسی قسم کا بھی شک باقی نہیں رہا۔ یہ آدمی
عمران نہیں ہو سکتا "۔۔۔۔ راکلی نے جو اب تک خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔
فیصلہ کن انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" جرمی کی رپورٹ سننے کے بعد مجھے یقین ہو گیا ہے کہ یہ واقعی
عمران ہے "۔۔۔۔ کرنل لارج نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد
کہا تو راکلی اور جرمی دونوں بری طرح چونک پڑے۔

" کیا ۔۔۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ "۔۔۔ ان دونوں نے بیک
آواز ہو کر کہا۔

" دراصل ہم عمران کو عام سا ایجنٹ سمجھ رہے ہیں۔ حالانکہ ہمیں
واٹر پاور کے ہیڈ کوارٹر سے واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ عمران دنیا کا
سب سے ذہین اور خطرناک ترین ایجنٹ ہے۔ اب میں بتاتا ہوں کہ
میں اس نتیجے تک کیسے پہنچا کہ یہ شخص واقعی عمران ہے۔ تم نے محسوس
کیا ہے کہ پہلے دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز سنائی دی۔
اس سے یہی سمجھا گیا کہ یہ دروازہ شاید باتھ روم کا تھا۔ اور یہ شخص
کمرے میں داخل ہوتے ہی باتھ روم میں چلا گیا۔ پھر باہر آ کر اس نے
خود کلامی کی۔ حالانکہ یہ بات اس لئے ممکن نہیں کہ باتھ روم کا دروازہ
کھلنے کی ہلکی سی آواز اس کے بند ہونے کی آواز سے ایک سیکنڈ
پہلے سنائی دی تھی جو بند ہونے کی زوردار آواز میں چھپ گئی۔ اس
کا مطلب ہے کہ یہ شخص کمرے میں داخل ہو کر باتھ روم میں نہیں

گیا ورنہ فوراً ہی باتھ روم کا دروازہ کھلنے اور پھر بند ہونے کی آواز
سنائی دیتی۔ اس کے بعد دروازہ دوبارہ کھلتا اور بند ہوتا۔ جب کہ
ایسا نہیں ہوا۔ اس کا مطلب ہے کہ اس آدمی نے اندر داخل ہونے
کے بعد باقاعدہ چیکنگ کی اور اُسے ڈکٹا فون کا علم ہو گیا تو اس
نے باقاعدہ ڈرامہ کیا۔ اور ایک عام سائنسدان جس کا تعلق جرائم
سے نہ ہو کبھی بھی ایسا نہیں سوچ سکتا۔ اور جس جگہ میں نے ڈکٹا فون
نصب کیا تھا وہاں اس کی موجودگی کسی مخصوص آلے کے بغیر چیک نہیں
کی جا سکتی"۔۔۔ کرنل لارج نے کہا۔ اور راکلی اور جرمی دونوں کے
چہروں پر شدید حیرت کے آثار ابھر آئے۔ وہ بڑی تحسین آمیز نظروں
سے کرنل لارج کو دیکھ رہے تھے۔

"کمال ہے کرنل لارج۔ آپ کی ذہانت کے ہم نے قصے تو بہت
سنے تھے۔ لیکن آج ہمیں خود تجربہ ہو گیا ہے کہ واقعی آپ بے مثل
ذہانت کے مالک ہیں۔ واقعی آپ کا تجزیہ درست ہے۔ واقعی ہمارے
ساتھ باقاعدہ ڈرامہ ہوا ہے"۔۔۔ جرمی نے کہا۔ اور راکلی نے بھی
سر ہلا دیا۔

"میرا خیال ہے۔ اب ہمیں مزید چکر میں پڑنے کی بجائے ڈائریکٹ
ایکشن کرنا چاہیئے۔ اور اسے اغوا کر کے اس سے زبردستی سب کچھ
اگلوایا جائے"۔۔۔ کرنل لارج نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا ضرورت ہے معلومات کے لئے اتنی دردسری کرنے کی
اسے گولی کیوں نہ مار دی جائے۔ اگر عمران ہو گا تب بھی ٹھیک
ہو گا تب بھی۔ ہمارا کیا بگاڑ لے گا"۔۔۔ جرمی نے منہ بناتے

ہوئے کہا۔

"نہیں۔ پہلے یہ بات حتمی طور پر معلوم ہو جانی چاہیئے۔ کہ کیا واقعی
یہ عمران ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم کسی دوسرے آدمی کو مار کر مطمئن ہو
جائیں اور اصل عمران اپنا کام مکمل کر لے۔ اور پھر اس کے دوسرے
ساتھی بھی ہیں۔ ان کا پتہ کرنا بھی ضروری ہے"۔۔۔ کرنل لارج نے
کہا۔

"کرنل۔ پھر ایسا ہو سکتا ہے کہ میں واقعی ان کے ساتھ چل پڑوں۔
آپ دونوں میری نگرانی کریں۔ اور پھر جب یقین ہو جائے کہ یہ واقعی
عمران ہے۔ تو کسی بھی وقت اسے گولی ماری جا سکتی ہے۔ کیونکہ ایسے
مکار۔ عیار اور خطرناک ایجنٹ سے تشدد کے ذریعے معلومات حاصل
کرنا میرے خیال میں ناممکن ہے"۔۔۔ راکلی نے کہا۔

"اور اگر یہ اصل نہ ہوا اور ہم اس کے پیچھے بھاگتے ہوئے گرمونٹ
لینڈ پہنچ گئے، تو اصل عمران کو پھر کہاں سے ڈھونڈھیں گے"۔۔۔
جرمی نے کہا۔

"لمبی بات مجھے پسند نہیں ہے۔ آخر یہ انسان ہے۔ میں تو پتھروں
سے بھی راز اگلوا لیتا ہوں۔ تم ایسا کرو اس کے اغوا کی منصوبہ بندی
کرو۔ اس کے بعد میں جانوں اور یہ"۔۔۔ کرنل لارج نے منہ
بناتے ہوئے کہا۔

"اسے اغوا کر کے کہاں پہنچانا ہے"۔۔۔ جرمی نے پوچھا۔

"یہیں لے آؤ۔ یہ ہر لحاظ سے محفوظ جگہ ہے۔ لیکن ایک بات
کا خیال رکھنا۔ اگر یہ واقعی عمران ہے اور میرا تجزیہ درست ہے۔

تو پھر لازماً یہ ہمیں شکار بنانے کی منصوبہ بندی کر رہا ہو گا۔ ایسا نہ ہو کہ ہم اُسے پھنساتے پھنساتے خود اس کے جال میں پھنس جائیں "۔۔۔ کرنل لارج نے کہا۔

" میرا تو خیال ہے باس۔ بجائے اُسے اغوا کرنے کے ہم خود اس کے کمرے میں پہنچ جائیں۔ میں آپ دونوں کو اپنا دوست اور ساتھی ظاہر کر دوں گی۔ وہاں باتوں باتوں میں اس سے کوئی ایسا اشارہ اگلوایا جائے جس سے ثابت ہو جائے کہ واقعی یہ عمران ہے۔ ایسا اشارہ ملتے ہی ہم تینوں حرکت میں آجائیں اور اسے وہیں گولیوں سے چھلنی کر دیں "۔ راکلی نے کہا۔

" مس راکلی کی تجویز درست ہے۔ لیکن میرا خیال ہے ہم تینوں کو اکٹھا سامنے نہیں آنا چاہیئے۔ اب تک راکلی سامنے آئی ہے۔ اور اس کے پاس ملنے کا معقول بہانہ بھی ہے۔ اس لئے مس راکلی ہی سامنے آئے۔ اور اس سے تصدیق کے لئے ایسا کوئی اشارہ اگلوائے۔ اس کے بعد ہم بھی سامنے آسکتے ہیں "۔۔۔ جرمی نے کہا۔

" اور سنے۔ یہ ٹھیک رہے گا۔ راکلی رات کو اس کے پاس باقاعدہ کاغذات لے کر جائے۔ اس طرح کم از کم اگر اسے راکلی پہ کوئی شک ہو گا تو وہ دور ہو جائے گا۔ اور پھر اس سے راکلی ایسی گفتگو کرے گی جس سے کوئی اشارہ مل سکے۔ ضروری تو نہیں کہ وہ یہی سمجھے کہ راکلی نے ہی اس کے کمرے میں ڈکٹافون لگایا ہو گا "۔۔۔ کرنل لارج نے کہا۔ راکلی اور جرمی دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

" ٹھیک ہے باس۔ راکلی جب اس کے پاس جائے تو اس کی

فائل کے مطابق ایسی گفتگو کرے جس سے اشارہ مل جائے۔ آپ باس، اور میں ہم علیحدہ علیحدہ رہ کر نگرانی کریں گے اور ضرورت کے وقت فوراً حرکت میں آجائیں گے "۔۔۔ جرمی نے کہا۔

" ٹھیک ہے جرمی۔ تم ہوٹل پہنچ جانا۔ میں اس دوران تمہارے اور اپنے لئے باقاعدہ انتظامات کر لوں گا "۔۔۔ کرنل لارج نے کہا اور راکلی اور جرمی دونوں اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ چٹخنی ہٹا کر اور دروازہ کھول کر جب وہ باہر چلے گئے تو کرنل لارج اٹھا اور اس نے دروازہ بند کر کے چٹخنی چڑھائی اور واپس آکر اس نے میز پہ رکھے ہوئے ٹیلی فون کا ریسیور اٹھایا اور ہوٹل بلیو سٹار کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے وہ وہاں عمران کے کمرے کے قریب ایسے کمرے بک کرانا چاہتا تھا جہاں سے جرمی اور وہ علیحدہ علیحدہ رہ کر اچھی طرح نگرانی کر سکیں۔

عمران نے ہوٹل ریکس کا انتخاب اس لئے کیا تھا کہ یہ ہوٹل کاروباری افراد کا گڑھ سمجھا جاتا تھا۔ اس کا ہال بے حد وسیع تھا۔ اس لئے میزیں ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر رکھی گئی تھیں۔ اور اگر ایک میز پر آہستہ بات کی جائے تو دوسری میز تک آواز پہنچنے کا کوئی امکان نہ ہوتا تھا۔ پھر یہاں کا ماحول ایسا تھا کہ یہاں لوگ عام طور پر سرگوشیوں میں ہی بات کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ کاروباری افراد اس ہوٹل کو بزنس ٹاک کے لئے زیادہ استعمال کرتے تھے۔ عمران ایک کونے میں موجود میز پر جا کر بیٹھ گیا۔ اس نے ویٹر کو کافی لانے کے لئے کہا۔ اور پھر میز پر رکھا ہوا شام کا بزنس ریکارڈر اخبار اٹھا کر پڑھنے لگا۔ یہ اخبار ہوٹل کی طرف سے ہر میز پر رکھا جاتا تھا۔ تاکہ کاروباری افراد اس سے استفادہ کر سکیں۔ تھوڑی دیر بعد کافی سرو کر دی گئی۔ اور عمران اخبار پڑھنے کے ساتھ ساتھ کافی

سپ کرنے میں مصروف ہو گیا۔ اخبار کاروباری خبروں سے بھرا ہوا تھا۔ اور یہ خبریں صرف ایکریمیا تک ہی محدود نہ تھیں بلکہ ان کا دائرہ تقریباً تمام دنیا تک پھیلا ہوا تھا۔ عمران صرف وقت گزارنے کے لئے اسے دیکھ رہا تھا کہ درمیانی صفحہ کھولتے ہی اس کی نظریں ایک خبر پر رک گئیں۔ عمران دلچسپی سے اس خبر کو پڑھنے لگا۔ کیونکہ یہ خبر ڈبلر فرم کے متعلق تھی۔ وہی فرم جسے عمران نے گریٹ لینڈ کے لئے مخصوص لباسوں اور سامان کی تیاری کا آرڈر دیا تھا۔ عمران دلچسپی سے یہ خبر پڑھنے لگا۔ اس خبر میں بتایا گیا تھا کہ ڈبلر کو ایک تنظیم کی طرف سے ایسے خصوصی ٹرانسمیٹر بنانے کا آرڈر دیا گیا ہے جسے فضا میں کسی بھی سٹلائٹ سے لنک کر کے استعمال کیا جا سکتا ہو۔ لیکن اس ٹرانسمیٹر میں ایسی خصوصیت ہو کہ اس کی کال کو چیک نہ کیا جا سکے۔" اور ڈبلر نے یہ آرڈر قبول کر لیا ہے۔ کیونکہ وہ ایسے ٹرانسمیٹر تیار کرنے میں پوری دنیا میں شہرت رکھتی ہے۔"

عمران نے خبر پڑھنے کے بعد اخبار میز پر رکھ دیا اور کافی سپ کرنے لگا۔ اس کی پیشانی پر سوچ کی لکیریں ابھر آئیں۔ کیونکہ اس قسم کے ٹرانسمیٹر یا تو فوج کے استعمال میں آتے تھے یا پھر مجرم تنظیموں کے۔ لیکن خبر میں لفظ تنظیم درج تھا۔ اس لئے عمران اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ آرڈر یقیناً کسی مجرم تنظیم کی طرف سے ہی ہو سکتا ہے۔ اور عمران کے ذہن میں تجسس سا ابھرا کہ ایسی کون سی تنظیم ہو سکتی ہے۔ لیکن پھر اس نے یہ خیال جھٹک دیا۔ کیونکہ ایکریمیا تو ایسی تنظیموں کا ایک جنگل تھا۔

اسی لمحے اس کی نظریں صفدر۔ کیپٹن شکیل اور تنویر پر پڑیں جو

دروازے پر کھڑے ہال کا جائزہ لے رہے تھے۔ عمران نے ہاتھ اوپر اٹھایا تو وہ تینوں تیز تیز قدم اٹھاتے اس کی طرف بڑھ آئے۔

"شکر ہے تم نے ہمیں کال تو کیا۔ ہم تو یہی سمجھے تھے کہ شاید تم نے جولیا اور دوسرے ساتھیوں کی طرح ہمیں بھی واپس بھجوانے کی منصوبہ بندی کر رہے ہو"۔—— تنویر نے میز پر بیٹھتے ہی منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یار۔ میں نے سوچا کہ مشن پر جانے سے پہلے تم لوگ کچھ آرام کر لو کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ جس جگہ ہم جا رہے ہیں وہاں سے شاید ہماری لاشیں بھی واپس نہ آسکیں"۔—— عمران نے خلاف توقع انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور عمران کی اس سنجیدگی نے تنویر کو بھی چونکا دیا۔

"اوہ۔ تمہاری سنجیدگی بتا رہی ہے۔ کہ گروٹ لینڈ واقعی خطرناک ترین علاقہ ہے۔ حالانکہ میرا خیال ہے کہ جب ہمارے پاس مخصوص ساز و سامان ہو گا تو پھر ہمیں اتنی مشکل پیش نہ آئے گی"۔—— تنویر نے کہا۔

"عمران صاحب۔ ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ آپ نے صرف ایک ٹرانسمیٹر کال کی بنا پر یہ حتمی فیصلہ کیوں کر لیا ہے۔ کہ واقعی واٹر پاور کا ہیڈ کوارٹر گروٹ لینڈ میں ہے۔ ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ کسی جدید ترین مشینری کی بنا پر ایسا ڈاج دینے کے لئے پہلے سے ہی سسٹم سیٹ کر لیا گیا ہو"۔—— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میں نے بھی اس پوائنٹ پر غور کیا ہے۔ لیکن ایک بات تو یہ ہے جس مشین سے ہم نے کال چیک کی تھی وہ خاصی جدید مشین تھی۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اس کے علاوہ ہمارے پاس تصدیق کا اور کوئی ذریعہ بھی نہیں ہے۔ البتہ اب تمہارے بات کرنے سے ایک پوائنٹ میرے ذہن میں آیا ہے دیکھو یہ کاروباری خبروں پر مشتمل اخبار ہے۔ اس میں تمہارے آنے سے پہلے میں ایک خبر پڑھ رہا تھا۔ کہ یہاں وہ فرم جس کو ہم نے سامان دینے کا آرڈر دیا ہے اس قسم کے ٹرانسمیٹر بنانے میں بے پناہ شہرت رکھتی ہے۔ یقیناً یہاں ایسی مشینیں بھی ہوں گی جن کی مدد سے مزید چیکنگ کی جا سکتی ہے۔ میرے ذہن میں وہ فریکوئنسی محفوظ ہے۔ میں اسے ضرور چیک کروں گا"۔—— عمران نے کہا اور باقی ساتھیوں نے بھی سر ہلا دیئے۔

عمران نے ویٹر کو بلا کر اپنے لئے دوبارہ اور باقی ساتھیوں کے لئے کافی کا آرڈر دیا۔ اور ویٹر کے جانے کے بعد عمران نے بڑے پر اسرار انداز میں بات شروع کی۔

"میں نے تمہیں یہاں اس لئے بلایا ہے۔ کہ میں نے تنویر کے لئے ایک رشتہ منتخب کیا ہے۔ آخر تنویر ہمارا ساتھی ہے۔ اگر ہم اس کا خیال نہ رکھیں گے تو اور کون رکھے گا"۔—— عمران نے کہا۔

"تمہیں پھر کوئی شرارت سوجھ رہی ہے۔ تم پہلے اپنے لئے تو رشتہ تلاش کرو"۔—— تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔ جب کہ صفدر اور کیپٹن شکیل مسکرا دیئے۔

"ارے ارے۔ اس میں اتنے غصے کی کیا بات ہے۔ تم اسے دیکھ تو لو۔ مجھے یقین ہے کہ ایک بار دیکھ کر بار بار دیکھنے کی خواہش ضرور تمہارے دل میں پیدا ہو گی"۔—— عمران نے سر ہلاتے ہوئے بڑے پرخلوص لہجے میں کہا۔

"صفدر اور کیپٹن شکیل بھی غیر شادی شدہ ہیں۔ بلکہ ساری سیکر
ٹ سروس ہی غیر شادی شدہ ہے۔ آخر ان سب میں تمہیں میں ہی نظر
ہوں اس رشتے کے لئے" —— تنویر نے زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"یار وہ کیا محاورہ ہے ایک پنتھ دو کاج۔ تمہارا بھی کام ہو جا
گا اور میرا بھی بھلا ہو جائے گا" —— عمران نے کہا اور کیپٹن ش
اور صفدر دونوں اس بار بے اختیار ہنس پڑے۔ جب کہ تنویر
چہرے پر غصے کے شدید آثار نمودار ہونے لگے۔ اس نے جوا
میں کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ ویٹر نے کافی سرو کرنی شر
کر دی اور تنویر کو مجبوراً اپنا منہ بند کرنا پڑا۔

"عمران صاحب۔ آپ کہنا کیا چاہتے ہیں۔ کھل کر بات کریں"۔
کیپٹن شکیل نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آج ایک مس راکلی صاحبہ میرے پاس تشریف لائی تھیں
بے پناہ حسین۔ خوب صورت اور دلکش۔ وہ آکر کہنے لگیں کہ و
ہمارے ساتھ گروٹ لینڈ جانا چاہتی ہے۔ میں نے وجہ پوچھی تو
لگی کہ وہ اس لئے گروٹ لینڈ جانا چاہتی ہے کیونکہ وہاں برف
لاش سڑتی نہیں ہے۔ اس لئے اس کا خوب صورت جسم وہاں
صدیوں تک محفوظ پڑا رہے گا۔ میں نے جب اسے کہا کہ اس
مرنے کے دن تو نہیں ہیں تو وہ رو پڑی۔ کہنے لگی کہ اسے کوئی ا
رشتہ نہیں ملتا۔ اس پر میں نے تنویر کا نام پیش کر دیا اور جب ا
کی مردانہ وجاہت اس کی صلاحیتیں اور خصوصیات گنوائیں۔
یقین کرو۔ وہ اتنی خوش ہوئی کہ اسے موت بھول گئی۔ اور میری منت

نے لگی کہ میں تنویر کو اس کے ساتھ شادی پر رضامند کروں۔ چنانچہ
نے اس سے وعدہ کر لیا" —— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"راکلی —— اوہ کہیں وہ برازیلی قومیت کی لڑکی تو نہ تھی" ——
صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"برازیلی —— ہاں۔ یقیناً وہ برازیلی ہی تھی کیوں" —— عمران صفدر
بات سن کر واقعی حیران ہو گیا تھا۔

"اس کا حلیہ کیا تھا" —— صفدر کے لہجے میں بے حد سنجیدگی

"ارے، کہیں تم نے پہلے سے تو ہاتھ نہیں مار رکھا" —— عمران نے
لحنت مسکراتے ہوئے کہا۔ کیپٹن شکیل اور تنویر بھی حیرت بھری
روں سے صفدر کو دیکھ رہے تھے۔

"یہ بات نہیں عمران صاحب۔ برازیلی سیکرٹ سروس میں ایک
ایجنٹ مس راکلی نام کی تھی۔ وہ لڑکی یہودی تھی۔ وہ خاصی تیز طرار
کی تھی۔ اس نے ایک بار ڈبل کراس کرنے کی کوشش کی تو اسے
ہاتھوں پکڑ لیا گیا۔ اور ڈبل ایجنٹ ہونے کی بنا پر یقیناً اسے
موت کی سزا دے دی جاتی۔ لیکن برازیل حکومت کے بڑے عہدیدار
نے اسے بچا لیا۔ اور اسے صرف اتنی سزا ملی کہ اسے سیکرٹ سروس
سے نکال دیا گیا۔ راکلی ایسا نام ہے کہ جو مجھے یاد رہا تھا اور آپ کے
ت کرنے پر مجھے یاد آ گیا تھا" —— صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے
میں کہا۔

"لیکن تمہیں کیسے اس کے متعلق اس قدر تفصیلی ملاقات

متعلق معلوم نہیں" ——— عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"کافی عرصہ پہلے ایک ہوائی سفر کے دوران ایک برازیلی میرا ہم
فیلو تھا۔ اور پھر ہم ایک رات کے لئے ایک ہوٹل میں اکٹھے ٹھہرے
وہاں وہ کھل گیا۔ اور اس نے بتایا کہ اس کا تعلق برازیل سیکرٹ
سروس سے ہے۔ راکلی کا قصہ چونکہ تازہ تھا اس لئے باتوں باتوں
اس کا ذکر بھی آگیا۔ اُسی نے یہ ساری تفصیل بتائی۔ اس کے پاس
راکلی کا فوٹو بھی تھا جو اس نے مجھے دکھایا تھا۔ ویسے اس کے بات
کے انداز میں جو دل گرفتگی سی تھی۔ اس پر میں نے جب اُسے چھیڑا
تب اس نے بتایا کہ وہ راکلی میں بے حد دلچسپی لیتا تھا۔ اور راکلی
اُسے بھرپور لفٹ دیتی تھی۔ اس لئے راکلی کے اس طرح ڈبل ایجنٹ
ہونے پر اُسے بے حد دکھ ہوا ہے۔ دوسرے روز ہم نے علیحدہ علیحدہ
پروازوں پر جانا تھا اس لئے بات ختم ہوگئی۔ لیکن منفرد نام ہونے کی
سے راکلی کا نام میرے ذہن میں موجود رہا"۔ ——— صفدر نے پوری
تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

صفدر کی بات سن کر عمران کے چہرے پر چٹانوں جیسی سنجیدگی
آئی۔ اس نے راکلی کا حلیہ بیان کیا تو صفدر نے تصدیق کر دی کہ
وہی لڑکی ہے۔

"اس کا مطلب ہے کہ راکلی کسی خاص مقصد سے آپ سے آ کر
ٹکرائی ہے" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے شک تو پہلے تھا لیکن بہرحال اب یقین ہوگیا ہے اور
جیسا کہ تم نے بتایا ہے کہ راکلی یہودن ہے تو پھر یہ بات واضح ہو

تی ہے کہ یہ لوگ واٹر پاور کے لئے کام کر رہے ہیں" ——— عمران
نے کہا۔

"لوگ سے آپ کا کیا مطلب ——— کیا راکلی کے اور ساتھی بھی
سامنے آئے ہیں" ——— صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"میرے خیال میں وہ اکیلی نہیں ہے۔ کیونکہ راکلی سے ملنے کے
بعد جب میں اپنے کمرے میں گیا تو وہاں کی بڑی ماہرانہ انداز میں
تلاشی لی گئی تھی۔ اور وہاں الماری کے نیچے ایک انتہائی طاقتور رینج
ڈکٹا فون بھی نصب تھا۔ یقیناً یہ سب اس وقت کیا گیا ہوگا جب
راکلی اور میں ڈائننگ گیلری میں موجود تھے" ——— عمران نے سر
ہلاتے ہوئے کہا۔

"راکلی آپ سے کیا مقصد لے کر ملی تھی" ——— صفدر نے پوچھا۔

"وہ ہمارے ساتھ گروٹ لینڈ جانا چاہتی ہے" ——— عمران
نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ تو عجیب الجھی ہوئی صورت حال پیدا ہوگئی ہے اگر راکلی
واٹر پاور کی ایجنٹ ہے تو پھر اُسے کیا ضرورت ہے کہ وہ آپ کے
ساتھ گروٹ لینڈ جائے۔ وہ آپ کو پہچان لینے کے بعد کہیں بھی
آپ کے خلاف کارروائی کر سکتے ہیں" ——— صفدر نے بڑبڑانے
کے سے انداز میں کہا۔

"میرا خیال ہے انہیں ابھی تک یہ یقین نہیں ہے کہ ہم واقعی وہی
ہیں جن کی انہیں تلاش ہے۔ یا یہ ہو سکتا ہے کہ وہ مجھے پہچان
گئے ہوں لیکن وہ اس وقت تک انتظار کرنا چاہتے ہوں جب تک ہم

سب اکٹھے نہ ہو جائیں "۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" تو اسیلیے کہ ہم اسی راکلی کو تلاش کر کے خود ہی کیوں نہ اس سے
ساری بات اگلوالیں ۔یہاں عقلی گھوڑے دوڑانے کا کیا فائدہ "۔
تنویر نے جواب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا بول پڑا۔

" بھائی ۔میں بھی تو کافی دیر سے یہی بات کہہ رہا ہوں کہ تم دو گواہوں
سمیت اس سے ملو۔کوئی نہ کوئی نکاح پڑھانے والا تو مل ہی جائے گا "
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تم سیدھی طرح بات کر ہی نہیں سکتے تمہاری فطرت ہی اللہ تعالیٰ نے
الٹی بنائی ہے "۔۔۔ تنویر نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا
اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

" آؤ صفدر اور شکیل ۔اس راکلی شاکلی کو تلاش کریں پھر میں دیکھتا
ہوں کہ یہ کیسے نہیں بولتی "۔۔۔ تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔

" بالکل بولے گی ۔پھر تو وہی بولتی رہے گی ۔تمہیں بولنے کا موقع
نکاح سے پہلے ہی مل سکتا ہے "۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا

" تو آپ نے ہمیں یہاں اس لئے بلایا تھا کہ آپ ہمیں راکلی کی
تلاش میں بھیجنا چاہتے تھے "۔۔۔ صفدر نے مسکرا کر اٹھتے ہوئے
کہا۔

" یار اگر تنویر کا گھر آباد ہو جائے اور پھر اس گھر میں سے روز برتن
ٹوٹنے کی آوازوں کے ساتھ ساتھ جوتم پیزار کی آوازیں بھی شامل ہو
جائیں تو نیکی کا کام ہو ناں "۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا
لیکن تنویر چونکہ اس دوران بیرونی دروازے کی طرف بڑھ چکا تھا

اس لئے شاید وہ عمران کی سرگوشی نہ سن سکا تھا۔ورنہ جواب ضرور دیتا۔
صفدر اور کیپٹن شکیل ہنستے ہوئے تنویر کے پیچھے چل پڑے۔
عمران نے مسکراتے ہوئے دوبارہ میز پر رکھا ہوا اخبار اٹھا لیا اور
بر والی خبر کو دوبارہ پڑھنے لگا۔پھر اس نے اخبار رکھا اور ویٹر کو
قریب آنے کا اشارہ کیا۔

" یس سر "۔۔۔ ویٹر نے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" مجھے ایک فون کرنا ہے ۔کیا یہاں فون آ سکتا ہے "۔۔۔ عمران
نے پوچھا۔

" سر ۔فون کے لئے علیحدہ کمرہ بنا ہوا ہے ۔کاؤنٹر سے دائیں
ہاتھ پر آپ وہاں تشریف لے جائیں یہاں فون لانے سے ڈسٹربنس
ہوتی ہے "۔۔۔ ویٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور عمران سر ہلاتا
ہوا اٹھا اور کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا ۔کاؤنٹر کے دائیں ہاتھ پر واقعی
ایک کمرہ بنا ہوا تھا۔جس پر فون روم کی تختی بھی موجود تھی اور عمران اس
کے دروازے کی ساخت دیکھ کر ہی سمجھ گیا کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے
عمران سمجھ گیا کہ کاروباری فون کالوں کی رازداری کی وجہ سے ایسا
انتظام کیا گیا ہے ۔دروازے پر ایک پلیٹ موجود تھی جس پر "مصروف
ہے" کے الفاظ درج تھے ۔لیکن یہ پلیٹ روشن نہ تھی ۔اس کا مطلب
تھا کہ کمرہ خالی ہے ۔ورنہ اگر اندر کوئی کال کر رہا ہوتا تو پھر یہ پلیٹ روشن
ہوتی ۔عمران نے دروازے کو دھکیلا اور اندر داخل ہو گیا۔اس نے
دروازہ بند کیا ۔اور پھر جیسے ہی اسے لاک کیا ۔دروازے کے اوپر اندر
لگی ہوئی پلیٹ روشن ہو گئی ۔جس پر لکھا ہوا تھا ۔کال مختصر کریں "۔۔۔ عمران

مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا کہ باہر "مصروف ہے" کی پلیٹ بھی روشن ہو گئی ہو
گی۔ عمران نے آگے بڑھ کر ریسیور اٹھایا اور پھر دیوار پر موجود ضرور
فون نمبرز کے لگے ہوئے چارٹ کو غور سے دیکھنے لگا۔ اس چارٹ
میں انکوائری کے نمبر بھی درج تھے۔ عمران نے وہی نمبر پریس کر د
"یس ــــ انکوائری" ــــ فوراً ہی دوسری طرف سے ایک
مترنم سی آواز سنائی دی۔
"اوہ۔ اب انکوائری بھی نام ہونے لگ گئے ہیں۔ واہ خوب صور
نام ہے" ــــ عمران نے بے اختیار کہا تو دوسری طرف سے ہن
کی آواز سنائی دی۔
"جی۔ میرا نام انکوائری نہیں ہے۔ مارگریٹ ہے۔ البتہ میں انکو
سیکشن سے بول رہی ہوں" ــــ لڑکی نے بے تکلفانہ لہجے میں کہ
"مس مارگریٹ۔ آپ کی آواز تو بہت سویٹ ہے کیا آپ بھی
اتنی ہی سویٹ ہیں" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"سویٹ کو خود تو اپنے ذائقے کا پتہ نہیں چلتا۔ یہ تو چکھنے والا
بتا سکتا ہے کہ سویٹ ہے یا نہیں۔ لیکن یہ سوچ لیجئے یہاں ایکریمیا
میں سویٹ مہنگی بہت ہے" ــــ مارگریٹ نے اس قدر بے باکی
سے جواب دیا کہ عمران کا ہاتھ بے اختیار سر تک پہنچ گیا۔ واقعی ایک
کا معاشرہ اخلاق باختگی کی تمام حدود کراس کر چکا تھا۔ یہاں سرمایہ
ہی سب کچھ تھا۔ عزت۔ غیرت نام کی کوئی چیز یہاں باقی نہ جاتی تھی
"اوہ۔ پھر تو ویری سوری۔ میرے پاس تو چکھنے والی حس ہی نہیں
ہے" ــــ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سونگھنے والی حس تو ہو گی۔ ویسے گھبرائیں نہیں۔ صرف ایک ڈنر ہی
کافی ہے" ــــ مارگریٹ تو زبردستی گلے پڑ رہی تھی۔
"ایک شرط ہے کہ ڈنر کا بل آپ دیں گی" ــــ عمران نے جان
چھڑانے والے لہجے میں کہا۔ وہ تو اب خود پچھتا رہا تھا کہ خواہ مخواہ
مذاق کر کے عذاب میں پھنس گیا۔
"واقعی ہوٹل ریکس کاروباری افراد کا گڑھ ہے۔ بہرحال آپ نے
کیسے فون کیا ہے" ــــ مارگریٹ کا لہجہ یکلخت بدل گیا تھا۔ اس
کے لہجے سے تمام مٹھاس یکلخت ختم ہو گئی تھی۔ کیونکہ عمران کے
اس فقرے کا مطلب وہ اچھی طرح سمجھ گئی تھی کہ عمران کوئی رقم خرچ کرنے
پر آمادہ نہیں ہے۔
"ڈبلر میں میرا ایک دوست ہے جو وہاں ٹرانسمیٹر سیکشن کا
انچارج ہے۔ مجھے اس کے گھر کا فون نمبر بھول گیا ہے۔ میں نے اس
سے کچھ رقم لینی تھی۔ شاید وہ آج دینے پر آمادہ ہو جائے تب تو ڈنر
کھایا بھی جا سکتا ہے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"ٹرانسمیٹر سیکشن کا انچارج بوڑھا جبرم۔ وہ آپ کو رقم دے گا
وہ کسی کو اپنا بخار تک تو دیتا نہیں۔ اصلی یہودی ہے۔ بہرحال اس
کی رہائش گاہ کا نمبر بتا دیتی ہوں۔ اگر رقم دے دے تو مجھے ضرور
بتانا۔ میری آٹھ بجے ڈیوٹی ختم ہو گی" ــــ مارگریٹ نے کہا اور ساتھ
ہی اس نے نمبر بھی بتا دیا۔ اور عمران نے بغیر کوئی بات کئے کریڈل دبا
دیا۔ وہ اب مارگریٹ کی ان باتوں سے سخت بور ہو گیا تھا۔ وہ واقعی
زبردستی گلے پڑ جانے والی عورتوں میں سے تھی۔ اور عمران ذہنی طور پر

ایسی عورتوں سے انتہائی الرجک تھا۔ اس نے کریڈل دبا کر مارگریٹ
کے بتلائے ہوئے نمبر گھما دیئے۔

"یس"۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک
بھرائی ہوئی سی بلغم زدہ آواز سنائی دی۔

"مسٹر جیرم بول رہے ہیں"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ میں جیرم بول رہا ہوں۔ آپ کون صاحب ہیں"۔۔۔
دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مسٹر جیرم۔ میں نے آپ سے ایک خصوصی ٹرانسمیٹر کے سلسلے
میں ماہرانہ مشورہ طلب کرنا ہے۔ آپ کے وقت کی پوری پوری قیمت
ادا کی جائے گی"۔۔۔ عمران نے کہا۔ چونکہ وہ مارگریٹ سے پہلے ہی
سن چکا تھا کہ بوڑھا جیرم یہودی ہے۔ اسی لئے اس نے جان بوجھ
کر یہ فقرہ کہا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ کہاں دینا ہے مشورہ"۔۔۔ جیرم کے لہجے میں
مسرت کی کپکپاہٹ موجود تھی۔

"آپ اپنا پتہ بتا دیں میں وہیں آجاتا ہوں۔ مسئلہ رازداری کا
ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ آپ سکس ون کنگ لائن آجائیں۔ آپ کا نام"
جیرم نے کہا۔

"میرا نام عدنان ہے اور میں ایشیائی ہوں"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"او۔کے۔ آجائیے"۔۔۔ جیرم نے کہا۔ اور عمران نے شکریہ کہہ
کر ریسیور رکھا اور پھر اٹھ کر وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کاؤنٹر

پر آکر اس نے اپنا بل ادا کیا اور ہوٹل سے باہر نکل آیا۔ تھوڑی دیر بعد
وہ ٹیکسی میں بیٹھا سکس ون کنگ لائن کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔

"آپ شاید جیرم سے ملنے جا رہے ہیں۔ کیونکہ یہ نمبر اس کی رہائش
گاہ کا ہے"۔۔۔ اچانک ٹیکسی ڈرائیور نے مسکراتے ہوئے عمران
سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ یہاں نئے ہیں۔ اس لئے میں نے پوچھ لیا ہے۔ جیرم سے
ہوشیار رہیئے۔ وہ ہر صورت میں آپ کی جیب خالی کرانے کی
کوشش کرے گا۔ وہ اس معاملے میں یہاں بہت بدنام ہے"
ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔

"اوہ۔ اچھا ہوا تم نے بتا دیا۔ ویسے میں تو اس سے ایک مشینری
کے سلسلے میں مشورہ لینے جا رہا ہوں۔ میں نے سنا ہے کہ وہ مشینری
کے سلسلے میں بے حد ماہر آدمی ہے"۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم
سے لہجے میں کہا۔

"اس کی مہارت کی مثال تو شاید پورے ایکریمیا میں نہ ملے۔
ڈیلر والوں نے اسے بہت بھاری معاوضے پر رکھا ہوا ہے۔ اور
سب کو یقین ہے کہ ڈیلر کی مشینری کے سلسلے میں جتنی بھی شہرت ہے
اس کی وجہ جیرم ہے۔ لیکن وہ انتہائی لالچی۔ عیار اور مکار آدمی ہے۔
وہ ہر شخص کی جیب کاٹنے کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہے"۔۔۔
ٹیکسی ڈرائیور نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم فکر نہ کرو۔ تمہارے کرایے کے علاوہ میرے پاس اور رقم ہی

نہیں ہے۔ واپسی کا کرایہ میں نے جیرم سے ہی وصول کرنا ہے"۔۔۔۔
عمران نے کہا۔ اور ٹیکسی ڈرائیور ہلکا سا قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"پھر تو آپ کو پیدل ہی جانا پڑے گا۔ اسے طے سمجھئے"۔۔۔۔
ٹیکسی ڈرائیور نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک
تنگ سی گلی میں کار موڑ دی۔ تھوڑا سا آگے جانے کے بعد سرخ
اینٹوں کے بنے ہوئے ایک خستہ سے مکان کے سامنے اس نے
ٹیکسی روک دی۔ اس پر سکس ون نمبر کی پلیٹ موجود تھی۔

"یہ اگر کنگ لائن ہے۔ تو پھر ایکریمیا کے کنگ بے چارے دنیا
کے سب سے مفلس کنگ کہلائے جا سکتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے
میٹر دیکھ کر کرایہ جیب سے نکالتے ہوئے کہا۔ اور ٹیکسی ڈرائیور
ہنس پڑا۔

"واقعی آپ کی بات درست ہے"۔۔۔۔ ٹیکسی ڈرائیور نے
کرایہ لیتے ہوئے کہا۔ اور عمران مسکراتا ہوا دروازہ کھول کر نیچے اتر
گیا۔ ٹیکسی ڈرائیور کار آگے بڑھا کر لے گیا۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھا
اور پھر سرخ اینٹوں سے بنے ہوئے مکان کے گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔
اس نے کال بیل کا بٹن دبایا ہی تھا کہ گیٹ کی چھوٹی کھڑکی فوراً ہی
کھل گئی اور ایک بوڑھا سا آدمی باہر آ گیا۔ اس کے سر پر موجود
سفید بال کھچڑی سے ہو رہے تھے۔ شیو بڑھا ہوا تھا۔ آنکھوں پر
انتہائی موٹے شیشوں کی عینک لگی ہوئی تھی۔ ویسے اس کی کشادہ
اور باہر کو ابھری ہوئی پیشانی بتا رہی تھی کہ وہ انتہائی ذہین آدمی ہے۔
لیکن جس طرح کال بیل کا بٹن دبتے ہی وہ باہر آیا تھا اس سے ظاہر

ہوتا تھا کہ وہ پہلے سے کھڑکی کے ساتھ لگا کھڑا تھا۔

"عدنان میرا نام ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ تم۔ آؤ۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا"۔۔۔۔ بوڑھے جیرم
نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ کھڑکی میں سے اندر چلا گیا۔ عمران
بھی اس کے پیچھے ہی اندر داخل ہوا۔ یہ ایک چھوٹا سا مکان تھا۔ اور
شاید جیرم یہاں اکیلا رہتا تھا۔ ایک کمرے کو ڈرائنگ روم کے
انداز میں سجایا گیا تھا لیکن فرنیچر بے حد خستہ اور ویران سا تھا۔

"بیٹھو۔ کس قسم کا مشورہ لینا چاہتے ہو تم"۔۔۔۔ جیرم نے
ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"بتایا تو ہے خصوصی ٹرانسمیٹر کے سلسلے میں مشورہ لینا ہے"
عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ لیکن کیسا خصوصی ٹرانسمیٹر۔ اور سنو۔ میں بہت مصروف
آدمی ہوں۔ میرا وقت بے حد قیمتی ہے"۔۔۔۔ جیرم نے ہونٹوں
پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

"قیمت کی فکر نہ کرو۔ اگر مشورہ تسلی بخش ہوا تو معاوضہ تمہاری
توقع سے بھی زیادہ ہو گا"۔۔۔۔ عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب
سے بڑے نوٹوں کی ایک موٹی سی گڈی نکال کر اُسے دوبارہ
جیب میں ڈال دیا۔ جیرم کی بڑھاپے کی وجہ سے دھندلائی ہوئی
آنکھوں میں نوٹوں کی گڈی دیکھ کر تیز چمک پیدا ہوئی۔

"اوہ اوہ۔۔۔ ضرور پوچھو"۔۔۔۔ جیرم نے خوش ہوتے
ہوئے کہا۔

"میرا تعلق ایک بین الاقوامی تنظیم سے ہے۔ ہم ایسا ٹرانسمیٹر بنوانا چاہتے ہیں۔ جو چیکنگ کرنے والوں کو ڈاج دے سکے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ڈاج دے سکے۔۔۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔ پوری وضاحت کرو"۔۔۔ جیرم نے چونک کر پوچھا۔

"مثال سے سمجھاتا ہوں۔ فرض کیا۔ دنیا میں کہیں سے کوئی آدمی اس ٹرانسمیٹر پر مخصوص کال کرتا ہے۔ کال کا ریسیونگ سنٹر سمجھ لیں یہاں سینٹ لاس میں ہے۔ لیکن اگر اس کال کے ریسیونگ سنٹر کا جدید ترین مشینری سے محل وقوع چیک کیا جائے تو مثال کے طور پر یہ معلوم ہو کہ کال کا ریسیونگ سنٹر سینٹ لاس کی بجائے بحر منجمد جنوبی میں ہے۔ کیا ایسا ٹرانسمیٹر سسٹم تیار ہو سکتا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کیوں نہیں ہو سکتا۔ تم صحیح آدمی کے پاس آئے ہو۔ میں پہلے ہی ایسا سسٹم بنا چکا ہوں۔ لیکن یہاں نہیں۔ یہاں تو اس کی مشینری بھی نہیں ہے۔ میں نے وہ سسٹم ایک انتہائی جدید لیبارٹری میں تیار کیا تھا۔ دو سال لگے تھے مجھے اسے تیار کرنے میں۔ لیکن ایسا سسٹم تو بے حد مہنگا ہوتا ہے۔ تمہاری تنظیم یہ خرچہ ادا کر سکے تو میں یہاں سے چھٹی لے سکتا ہوں اور ناراک میں ایک لیبارٹری ایسی ہے جو ایسے خفیہ ٹرانسمیٹر تیار کرتی ہے بھاری معاوضے پر وہاں البتہ ایسی مشینری ہے کہ یہ انتہائی پیچیدہ سسٹم تیار ہو سکے"۔۔۔ جیرم نے جلدی سے کہا۔

"کتنا خرچہ آئے گا اور تمہارا معاوضہ کتنا ہو گا"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"پہلے تم مجھے مشورہ کی فیس دو۔ ایسا نہ ہو کہ تم اخراجات سن کر چلے جاؤ اور میرا وقت خواہ مخواہ ضائع ہو"۔۔۔ جیرم نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مسٹر جیرم۔ ہم لوگ معاہدے کے پکے ہیں۔ ہم سسٹم بنوائیں یا نہیں۔ تمہیں منہ مانگا معاوضہ ضرور ملے گا۔ لیکن پہلے میری تسلی ہونی چاہیئے۔ چلو ایک بات بتا دو۔ ایسا ایک سسٹم اس وقت دنیا میں کام کر رہا ہے۔ اس کا ڈاجنگ ریسیونگ سسٹم بحر منجمد شمالی میں ظاہر کیا گیا ہے۔ تم بتا سکتے ہو کہ یہ سسٹم کس فرم نے تیار کیا ہے" عمران نے جان بوجھ کر اشارہ دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اسی کی تو میں بات کر رہا ہوں۔ وہ میں نے تیار کیا ہے چھ سال پہلے"۔۔۔ جیرم نے چونک کر کہا۔

"تم نے تیار کیا تھا۔ خواہ مخواہ چکر مت دو مجھے۔ وہ تو بہت بڑا سسٹم ہے۔ جدید سے جدید چیکنگ مشین بھی اسے چیک نہیں کر سکتی"۔۔۔ عمران نے اسے غصہ دلانے کے لئے کہا۔ دراصل وہ پوری طرح چیک کرنا چاہتا تھا کہ کہیں جیرم صرف رقم حاصل کرنے کے لئے اسے الو تو نہیں بنا رہا۔ کیونکہ ٹیکسی ڈرائیور اسے پہلے ہی بتا چکا تھا کہ جیرم اس قماش کا آدمی ہے۔

"تم جیرم کو کیا سمجھتے ہو۔ اس وقت ٹرانسمیٹر لائن میں مجھ سے بڑا ماہر موجود ہی نہیں ہے۔ اگر میں پڑھا لکھا ہوتا تو اس وقت میں ٹرانسمیٹر پر اتھارٹی ہوتا۔ بہرحال تمہاری تسلی کے لئے بتا دیتا ہوں کہ یہ سسٹم میری اپنی ایجاد ہے۔ اور میں نے اسے یہودیوں کی سب سے بڑی تنظیم واٹر یادر کے ہاتھوں نہ صرف فروخت کیا بلکہ انہیں

نصب کر کے بھی دیا"۔۔۔۔ جیرم نے واقعی غصے میں آتے ہوئے کہا اور
عمران اس حسین اتفاق پر حیران رہ گیا۔
"ہونہہ۔ تم شاید مجھے احمق سمجھتے ہو جیرم۔ واٹر پاور کا تو ہیڈ کوارٹر
ہی بحر منجمد شمالی کے ایک علاقے گرووٹ لینڈ میں ہے۔ انہیں کیا
ضرورت ہے ایسا سسٹم بنوانے کی"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے
ہوئے کہا۔
"تم واقعی اس لائن کے احمق ترین انسان ہو۔ گرووٹ لینڈ میں
تو درجہ حرارت منفی ایک ہزار سنٹی گریڈ رہتا ہے۔ وہاں تو ریڈیو
ایکٹو لہریں کام ہی نہیں کر سکتیں۔ وہاں کے لئے تو ایس۔ وی دوا
پر مشتمل خصوصی ٹرانسمیٹر بنائے جاتے ہیں۔ جو زیادہ دیر تک کام نہیں
کر سکتے۔ صرف مخصوص وقت کے لئے ہی کام کرتے ہیں مستقل سسٹم
تو وہاں کام ہی نہیں کر سکتا"۔۔۔۔ جیرم نے منہ بناتے ہوئے کہا اور
عمران جو ہر مضمون میں اپنے آپ کو اتھارٹی سمجھتا تھا اور اپنی اتھارٹی
منواتا بھی رہتا تھا۔ پہلی بار اپنے آپ کو جیرم کے سامنے احمق سمجھنے
لگا۔ اس نے آج تک اس پہلو پر تو سوچا ہی نہ تھا۔ اور اب اُسے خیال
آرہا تھا کہ واقعی جیرم درست کہہ رہا ہے۔
"تو پھر انہوں نے کیسے بنوالیا یہ سسٹم گرووٹ لینڈ کے لئے"
عمران نے بحث کرتے ہوئے کہا۔
"یہی تو اس سسٹم کی خوبی ہے کہ دنیا کی جدید سے جدید چیکنگ
مشین بھی یہی بتائے گی کہ ریسیونگ سسٹم گرووٹ لینڈ میں ہے۔
حالانکہ ایسا نہیں ہے"۔۔۔۔ جیرم نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"گرووٹ لینڈ میں نہ ہوگا اس کے آس پاس ہوگا۔ اب اتنا ڈاج تو
دیا نہیں جا سکتا کہ ویز کا ٹارگٹ یک لخت موڑ دیا جائے اور چیکنگ
مشین اُسے ٹریس ہی نہ کر سکے۔ تھوڑے بہت فاصلے کے لئے تو
ڈاج دیا جا سکتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"کیوں نہیں ہو سکتا۔ یہی تو جیرم کا کمال ہے۔ ورنہ تو چھوٹے موٹے
ڈاجنگ سسٹم تو اس لائن میں عام تیار کئے جاتے ہیں لیکن جیرم
وہ کچھ کر سکتا ہے جو دوسروں کے لئے ناممکن ہوتا ہے۔ صرف معاوضے
کی بات ہے"۔۔۔۔ جیرم نے جواب دیا۔
"دیکھو۔ مجھے چکر دے کر رقم وصول کرنے کا سوچنا بھی نہ۔ میں اگر
معاوضہ دینے میں سخی ہوں تو جان لیتے وقت اتنا ہی ظالم بھی بن جاتا
ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ ریڈیو ایکٹو ویز جب اپنا رخ موڑتی ہیں تو پھر
انہیں آسانی سے چیک کر لیا جاتا ہے۔ اس لئے ایسا ہونا ناممکن ہے۔
کہ ویز اپنا رخ موڑ جائیں اور انہیں چیک نہ کیا جا سکے"۔۔۔۔ عمران کا
لہجہ یک لخت سخت ہو گیا۔
"مختلف پاور کی ویز کو اگر متوازی چلایا جائے تو ہائی پاور ویز کم پاور
ویز کو اپنے ساتھ چلاتی رہتی ہیں۔ اور پھر کمال یہ ہوتا ہے کہ کال کم پاور
ویز پر چلتی ہے۔ لیکن ظاہر وہ ہائی پاور ویز پر ہوتی ہے۔ کم پاور ویز رخ
موڑ جاتی ہے۔ لیکن چیکنگ مشین ہائی پاور ویز کے پیچھے بھاگتی ہوئی
ڈاجنگ ٹارگٹ شو کرنے لگ جاتی ہے۔ اب آئی بات سمجھ میں"۔۔۔۔
جیرم نے کہا۔ اور عمران اس مخصوص لائن میں جیرم کی ذہانت پر
دل ہی دل میں عش عش کر اٹھا۔ واقعی جیرم کی حیثیت گودڑی میں لعل

جیسی تھی۔ وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ اس خستہ اور پرانے مکان میں رہنے
والا جیرم اس قدر ذہین اور باکمال بھی ہو سکتا ہے۔

" بالکل سمجھ گیا ہوں جیرم۔ تم تو ٹرانسمیٹر لائن میں جینئس ہو۔ اس لئے
تم واقعی اس لئے بھی بھاری معاوضے کے حقدار ہو۔ کہ میری تم جیسے
جینئس سے ملاقات ہو گئی ہے "۔۔۔ عمران نے واقعی بڑے پرخلوص
لہجے میں کہا اور جیب سے نوٹوں کی بھاری گڈی نکال کر اس نے
بڑے مؤدبانہ انداز میں جیرم کی طرف بڑھا دی۔

" یہ میری طرف سے ایک تحفہ سمجھ لو۔ معاوضہ علیحدہ دوں گا"۔
عمران نے کہا اور جیرم کی آنکھیں ایک لمحے کے لئے تو تیزی سے
پھیلیں۔ شاید اُسے اپنی آنکھوں اور کانوں پر یقین نہ آ رہا تھا کہ اس
سرمایہ پرستی کے دور میں کوئی شخص اس قدر بھاری رقم بھی تحفے
میں دے سکتا ہے۔ لیکن دوسرے لمحے وہ گڈی پر اس طرح
جھپٹا جیسے چیل گوشت پر جھپٹتی ہے۔

" شش۔۔۔ شکریہ۔ تم قدر شناس ہو۔ ورنہ
لوگ تو جیرم کا مذاق اڑاتے ہیں "۔۔۔ جیرم نے جلدی سے گڈی
لے کر اپنی جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

" ارے اس جیسی دس گڈیاں اور دے سکتا ہوں۔ دولت کی
مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ ہماری تنظیم کے پاس اس قدر دولت ہے کہ
تمہارے اس مکان کو خالص سونے کی اینٹوں سے بھر دیں۔ لیکن ہم
پوری تسلی کرنا چاہتے ہیں "۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
اور ساتھ ہی اس نے کوٹ کی سائیڈ جیب سے پہلے سے بھی بھاری

مالیت کے نوٹوں کی گڈی باہر نکالی اور دوسری جیب میں رکھ لی۔

" آج مجھے یقین آ گیا ہے کہ ایشیائی انتہائی دولت مند بھی ہوتے
ہیں اور دل کے سخی بھی۔ میں تمہاری پوری تسلی کرا سکتا ہوں۔ تم بات
کرو "۔۔۔ جیرم نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تمہارا اب بھی واٹر پاور سے تعلق ہے "۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

" ہاں بالکل وہ یہودیوں کی تنظیم ہے اور میں بھی یہودی ہوں "۔۔۔
جیرم نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" میرے خیال میں ان کے سسٹم میں اگر کوئی خرابی ہو تو وہ تمہیں
ہی بلاتے ہوں گے "۔۔۔ عمران نے کہا۔

" ایک بات بتاؤں۔ کسی کو بتانا نہیں۔ جب میں نے سسٹم تیار
کر کے فکس کیا تو واٹر پاور کے ایک ڈائریکٹر نے کہا کہ مجھے ہلاک کر
دیا جائے کہ میں کہیں ان کے ہیڈ کوارٹر کی نشاندہی نہ کر دوں۔
لیکن چیف باس نے کہا کہ اگر کل اس سسٹم میں کوئی خرابی ہو گئی
تو پھر اسے کون ٹھیک کرے گا۔ اس لئے انہوں نے مقدس الفاظ
کی قسم مجھے دلوائی اور مقدس عہد کرایا کہ میں مر جاؤں۔ لیکن
ہیڈ کوارٹر کی نشاندہی اپنے علاوہ کسی سے نہ کروں گا۔ میں نے
مقدس عہد کیا۔ لیکن دیکھو آج تک سسٹم خراب نہیں ہوا اس
لئے تو انہیں میری ضرورت ہی نہیں پڑی۔ انہیں تو اتنا بھی معلوم
نہیں کہ میں تین سال سے ڈیلر کے ساتھ اٹیچ ہو گیا ہوں "۔۔۔
جیرم نے کہا۔

" انہوں نے تو خواہ مخواہ تم سے عہد وغیرہ لینے کا تکلف کیا۔

تم بوڑھے آدمی ہو۔ تمہیں تو یاد بھی نہ رہا ہو گا کہ ہیڈ کوارٹر کہاں ہے
عمران نے جان بوجھ کر منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ یہودیوں کی فطرت
کو اچھی طرح جانتا تھا کہ ان کی جان چلی جائے لیکن یہ مقدس عہد
سے روگردانی نہیں کرتے۔

"میں بوڑھا ضرور ہوں لیکن میرا ذہن بوڑھا نہیں ہوا۔ گو انہوں
نے اپنے طور پر پہلے ہی کوشش کی تھی کہ مجھے پتہ نہ لگے لیکن انہیں
شاید معلوم نہ تھا کہ میری ابتدائی زندگی بحری جہازوں کی ملازمت
میں گزری ہے۔ میں نے اپنی ملازمت کا آغاز بحری جہازوں میں
اس وقت کیا تھا جب شروع شروع میں ان میں ٹرانسمیٹر سسٹم
فٹ ہوا تھا۔ میں تو موجوں کی آواز سے پہچان لیتا ہوں کہ یہ کون سا
علاقہ ہے" ـــــ جیرم نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔ اور عمران کی
آنکھوں میں چمک پیدا ہو گئی۔ کم از کم ایک پوائنٹ تو اسے مل
ہی گیا تھا کہ واٹر پاور کا ہیڈ کوارٹر بحر منجمد شمالی کی بجائے سمندر
میں کسی جگہ ہے۔ اور تنظیم کے نام سے ہونا بھی یہی چاہیئے تھا۔

"اچھا۔ واقعی پھر تو تمہیں ویسے ہی معلوم ہو گیا ہو گا کہ وہ جزیرہ
بحر ہند میں واقع ہے" ـــــ عمران نے کہا۔

"بحر ہند میں جزیرہ ـــ کون سا جزیرہ" ـــــ جیرم نے چونکتے
ہوئے پوچھا۔

"جزیرہ ڈاکر۔ آرشیا۔ کوکوشس۔ بہت سے جزیرے ہیں بحر
ہند میں۔ ان کے لئے تم سے عہد لینے کی کیا ضرورت تھی" ـــ
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ دراصل جیرم کو ذہنی طور پر الجھانا

چاہتا تھا۔ وہ چاہتا تو اس بوڑھے آدمی پر تشدد کر کے بھی اس سے
اصل ہیڈ کوارٹر پوچھ سکتا تھا۔ لیکن جب سے اس نے سنا تھا کہ جیرم
نے مقدس عہد کیا ہوا ہے۔ اس نے تشدد کا ذہن سے خیال ہی نکال
دیا تھا۔ کیونکہ اب جیرم کے ہاتھ پر پوری دنیا کی دولت رکھ دی
جائے یا اس کے جسم کا ایک ایک ریشہ علیحدہ کر دیا جائے وہ
اپنا مقدس عہد کبھی نہیں توڑے گا۔ اب تو یہی ایک صورت رہ
گئی تھی کہ اسے ذہنی طور پر الجھا کر اور چکر دے کر ہیڈ کوارٹر کے
بارے میں کوئی ایسا اشارہ مل جائے جس سے ہیڈ کوارٹر کا پتہ چلایا
جا سکے۔

"ہونہہ۔ تم شاید میرے منہ سے اس جزیرے کا نام نکلوانا
چاہتے ہو۔ جس پر ہیڈ کوارٹر ہے تو سن لو۔ میں نے مقدس عہد
کیا ہے۔ اس لئے اب چاہے تم کچھ بھی کر لو۔ میں ہیڈ کوارٹر کے
متعلق کچھ نہیں بتا سکتا۔ تم بس میرے ساتھ بات کرو کہ تمہیں کس
قسم کا سسٹم بنوانا ہے۔ کتنی پاور کا۔ اور کس قسم کی ڈاجنگ کا"
جیرم واقعی بے حد ذہین تھا۔ وہ عمران کا اصل مقصد تاڑ گیا تھا۔

"ارے مجھے کیا ضرورت ہے واٹر پاور کے ہیڈ کوارٹر کے بارے
میں پوچھنے کی۔ ہمارا ان سے کیا تعلق ہے۔ ہمارا تو دھندہ ہی علیحدہ
ہے۔ میں تو صرف یہ سوچ رہا تھا کہ اگر اس سسٹم کی تفصیلات
معلوم ہو جائیں تو میں اپنی تنظیم کے بڑوں کی تسلی کرا سکتا ہوں کہ
واقعی جیرم طویل فاصلے کی ڈاجنگ دینے والا سسٹم تیار کرا
سکتا ہے" ـــــ عمران نے اب ایک نئے پہلو سے بات کرتے

ہوئے کہا۔

"تمہیں کتنے فاصلے کا ڈاجنگ سسٹم چاہیئے"۔۔۔ جیرم نے کہا۔

"تم جتنے زیادہ سے زیادہ فاصلے کا بنا سکتے ہو"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔ جیرم کسی طرح بھی قابو میں نہ آ رہا تھا۔

"میرا کیا ہے۔ میں تو دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک کا سسٹم بنا سکتا ہوں۔ صرف ویز کی پاور ہی بڑھانی ہے" جیرم نے کہا۔

"تو ٹھیک ہے۔ پھر میں فاصلے کا حتمی طور پر معلوم کر لوں۔ پھر تم سے بات ہو گی۔ ویسے تم نے اخراجات اور اپنا معاوضہ نہیں بتایا۔ وہ تو بتا دو۔ تاکہ ہمیں معلوم تو ہو کہ تم کتنے اخراجات کرانے کے موڈ میں ہو"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"دیکھو مسٹر۔ میں تمہیں ایک فارمولا بتا دوں۔ اس سسٹم میں ایک سو میل پر پچاس لاکھ ڈالرز خرچ آئے گا۔ اور میرا معاوضہ فی سو میل پانچ لاکھ ڈالر ہو گا۔ اب تم جتنے فاصلے کا کہو میں تیار کرا دیتا ہوں۔ لیکن میرا معاوضہ پیشگی ہو گا"۔۔۔ جیرم نے دوٹوک انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"پیشگی۔۔۔ یہ تو ناممکن ہے۔ آدھا پیشگی آدھا بعد میں۔ ساری دنیا کا یہی اصول ہے"۔۔۔ عمران نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہو گا دنیا کا اصول۔ مگر جیرم کا یہ اصول ہے کہ وہ معاوضہ پیشگی

لیتا ہے۔ میں نے واٹر پاور سے۔ پورا معاوضہ پیشگی لے لیا تھا حالانکہ وہ ہماری مقدس تنظیم ہے"۔۔۔ جیرم نے سخت لہجے میں کہا۔

"ارے وہ کیا معاوضہ ہو گا زیادہ سے زیادہ انہوں نے ایک ڈیڑھ سو میل کا سسٹم بنوایا ہو گا بس"۔۔۔ عمران نے بڑے حقارت آمیز لہجے میں کہا۔

"ہونہہ ایک ڈیڑھ سو میل۔ جنوبی بحر الکاہل سے بحر منجمد شمالی تک دو چار سو میل بنتے ہیں۔ دنیا کے دو مختلف کونے ہیں ایک لحاظ سے"۔۔۔ جیرم نے کہا۔ اور عمران کی آنکھوں میں ایک بار پھر چمک لہرائی۔ کم از کم ایک اور پوائنٹ اُسے مل گیا تھا۔ کہ واٹر پاور کا ہیڈ کوارٹر جنوبی بحر الکاہل میں ہے۔

"ہونہہ۔ خواہ مخواہ کونے بنتے ہیں۔ جنوبی بحر الکاہل تو میرے خیال میں میکسیکو تک چلا آتا ہے۔ اس کے بعد شمالی بحر الکاہل اور پھر اوپر بحر منجمد شمالی کا علاقہ شروع ہو جاتا ہے۔ ہیڈ کوارٹر اگر میکسیکو میں ہو تو تم خود دیکھو کتنا فاصلہ بنتا ہے"۔۔۔ عمران نے ایک بار پھر تحقیر آمیز لہجہ استعمال کرتے ہوئے کہا۔

"خواہ مخواہ میکسیکو کا نام لے رہے ہو۔ تم خود سوچو۔ خط استوا سے گرین لینڈ کا کتنا فاصلہ بنتا ہے۔ اربوں ڈالر معاوضہ بنا تھا میرا"۔۔۔ جیرم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اور بعد میں انہوں نے یہ اربوں ڈالر چھین بھی لئے ہوں گے تم سے۔ ورنہ تم اس خستہ مکان میں اور اس خستہ حالت میں یہاں نہ بیٹھے ہوتے اور ملازمت کرنے پر مجبور ہوتے۔ مجھے احمق بنانے

کی کوشش نہ کرو جیرم۔ میں اس معاملے میں بڑا سخت آدمی ہوں"۔
عمران نے کہا۔ لیکن اب اس کے ذہن میں صورت حال زیادہ واضح
ہو گئی تھی۔

"میں دولت خرچ کرنے سے اربوں دولت کمانے کا قائل ہوں
مسٹر عدنان۔ ورنہ میری دولت سے تو کئی بنک چل رہے ہیں۔
بہر حال میں نے تمہیں معاوضہ بتا دیا ہے۔ اگر تمہاری تنظیم رضامند
ہو جائے تو مجھ سے بات کر لینا۔ ورنہ نہیں۔ اور یہ بھی سن لو کہ اس
معاوضے میں ایک ڈالر بھی کم نہیں ہو سکتا۔ میں اس معاملے میں
انتہائی سخت ہوں۔ اور تم اب مجھے اس سارے مشورے اور
وقت کا معاوضہ بھی دے دو"۔۔۔ جیرم نے اکھڑے ہوئے
لہجے میں کہا۔

"پہلے مجھے بلیک پاگوس کال کر کے چیف باس سے پوچھ
تو دو کہ تمہیں معاوضہ دیا جائے یا نہیں یا گولی مار کر ختم کر دیا جائے"
عمران کا لہجہ یک لخت بدل گیا۔

"کیا۔۔۔ کیا مطلب۔ بلیک پاگوس کا کیا مطلب"۔۔۔
جیرم بُری طرح بوکھلا گیا تھا۔

"سنو جیرم۔ ہمیں اطلاع ملی تھی کہ کچھ لوگ تم سے ہیڈ کوارٹر
کا پتہ پوچھنا چاہتے ہیں۔ تم چونکہ دولت کے پجاری ہو۔ اس لئے
ہیڈ کوارٹر کا خیال تھا کہ ہو سکتا ہے تم دولت دیکھ کر اپنا مقدس
عہد توڑ دو۔ چنانچہ انہوں نے مجھے فرضی گاہک بنا کر بھیجا۔ تاکہ
میں تمہیں ٹٹولوں۔ اور اگر میں یہ سمجھوں کہ تم مقدس عہد توڑ دو

گے تو پھر تمہارے سینے میں اکٹھی چار چھ گولیاں اتار دوں اور اب تک میں
نے تمہارے ساتھ جو باتیں کیں ان کا مقصد صرف تمہیں ٹٹولنا۔ اور تم
نے اپنی موت کو خود آواز دے دی ہے۔ کیونکہ تم نے ایک اجنبی کو
بتا دیا ہے کہ واٹر پاور کا ہیڈ کوارٹر بلیک پاگوس میں ہے"۔۔۔ عمران
نے انتہائی سفاک لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب
سے ایک سائیلنسر لگا ریوالور بھی باہر نکال لیا۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ مگر میں نے تو نہیں بتایا۔ میں نے نام لیا ہے
بلیک پاگوس کا۔ میں بھلا کیسے مقدس عہد توڑ سکتا ہوں"۔۔۔ جیرم
نے بُری طرح بدحواس ہوتے ہوئے کہا۔

"نام ہی تو نہیں لیا۔ باقی سارے اشارے تو تم نے دے دیئے۔
سمندر۔ جنوبی بحر الکاہل۔ خط استوا۔ اس کے بعد احمق سے احمق
آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ تم نے بلیک پاگوس کا نام لے لیا ہے۔
کیونکہ جنوبی بحر الکاہل میں عین خط استوا پر صرف ایک ہی جزیرہ
ہے۔ اور اس کا نام ہے بلیک پاگوس۔ اب بولو"۔۔۔ عمران کا
لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا۔

"نہیں نہیں۔ یہ غلط ہے۔ کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ بھلا ان باتوں سے
کون سمجھ سکتا ہے۔ تمہیں چونکہ خود پتہ تھا کہ ہیڈ کوارٹر بلیک پاگوس
میں ہے۔ اس لئے تم سمجھ گئے۔ عام آدمی نہیں سمجھ سکتا۔ پھر تم نے
باتیں ہی ایسی کیں کہ روانی میں یہ اشارے بھی میرے منہ سے نکل
گئے۔ تم بالکل بے فکر رہو۔ میں کبھی اپنا عہد نہ توڑوں گا"۔۔۔
جیرم نے سر ہلاتے ہوئے قدرے خوف زدہ لہجے میں کہا۔ اور

اور عمران کے لبوں پر فاتحانہ مسکراہٹ ابھر آئی۔ کیونکہ آخر کار وہ اس بوڑھے یہودی کو چکر دے کر ہیڈ کوارٹر معلوم کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

"ہاں۔ تمہاری بات کچھ درست لگتی ہے۔ کیونکہ میرے ذہن میں پہلے سے یہ بات موجود تھی اس لئے میں سمجھ گیا۔ لیکن تم نے اشارے تو بہرحال دیئے ہیں۔ اس لئے چلو چھ گولیاں نہ سہی تین سہی۔ تین رعایت کر دیتا ہوں"۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"نن۔۔۔ نہیں نہیں۔ مجھے معاف کر دو۔ اپنی رقم واپس لے لو میں سب کچھ بھول جاؤں گا۔ اور آئندہ میں مقدس عہد کرتا ہوں کہ کسی کو اشارہ بھی نہ کروں گا"۔۔۔ جیرم کے بوڑھے اعصاب اب جواب دے گئے تھے۔

"نہیں۔ اب ایک صورت ہے کہ مجھ سے سودا کر لو۔ مجھ سے پہلے غلطی ہو گئی کہ میں نے اکٹھی تین گولیاں مفت چھوڑ دیں۔ اب تین گولیاں بہرحال رہتی ہیں۔ اور میں ان تین گولیوں کو چلانے میں حق بجانب بھی ہوں۔ کیونکہ تم نے تین اشارے دیئے تھے ایک لاکھ ڈالر فی گولی۔ بولو۔ تین گولیاں"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"مم۔۔ مم۔۔۔ میرے پاس تو ایک ڈالر بھی نہیں ہے۔ تم اپنی رقم لے لو۔ اور مجھ بوڑھے آدمی کو معاف کر دو۔ میں تمہارے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوں"۔۔۔ جیرم اب منتوں پہ اتر آیا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ مت دو رقم۔ تم شاید سمجھ رہے ہو۔ کہ یہ ریوالور فائر نہیں کرتا۔ یہ دیکھو"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی

اس نے ٹریگر دبا دیا۔ کھٹ کی ہلکی سی آواز کے ساتھ ہی جیرم کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اور وہ کرسی سمیت نیچے گر کر تڑپنے لگا۔

"ارے ارے۔ اتنا شور ابھی تو میں نے صرف ریہرسل کی ہے۔ اور گولی تمہارے کان کی لو کو چھوتی ہوئی گزر گئی ہے۔ جب گولی تمہارے سینے میں گھسے گی اس وقت کیا کرو گے"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لے لو۔ ساری رقم لے لو۔ میری جان بخش دو"۔۔۔ جیرم نے ایک لخت اٹھ کر ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ پسینے سے تر ہو چکا تھا۔

"نکالو۔ میری رقم کے ساتھ ہی فی گولی ایک لاکھ ڈالر۔ جلدی کرو۔ پہلے میرا بہت وقت ضائع ہو گیا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔ تو جیرم نے جلدی سے کوٹ کی جیب سے عمران کی دی ہوئی موٹی گڈی نکالی اور عمران کو پکڑا دی۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ میرے خیال میں یہی کافی ہے۔ مجھ پر رحم کرو۔ میں بہت غریب آدمی ہوں"۔۔۔ جیرم کی فطرت نے ایک بار پھر کنجوسی کا مظاہرہ کرنے کی کوشش شروع کر دی۔

"تو پھر تین گولیاں کھا لو۔ کچھ مجھ سے ہی وصول کر لو"۔۔۔ عمران نے کہا اور اس نے ٹریگر پر انگلی کو ذرا سی حرکت دی۔

"ارے ارے۔ رک جاؤ۔ لے جاؤ۔ مجھے اندرونی کمرے سے لانی ہو گی رقم"۔۔۔ جیرم نے کہا۔

"لے آؤ" ـــــ عمران نے بڑے فیاضانہ انداز میں کہا اور ا[س نے]
رقم جیب میں رکھ لی ۔ جیرم تیزی سے دوڑتا ہوا دوسرے کمر[ے]
میں گیا ۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے یک لخت دروازہ ایک
دھماکے سے بند کر دیا ۔

"مجھ پر رحم کرو ۔ میں غریب آدمی ہوں ۔ ملازم ہوں ۔ میرے پا[س]
رقم نہیں ہے" ـــــ دروازہ بند کر کے جیرم نے اندر سے
منت بھرے انداز میں چیخنا شروع کر دیا اور عمران مسکرا دیا ۔

"اچھا ۔ چلو ادھار رہی رقم ۔ لیکن یہ بات سن لو ۔ اگر تم نے کس[ی]
کو میرے آنے یا ہمارے درمیان ہونے والی بات چیت کا
اشارہ بھی کیا تو پھر گولیوں کی تعداد بڑھ جائے گی" ـــــ عمران نے
اونچی آواز میں کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے نکلا اور دوڑتا
ہوا پھاٹک کی طرف بڑھ گیا ۔ وہ صرف اپنی رقم واپس لینے کے
ساتھ ساتھ جیرم کو اس وقت تک خوفزدہ کر کے خاموش رکھنا
چاہتا تھا ۔ جب تک وہ اپنے ساتھیوں سمیت یہاں سے نکل نہ
جائے ۔ کیونکہ اب اصل ہیڈ کوارٹر کا پتہ لگ جانے کے بعد
اب اس کا یہاں ٹھہرنا بیکار تھا ۔ اب اُسے کسی سائنسی سامان کی
ضرورت نہ تھی ۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ ہوٹل پہنچتے ہی وہ میک
اپ بدل کر ہوٹل چھوڑ دے گا ۔ اور پھر ساتھیوں کو لے کر یہاں
سے چل دے گا ۔ کنگ لائن سے نکلتے ہی اُسے خالی ٹیکسی مل گئی
اور اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو ہوٹل بلیو سٹار چلنے کا کہہ کر سیٹ
سنبھال لی ۔

کیپٹن شکیل ، صفدر اور تنویر تینوں نے عمران سے علیحدہ
ہوتے ہی سب سے پہلے تو بڑے بڑے ہوٹلوں کو چیک کیا ۔ اس
کے بعد انہوں نے ایسی باریں چیک کرنی شروع کر دیں جہاں راکلی
جیسی عورت کی موجودگی کا خیال کیا جا سکتا تھا لیکن مسلسل دو گھنٹے کی
چیکنگ کے باوجود جب انہیں کوئی ایسی عورت نظر نہ آئی جو راکلی ہوتی
یا کم از کم اس پر راکلی ہونے کا شک کیا جا سکتا تو انہوں نے یہ
تلاش دوسرے روز پر ملتوی کر کے واپس اپنے ہوٹل جانے کا
فیصلہ کیا ۔ چونکہ ان کے پاس اپنی کار نہ تھی ۔ اس لئے وہ یہاں
مسلسل ٹیکسیوں کو استعمال کر رہے تھے ۔ ویسے انہوں نے
یورپین میک اپ کیا ہوا تھا ۔ اس لئے وہ ایکریمیا میں اجنبی ہی
لگتے تھے ۔ اس لحاظ سے ٹیکسیوں کا استعمال درست بھی تھا ۔
کیونکہ یہاں تو تقریباً ہر ایکریمی کے پاس اپنی کار تھی اور صرف اجنبی

افراد ہی ٹیکسیاں استعمال کرتے تھے۔ یہ فیصلہ کر کے وہ تینوں
سے باہر نکلے اور ٹیکسی کے لئے ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ تھوڑی
ایک نائٹ کلب کے سامنے ایک خالی ٹیکسی انہیں کھڑی ن
آگئی۔ وہ تینوں اس کی طرف چل پڑے۔

"ٹیکسی خالی ہے"۔۔۔ تنویر نے اندر بیٹھے ڈرائیور سے مخ
ہو کر کہا۔

"اوہ نہیں جناب۔ ٹیکسی ریزرو کرائی گئی ہے۔ اور میں سوار
کے باہر آنے کے انتظار میں کھڑا ہوں"۔۔۔ ڈرائیور نے
جواب دیا۔

"جب تک تمہاری سواری باہر آئے تم ہمیں ہوٹل الفانز
سکتے ہو۔ یہاں اس وقت اور کوئی خالی ٹیکسی نہیں مل سکے گی"۔
صفدر نے کہا۔

"ویری سوری۔ ہو سکتا ہے مادام پہلے باہر آجائیں"۔۔۔ ڈرا
نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مادام۔۔۔ کون مادام"۔۔۔ تنویر مادام کے نام سے فطر
طور پر چونک پڑا۔

"کوئی مادام راکلی ہیں جناب۔ انہوں نے اسٹینڈ سے ٹیکسی بلو
ہے۔ میں تو یہاں آدھے گھنٹے سے موجود ہوں۔ کاؤنٹر پر معلوم
تو معلوم ہوا کہ مادام راکلی اپنے کسی ساتھی کے ساتھ اسپیشل رو
میں ہیں۔ وہاں سے فارغ ہونے کے بعد ہی آئیں گی۔ اس لئے مجبو
میں ویٹ کر رہا ہوں۔ آپ یہ سامنے والی گلی سے مڑ کر دوسری

پر چلے جائیں۔ وہاں سے آپ کو ضرور کوئی خالی ٹیکسی مل جائے گی"۔
ڈرائیور نے ہمدردانہ طور پر باقاعدہ مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"آؤ یار۔ ہم بھی اندر سے فون کر کے ٹیکسی منگوا لیتے ہیں"۔۔۔
صفدر نے مڑ کر اپنے ساتھ کھڑے ہوئے تنویر اور کیپٹن شکیل
کو آنکھ مارتے ہوئے کہا۔ اور ان دونوں نے بھی سر ہلا دیئے۔
مادام راکلی کا نام سن کر ان کے بھی کان کھڑے ہو چکے تھے۔ چنانچہ
وہ دونوں ہی کندھے اچکاتے صفدر کے پیچھے نائٹ کلب میں داخل
ہو گئے۔ ہال میں اس وقت سٹیج پر ایک عورت بیلے ڈانس کرنے
میں مصروف تھی۔ جب کہ ہال میں موجود افراد اور عورتیں اس بیلے
ڈانسر کی طرف کم اور ایک دوسرے کی طرف زیادہ متوجہ تھے۔ شاید
انہیں اپنی ساتھی عورتیں اس بیلے ڈانسر سے کہیں زیادہ حسین لگ
رہی تھیں۔ وہ تینوں جیسے ہی اندر داخل ہوئے ایک ویٹر تیزی سے
ان کی طرف بڑھا۔

"ریزرویشن کارڈ دیجئے پلیز"۔۔۔ ویٹر نے ان کے قریب آتے
ہوئے کہا۔

"کیسی ریزرویشن۔ ہم تو ریزرویشن کرانے آئے ہیں"۔۔۔ صفدر
نے کہا۔

"سوری۔ ہال کی تمام سیٹیں ریزرو ہو چکی ہیں"۔۔۔ ویٹر نے
جواب دیا۔

"ہمیں ہال کی نہیں سپیشل رومز کی بکنگ کرانی ہے"۔۔۔ اس
بار تنویر نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ پھر آپ دائیں طرف والی راہداری میں چلے جائیں۔ اس ک
اختتام پر سپیشل رومز کا بکنگ کلرک موجود ہے"۔۔۔ ویٹر نے ش
انہیں اجنبی سمجھتے ہوئے ان کی رہنمائی بھی کر دی اور وہ تینوں اس
راہداری کی طرف چل پڑے۔

راہداری ہال کی ایک سائیڈ پر بنی ہوئی تھی۔ اور اس کا اختتا
ایک درمیانے سائز کے کمرے میں ہوتا تھا جس میں ایک طرف
باقاعدہ کاؤنٹر بنا ہوا تھا۔ جس کے پیچھے ایک نوجوان کھڑا تھا۔ جب
کہ باقی جگہ پر صوفے رکھے ہوئے تھے۔ لیکن کمرے میں اس نوجو
کے علاوہ اور کوئی آدمی نہ تھا۔

"جی فرمائیے"۔۔۔ نوجوان نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں
ان تینوں اکیلے مردوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"تین سپیشل رومز چاہئیں"۔۔۔ تنویر نے کہا۔

"مل جائیں گے۔ لیکن ایک گھنٹے بعد خالی ہوں گے۔ فی الحال
سب بک ہیں۔ لیکن آپ کے پارٹنرز"۔۔۔ نوجوان نے پوچھا۔

"پارٹنرز بھی آجائیں گے۔ آپ کمرے تو دیں۔ ایک پارٹنر تو شا
یہیں موجود ہو"۔۔۔ تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہیں۔ کیا ہمارے نائٹ کلب کی مخصوص پارٹنر ہے"۔۔۔
نوجوان نے چونک کر پوچھا۔

"اوہ نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ مادام راکلی نے مجھے ڈیٹ
دے دی تھی۔ لیکن پھر فون کر کے بتایا تھا کہ وہ کسی وجہ سے پہلے
کلب میں مصروف ہو گی۔ وہاں سے فارغ ہونے کے بعد ہی مجھ

مل سکے گی"۔۔۔ تنویر نے بڑے اوباشانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے
کہا۔

"مادام راکلی۔ اوہ ہاں۔ لیکن انہوں نے تو غیر معینہ وقت کے لئے
بکنگ کرائی ہے۔ لیکن تھوڑی دیر پہلے انہوں نے ٹیکسی منگوانے کا
بھی حکم دیا تھا۔ ٹیکسی تو آگئی ہے۔ لیکن وہ نہیں آئیں"۔۔۔ نوجوان
نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اگر ٹیکسی منگوالی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ انہیں میری ڈیٹ
یاد ہو گی۔ بہرحال ہم انتظار کر لیتے ہیں"۔۔۔ تنویر نے سر ہلاتے
ہوئے کہا۔

"لیکن ایسا نہ ہو کہ تم یہاں انتظار کرتے رہو۔ اور وہ باہر سے ہی
ٹیکسی میں بیٹھ کر چلی جائے"۔۔۔ صفدر نے تنویر سے بات کرتے
ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ جانے کا راستہ باہر سے ہے"۔۔۔ نوجوان نے
جواب دیا۔

"آؤ پھر ایک گھنٹے بعد آجائیں گے۔ تب تک ہمارے پارٹنرز بھی
پہنچ جائیں گے۔ اب یہاں ایک گھنٹے تک بیٹھنا تو فضول ہی ہے"
کیپٹن شکیل نے کہا۔ اور وہ تینوں سر ہلاتے ہوئے واپس آئے۔

"مادام کا روم نمبر کیا ہے۔ تاکہ میں خیال رکھوں"۔۔۔ تنویر نے
اچانک مڑ کر پوچھا۔

"پچیس"۔۔۔ کاؤنٹر بوائے کے منہ سے جلدی سے نکل گیا۔
اور تنویر مسکراتا ہوا مڑا اور وہ تینوں ہال میں پہنچ گئے۔

"کیا ہوا سر۔ آپ نے بکنگ کرالی"۔۔۔۔ اُسی ویٹر نے جس نے ان کی رہنمائی کی تھی تجسس آمیز لہجے میں پوچھا۔

"وہاں کوئی کمرہ ہی خالی نہیں ہے"۔۔۔۔ تنویر نے کہا۔

"اوہ سر۔ پھر آپ۔ ساتھ ہی ایک اور نائٹ کلب ہے۔ وہاں چلے جائیں۔ وہاں عموماً کمرے کم ہی لگتے ہیں"۔۔۔۔ ویٹر نے کہا۔

"یہ بتاؤ کہ ان سپیشل رومز کا بیرونی راستہ کدھر سے ہے میرا ایک دوست نے وہاں سے نکلنا ہے۔ میں اُسے چیک کرنا چاہتا ہوں"۔۔۔۔ تنویر نے کہا۔

"عقبی طرف ہے۔ آیئے۔ میں آپ کو لے چلتا ہوں۔ آپ اجنبی ہیں اس لئے پریشان ہوتے رہیں گے"۔۔۔۔ ویٹر نے کہا۔ اور پھر وہ ان تینوں کو لے کر ایک اور سائیڈ میں گیا وہاں سے ایک تنگ سی گلی میں سے گزر کر وہ ایک دروازے سے ہو کر ہوٹل کی عمارت کی عقبی گلی میں پہنچ گئے۔

"یہ دروازہ ہے جناب"۔۔۔۔ ویٹر نے کچھ فاصلے پر موجود ایک دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور ان تینوں نے نہ صرف اس کا باقاعدہ شکریہ ادا کیا بلکہ صفدر نے جیب سے ایک نوٹ نکال کر اس کے حوالے کر دیا۔

"شکریہ جناب۔ ویسے اگر آپ چاہیں تو میں آپ کے لئے یہاں سے بھی اچھا بندوبست کرا سکتا ہوں۔ پرائیویٹ رومز ہیں۔ کرایہ بھی مناسب ہے"۔۔۔۔ ویٹر نے اور زیادہ تعاون کی آفر کرتے ہوئے کہا۔

"فی الحال نہیں۔ ہمارا دوست باہر آجائے اس کے بعد پروگرام بنائیں گے"۔۔۔۔ تنویر نے کہا۔ اور ویٹر سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔ اُسی لمحے وہی دروازہ کھلا۔ اور ایک مرد اور ایک عورت ایک دوسرے کے بازوؤں میں ہاتھ ڈالے باہر نکلے۔ انہوں نے ایک اچٹتی ہوئی نظر ان تینوں پر ڈالی اور پھر مڑ کر سڑک کی طرف بڑھ گئے۔

"کیا خیال ہے۔ اس مادام راکلی کو باہر نہ نکال لیں۔ خواہ مخواہ یہاں احمقوں کی طرح کھڑے رہنے سے فائدہ"۔۔۔۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن دو باتیں سوچنے کی ہیں کہ ہم اُسے پوچھ گچھ کے لئے لے کہاں جائیں گے اور کیسے لے جائیں گے"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"پھر پہلے کوئی کار چرائی جائے۔ اس کے بعد اُسے باہر نکالا جائے"۔۔۔۔ تنویر نے کہا۔

"میرا خیال ہے۔ ہمیں اس ٹیکسی کے قریب رہ کر انتظار کرنا چاہیئے۔ اگر اس نے ٹیکسی منگوائی ہے تو وہ لازماً جلد ہی یہاں سے جانا چاہتی ہو گی۔ اس طرح ہم اس کی رہائش گاہ چیک کر لیں گے۔ اور پھر وہاں آسانی سے اس سے پوچھ گچھ ہو سکتی ہے"۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ یہاں سے تو وہاں زیادہ بہتر ہے۔ لیکن پھر بھی ہمیں سواری کی تو بروقت ضرورت پڑے گی"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یہاں کی پولیس بے حد فعال ہے۔ وہ فوراً حرکت میں آجائے گی اور اس کے بعد ہمارے لئے بڑے مسائل بھی پیدا ہو سکتے ہیں" صفدر نے کہا۔

"تو پھر آخر کیا کیا جائے۔ کیا اب ہمیں ٹیکسی کے پیچھے دوڑنا پڑے گا" ___ تنویر نے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم وہاں چلو تو سہی۔ ہو سکتا ہے کوئی ترکیب سمجھ میں آجائے" صفدر نے کہا۔ اور وہ تینوں سڑک کی طرف بڑھ گئے۔ سڑک پر پہنچ کر وہ جب گھومتے ہوئے واپس اس سڑک پر پہنچے جہاں نائٹ کلب کی فرنٹ سائیڈ تھی تو وہ تینوں ہی یہ دیکھ کر چونک پڑے۔ کہ وہاں وہ ٹیکسی موجود نہ تھی۔

"اوہ۔ کہیں وہ کسی اور دروازے سے نکل کر چلی تو نہیں گئی" صفدر نے تیز لہجے میں کہا۔

"لیکن ویٹر نے تو نکلنے کا وہی راستہ بتایا تھا۔ وہاں سے تو ہم آرہے ہیں۔ ہو سکتا ہے ٹیکسی والا زیادہ دیر انتظار کرنے کی بجائے واپس چلا گیا ہو" ___ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میں جا کر اس کاؤنٹر والے سے پوچھ آتا ہوں" ___ تنویر نے کہا اور تیزی سے ہال گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

"اگر یہ مادام راکلی سیکرٹ ایجنٹ ہے تو پھر لازماً یہ عام راستے کی بجائے کسی اور راستے سے نکلی ہو گی۔ ہم سیکرٹ ایجنٹوں کے ذہن ان معاملات میں خود بخود الٹے چلتے ہیں" ___ کیپٹن شکیل نے کہا اور صفدر بھی سر ہلاتے ہوئے ہنس پڑا۔

"بہر حال ٹیکسی کا نمبر میرے ذہن میں موجود ہے۔ اسے آسانی سے ٹریس کر کے پوچھا جا سکتا ہے کہ مادام راکلی کہاں گئی ہے" ___ صفدر نے کہا اور کیپٹن شکیل نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد تنویر واپس آیا تو اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات نمایاں تھے۔

"وہ واقعی چلی گئی ہے۔ عام راستے کی بجائے وہ کاؤنٹر والے کمرے سے نکل کر ادھر فرنٹ سے گئی ہے۔ کاؤنٹر بوائے بتا رہا تھا۔ کہ اس کے ساتھ اس کا ساتھی بھی تھا۔ جس کے ساتھ وہ سپیشل روم میں گئی تھی۔ سرخ بالوں والا نوجوان تھا" ___ تنویر نے آکر بتایا۔

"اس کاؤنٹر بوائے نے تمہارا پیغام تو نہیں دے دیا اُسے" کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں۔ میں نے پوچھا تھا۔ لیکن اس نے بتایا کہ وہ انتہائی تیزی میں تھے۔ اس لئے اُسے بات کرنے کا موقع تک نہیں ملا" تنویر نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ کیونکہ وہ کیپٹن شکیل کے لفظ پیغام استعمال کرنے سے ساری بات سمجھ گیا تھا۔

"اب اس ٹیکسی کو تلاش کرنا ہو گا۔ میرا خیال ہے مین اسٹینڈ پر جانا ہو گا۔ وہیں سے معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔ آؤ کوئی اور ٹیکسی دیکھتے ہیں" ___ صفدر نے کہا۔ اور پھر وہ اس گلی کی طرف مڑ گئے جدھر سے دوسری سڑک کو راستہ نکلتا تھا اور جس کی بابت اُسی ٹیکسی ڈرائیور نے انہیں بتایا تھا کہ وہاں سے ٹیکسی مل جائے گی۔ اور

واقعی وہاں پہنچ کر انہیں جلد ہی خالی ٹیکسی مل گئی۔

"ہم نے ایک ٹیکسی ڈرائیور سے ملنا ہے۔ جس کا ٹیکسی نمبر ہمیں معلوم ہے۔ کیسے ملاقات ہو سکتی ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے بیٹھنے سے پہلے ٹیکسی ڈرائیور سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"کیا نمبر ہے" ـــــ ٹیکسی ڈرائیور نے چونک کر پوچھا۔ اور کیپٹن شکیل نے نمبر بتا دیا۔

"اوہ۔ مرفی کی ٹیکسی کے بارے میں پوچھ رہے ہیں آپ۔ وہ تو ابھی الاسکا اسکوائر سے نکل رہی تھی۔ شاید وہاں کوئی پسنجر ڈراپ کر کے آیا تھا۔ لیکن وہ تو رات بارہ بجے آف ہو گا تب ہی مل سکے گا" ڈرائیور نے کہا

"اچھا۔ بارہ بجے کہاں مل سکے گا" ـــــ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"وہ ٹھیک بارہ بجے مین اسٹینڈ پر ٹیکسی آف کرنے آئے گا۔ آپ مین اسٹینڈ کے انچارج کو پیغام نوٹ کرا دیں وہ مرفی کو آگاہ کر دے گا" ـــــ ٹیکسی ڈرائیور نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ تم ہمیں فی الحال الاسکا اسکوائر چھوڑ دو۔ وہاں بھی ہم نے ایک ملاقات کرنی ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چونکہ کیپٹن شکیل ٹیکسی ڈرائیور سے بات کر رہا تھا۔ اس لئے صفدر اور تنویر خاموش کھڑے تھے۔

"آؤ" ـــــ کیپٹن شکیل نے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھتے ہوئے ان دونوں سے مڑ کر کہا اور وہ دونوں عقبی سیٹ

پر بیٹھ گئے۔ اور پھر تقریباً دس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ ایک عظیم الشان رہائشی پلازہ کے سامنے پہنچ گئے۔ ٹیکسی ڈرائیور ٹیکسی اس کے کھلے گیٹ سے اندر لے گیا۔ کیونکہ اس کی پارکنگ خاصی وسیع تھی اور اصل عمارت کافی دور جا کر شروع ہوتی تھی۔ اس لئے ٹیکسی ڈرائیور وہاں بنے ہوئے پورچ تک ٹیکسی لے گیا۔ ٹیکسی رکتے ہی میٹر دیکھ کر کیپٹن شکیل نے کرایہ ادا کیا اور وہ تینوں ہی ٹیکسی سے باہر آ گئے۔ سامنے ہی استقبالیہ کمرہ تھا۔ وہ تینوں آگے پیچھے چلتے ہوئے اس کمرے میں داخل ہو گئے۔

"جی فرمائیے" ـــــ وہاں موجود ایک خوب صورت سی لڑکی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"مادام راکلی سے ملنا ہے ہمیں" ـــــ اس بار تنویر نے بات کرتے ہوئے کہا۔

"مادام راکلی ابھی تھوڑی دیر پہلے تشریف لائی ہیں۔ میں انہیں اطلاع کرتی ہوں۔ کیا نام بتاؤں آپ کا" ـــــ لڑکی نے سامنے رکھے ہوئے انٹرکام کے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

"انہیں کہیں کہ گریٹ لینڈ سے اس کے دوست آئے ہیں وہ سمجھ جائے گی" ـــــ تنویر نے کہا۔ اور لڑکی نے سر ہلاتے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر دیئے۔

"یس" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی رسیور سے ایک مترنم سی آواز سنائی دی۔

"مادام۔ میں استقبالیہ سے بول رہی ہوں۔ گریٹ لینڈ سے آپ کے

تین دوست آئے ہیں۔ انہیں بھجوادوں آپ کے پاس" ___ استقبالیہ
لڑکی نے بڑے نرم لہجے میں پوچھا۔
"گریٹ لینڈ سے دوست اور یہاں۔ اچھا ٹھیک ہے بھجوادو"
مادام راکلی نے حیرت ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی
رابطہ ختم ہو گیا۔
"چوتھی منزل کے کونے والا کمرہ ہے۔ نمبر ایک سو پچیس"۔
لڑکی نے ریسیور رکھ کر کہا۔
"مادام کب سے رہ رہی ہیں یہاں" ___ صفدر نے پوچھا۔
"جی۔ زیادہ دن نہیں ہوئے۔ تین روز ہوئے ہوں گے"۔ ___ لڑکی
نے جواب دیا۔ اور وہ تینوں مڑ کر استقبالیہ سے باہر آ گئے۔ تھوڑی
دیر بعد لفٹ کے ذریعے وہ چوتھی منزل پر پہنچ گئے۔ کمرہ نمبر ایک
سو پچیس واقعی انتہائی کونے کا کمرہ تھا۔ وہ تینوں قدم بڑھاتے
اس کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ صفدر نے آگے
بڑھ کر دروازے پر دستک دی۔
"یس ___ کم ان" ___ اندر سے وہی مترنم آواز سنائی دی۔
اور صفدر نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا گیا۔ اور وہ
تینوں اندر داخل ہو گئے۔ کمرہ خاصا کشادہ اور بہترین انداز میں سجا ہوا
تھا۔ سامنے ہی کرسی پر ایک انتہائی خوب صورت سی لڑکی شوخ
رنگ کا لباس پہنے بیٹھی ہوئی تھی اس کے ہاتھ میں شراب کا جام تھا
اس کی تیز نظریں ان تینوں پر جمی ہوئی تھیں۔
"آپ تو مادام سالکی نہیں ہیں۔ سوری۔ ہم نے آپ کو ڈسٹرب

کیا" ___ صفدر نے اندر داخل ہوتے ہی چونک کر کہا۔ اس کے
لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ پشیمانی سی امڈ آئی تھی۔
"سالکی ___ تو آپ سالکی کو پوچھ رہے تھے" ___ مادام راکلی کا
ستا ہوا چہرہ صفدر کی بات سنتے ہی نارمل ہو گیا۔
"ہاں۔ وہ ہماری دوست ہیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ وہ الاسکا
اسکوائر میں رہتی ہیں۔ ہم نے نیچے کاؤنٹر گرل سے پوچھا تو اس
نے شاید غلط سمجھا یا پھر آپ کا نام ہی سالکی ہو گا۔ لیکن بہرحال آپ
ہماری وہ دوست نہیں ہیں" ___ صفدر نے معذرت بھرے لہجے
میں کہا۔
"میرا نام راکلی ہے۔ میں بھی کال سن کر حیران ہوئی تھی کہ گریٹ
لینڈ سے میرے کون سے دوست آ گئے ہیں۔ کیونکہ میں تو یہاں
دو تین روز پہلے ہی آئی ہوں۔ لڑکی نے سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ بہرحال
اب آپ آ گئے ہیں تو بیٹھیں۔ چلیئے اسی بہانے تعارف ہی ہو جائے
گا۔ بیٹھیں" ___ راکلی نے اخلاق بھرے لہجے میں کہا۔
"شکریہ۔ آپ جیسی خوب صورت خاتون کے ساتھ چند لمحے
گزارنا بھی ہمارے لئے باعث مسرت ہو گا۔ لیکن آپ بھی ایکریمین
تو نہیں ہیں" ___ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور راکلی کے
چہرے پر اپنی تعریف سے ہلکی سی مسرت کی لہر دوڑ گئی۔
"ہاں۔ میرا وطن برازیل ہے۔ لیکن میں طویل عرصے سے ناراک
میں ہوں۔ میں وہاں ایک بزنس فرم سے اٹیچ ہوں۔ اور اس بزنس
کے سلسلے میں یہاں آئی ہوئی ہوں۔ مجھے دراصل ہوٹلوں میں رہنے

سے وحشت ہوتی ہے۔ اس لئے میں نے یہ اپارٹمنٹ بک کرالی
خاصا آرام دہ اور پُرسکون ہے" ــــــ راکلی نے مسکراتے ہو
جواب دیا۔

"میرا نام آسکر ہے۔ اور یہ میرے ساتھی ہیں رابرٹ اور راف
ہم بھی بزنس لائن سے متعلق ہیں۔ اور اسی سلسلہ میں یہاں ایک پا
سے بات کرنے کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ ساکمی نیگرو ہے۔ لیک
وہ بہت اچھی لڑکی ہے۔ بہرحال آپ سے زیادہ اچھی تو نہیں ہو
صفدر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"شکریہ مسٹر آسکر۔ آپ لوگ کیا پینا پسند کریں گے" ــــــ
راکلی نے مسکرا کر کہا۔

"ارے نہیں۔ ہم ابھی بار سے نکل کر یہاں آئے ہیں۔ اس
کسی تکلف کی ضرورت نہیں ہے" ــــــ صفدر نے کہا۔

"آسکر۔ میرے خیال میں چلا جائے۔ ساکمی مل جاتی تو اس ایشیائی عدنا
سے بات چیت آسان رہتی۔ لیکن اب وہ نہیں ملی تو ہمیں براہِ راست
بات کر لینی چاہیئے" ــــــ کیپٹن شکیل نے صفدر سے مخاطب ہو
کر کہا۔

"کیا ــــــ آپ نے کس کا نام لیا ہے" ــــــ راکلی نے بُری
طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"کوئی ایشیائی ہے عدنان۔ ہماری فرم کو اطلاع ملی ہے کہ اس
کی سربراہی میں اقوام متحدہ کی طرف سے کوئی سائنسی مشن گرِ دوٹ
لینڈ جانا چاہتا ہے اور انہیں وہاں کے مخصوص حالات کی بنا پر

ص ساز و سامان چاہیئے۔ ان کے پاس بہت بڑا آرڈر ہے اور
س سلسلے میں یہاں کی ایک فرم ڈیلر سے بات چیت کر رہے ہے
ہماری فرم چاہتی ہے کہ یہ آرڈر ہمیں مل جائے۔ ساکمی ڈیلر میں
ام کرتی ہے۔ اور آپ سے کیا چھپانا۔ وہ یہاں ہماری فرم کے
معقول معاوضے پر کاروباری مخبری بھی کرتی ہے۔ اُسی کی اطلاع
یہاں آئے ہیں۔ اب ساکمی مل نہیں رہی۔ اس نے پتہ تو اسکا
ائر کا ہی دیا تھا" ــــــ صفدر نے جان بوجھ کر پوری تفصیلات
تے ہوئے کہا۔

تو آپ براہِ راست اس عدنان کا پتہ نہیں جانتے" ــــــ راکلی
کہا۔

اتنا تو معلوم ہے کہ وہ ہوٹل بلیو سٹار میں رہائش پذیر ہے۔
اگر ساکمی مل جاتی تو اس سے بات چیت میں آسانی رہتی۔
کہ ساکمی نے ہماری فرم کے کہنے پر ہمارے آنے سے پہلے
اس سے ابتدائی بات چیت کر لی ہے" ــــــ صفدر نے
ب دیا۔

لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی کہ اقوام متحدہ والوں نے
پس ماندہ علاقے کے آدمی کو اس قدر اہم سائنسی تحقیقی پروجیکٹ
براہ کیوں بنایا ہے۔ کیا انہیں کسی ترقی یافتہ علاقے کا سائنسدان
ملتا تھا" ــــــ راکلی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
ب آپ کو کیا بتائیں مس راکلی۔ یہ دنیا ساری ہی فراڈ پر تلی ہوئی
۔ ہماری فرم کے آدمی اقوام متحدہ کی سائنس کانگریس میں بھی

موجود ہے۔ ہماری فرم نے وہاں سے پتہ کرایا کہ آخر یہ آرڈر ہمیں
براہِ راست کیوں نہیں دیا گیا۔ کیونکہ ہم ان آدمیوں کو اس کی
معقول معاوضہ دیتے ہیں۔ لیکن وہاں سے پتہ چلا کہ ایسا کوئی پر
بنایا ہی نہیں گیا"۔۔۔۔ صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"ارے۔ لیکن ابھی آپ خود کہہ رہے تھے کہ سائنسی مشن گ
لینڈ جانا ہے"۔۔۔۔ راکلی صفدر کی بات سن کر نہ صرف بُری
چونک پڑی بلکہ انتہائی اشتیاق کی وجہ سے وہ قدرے آگے
بھی جھک آئی تھی۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک لہرانے لگی تھی
"ہمیں کیا ضرورت ہے ان چکروں میں پڑنے کی مادام۔ ہ
دلچسپی تو صرف بزنس سے ہے۔ ویسے اطلاع یہ ہے کہ یہ ال
عدنان دراصل وہ نہیں ہے جو اپنے آپ کو پوز کرتا ہے۔ س
نے ہی بتایا ہے کہ اس نے اتفاق سے اس کی اپنے کسی
سے گفتگو سن لی تھی اس کا وہ ساتھی اُسے عمران کے نام
رہا تھا اور ان کا تعلق شاید کسی سیکرٹ سروس سے ہے۔ ہ
ہم نے تو آم کھانے ہیں پیڑ گننے سے ہمارا کیا تعلق"۔۔۔۔
نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"اوہ۔ اگر واقعی اس کا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے
وہ بے حد محتاط قسم کا آدمی ہوگا۔ سائمی نے یہ گفتگو کیسے سن لی
مادام راکلی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔
"دراصل یہ گفتگو ڈیلرز میں ہی ہوئی تھی اور سائمی ایکس چینج
کرتی ہے"۔۔۔۔ صفدر نے فوراً ہی بات بناتے ہوئے

ونکہ اُسے معلوم تھا کہ راکلی بھی خاصی تیز طرار عورت ہے۔ وہ ان
کی طرف سے بھی مشکوک ہو سکتی تھی۔
"اوہ۔ آئی سی۔ پھر تو یہ اطلاع ٹھیک ہوگی"۔۔۔۔ راکلی نے
لاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر خود بخود اطمینان کے آثار ابھر
ئے تھے۔
"اچھا مادام راکلی۔ اب ہمیں اجازت دیجئے۔ آپ سے مل کر
ے حد مسرت ہوئی ہے۔ ہمیں شاید ابھی کچھ روز یہاں رہنا پڑے۔
آپ کمپنی کے لئے کوئی وقت ہمیں بھی دے سکیں تو یہ ہماری
ش قسمتی ہوگی۔ آج رات کسی اچھے سے ہوٹل میں ڈنر ہو جائے"
فدر نے کہا۔
"اوہ۔ دعوت کا شکریہ۔ آج رات تو میں مصروف ہوں۔ کل
ید ایسا ممکن ہو سکے۔ آپ کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں"۔ میں آپ
فون کر لوں گی"۔۔۔۔ راکلی نے کہا۔
"ہوٹل الفانزو میں"۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔
"او۔ کے۔ کل میں فون کر دوں گی۔ تھینک یو"۔۔۔۔ مادام راکلی
ے کہا۔ اور پھر وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔ صفدر نے اس سے باقاعدہ
تھ ملایا اور پھر دروازے کی طرف مڑ گیا۔ ظاہر ہے کیپٹن شکیل
ر تنویر کو بھی اس سے ہاتھ ملانا پڑا اور وہ دروازے سے باہر
گئے۔
"کیا بات ہوئی۔ ذرا اس کی گردن ناپنی تھی"۔۔۔۔ تنویر نے
ٹ کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔

"اتنے جذباتی مت بنا کرو۔ اس کے ساتھیوں کو بھی تو تلاش کرنا ہے۔ وہ اکیلی تو نہ آئی ہو گی" ـــ صفدر نے کہا۔ اور لفٹ میں سوار ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ استقبالیہ کمرے میں داخل ہو رہے تھے۔

"ہم نے آپ سے مادام سالمی کے بارے میں پوچھا تھا۔ آپ نے ہمیں مادام راکلی کے پاس بھجوا دیا۔ وہ بیچاری خواہ مخواہ پریشان ہوئیں۔ مادام سالمی سے ملوائیے" ـــ صفدر نے اندر داخل ہوتے ہی مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ویری سوری۔ لیکن مادام سالمی تو یہاں نہیں رہتیں" ـــ لڑکی نے قدرے پشیمان سے لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ بتایا تو شاید انہوں نے الاسکا اسکوائر ہی تھا۔ اس سے ملتا جلتا کوئی نام بھی ہے کسی رہائشی اسکوائر کا۔ ہو سکتا ہے اس طرح آپ کو سننے میں غلطی لگی ہے۔ اس طرح ہمیں بھی غلطی لگی" ـــ صفدر نے کہا۔

"ملتا جلتا ـــ ارے ہاں۔ گلاسکا اسکوائر بھی ہے لٹن روڈ پر" ـــ لڑکی نے ایک لمحے تک سوچنے کے بعد کہا۔

"پھر یہی ہو گا۔ اچھا۔ تھینک یو" ـــ صفدر نے کہا۔ اور مڑ کر باہر کی طرف مڑ گیا۔ اسکوائر کی حدود سے باہر آنے کے بعد ان کے قدم تیز ہو گئے۔ اور وہ اسکوائر کی شمالی سمت کی طرف چل پڑے۔ اس طرف ایک بائی روڈ تھی۔ جو گھوم کر اسکوائر کے عقب میں جاتی تھی۔ ابھی وہ اس گلی میں مڑے ہی تھے کہ یک لخت صفدر کی

جیب سے ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی۔ یہ آواز سنتے ہی وہ سب چونک پڑے۔ صفدر نے جلدی سے باکس کو جیب سے نکالا اور اس پہ لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ـــ مادام راکلی بول رہی ہوں" ـــ باکس میں سے مادام راکلی کی آواز سنائی دی۔

"یس میڈم" ـــ ایک اور ہلکی سی آواز باکس سے برآمد ہوئی۔ اور آواز سنتے ہی وہ پہچان گئے کہ یہ آواز اس کاؤنٹر گرل کی ہے۔

"جنہیں تم نے میرے پاس غلطی سے بھیجا تھا وہ واپس چلے گئے ہیں۔ تمہارے پاس آئے تھے دوبارہ" ـــ مادام راکلی نے پوچھا۔ اور صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔

"جی ہاں۔ ابھی گئے ہیں۔ آئی۔ ایم۔ سوری۔ مادام غلطی ہو گئی۔ ملتا جلتا سا نام تھا۔ انہوں نے واپس آ کر مجھ سے بات کی۔ اور پھر یہ بات واضح ہوئی مادام کہ ان سے بھی غلطی ہوئی تھی۔ وہ مادام سالمی گلاسکا اسکوائر میں رہتی ہے" ـــ کاؤنٹر گرل نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ لیکن آئندہ ذرا اچھی طرح پڑتال کر لیا کرو" ـــ مادام راکلی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی خاموشی سی چھا گئی۔ وہ تینوں اب گلی مڑ کر اسکوائر کی عقبی سمت میں آ چکے تھے۔

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک بار پھر مادام راکلی کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو ۔۔۔ راکلی بول رہی ہوں" ۔۔۔ راکلی کے لہجے میں
نمایاں تھا۔

"یس ۔۔۔ کرنل لارج۔ کیسے فون کیا" ۔۔۔ دوسری ط
سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"کرنل۔ میں نے معلوم کر لیا ہے۔ وہ عدنان دراصل علی ع
ہی ہے" ۔۔۔ راکلی کے لہجے میں جوش کچھ زیادہ ہی نمایا
گیا تھا۔

"اچھا۔ کیسے پتہ کیا" ۔۔۔ کرنل لارج کے لہجے میں حیرت
اور جواب میں راکلی نے صفدر وغیرہ کے غلط فہمی سے آ
پھر ان کے ساتھ ہونے والی تمام بات چیت پوری تفصیل س
سنا دی۔

"تم نے اچھی طرح چیک کر لیا تھا۔ ایسا نہ ہو کہ ہمیں جان
کر غلط راستے پہ ڈالا جا رہا ہو" ۔۔۔ کرنل لارج نے کہا۔

"ارے نہیں کرنل۔ میری آنکھیں دھوکہ نہیں کھا سکتیں۔
پھر انہیں ضرورت بھی کیا تھی ہمیں یہ بتانے کی کہ عدنان کو
ہے" ۔۔۔ راکلی نے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارے مخبر کی ا
درست ثابت ہوئی۔ اب اس کے ساتھیوں کو ٹریس کرنے والا
باقی رہ گیا" ۔۔۔ کرنل لارج نے کہا۔

"میرے خیال میں ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ اور ا
پکڑ کر اس پہ تشدد کر کے اس سے اس کے ساتھیوں کا پتہ ک

چاہئے۔ ویسے بھی ہیڈ کوارٹر نے ہمارے ذمے کام لگاتے وقت
سب سے زیادہ زور اس علی عمران کے خاتمے پہ ہی دیا تھا" ۔۔۔
راکلی نے کہا۔

"لیکن اس کے ساتھی بھی سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں۔ اس
لئے وہ بھی خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ اس لئے ان کا خاتمہ بھی اتنا
ہی ضروری ہے جتنا اس علی عمران کا۔ بہرحال تمہاری بات درست
ہے۔ جب یہ پتہ چل گیا کہ یہ عدنان نہیں ہمارا شکار عمران ہے۔
تو ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ اسے فوراً گولی سے اڑا دینا
چاہئے" ۔۔۔ کرنل لارج نے کہا۔

"جرمی اور میں دونوں ہی یہاں الاسکا اسکوائر میں اکٹھے آئے
تھے۔ میں نے یہاں آ کر ہوٹل بلیو سٹار فون کیا تھا لیکن وہ
عمران غائب تھا۔ اس لئے ہم نے سوچا تھا کہ رات کو دس بجے
سے پہلے پھر فون کر کے پوچھ لوں گی۔ اب تو معاملہ بے حد آسان
ہے۔ میں اُسے آسانی سے گولی مار سکتی ہوں" ۔۔۔ راکلی نے
کہا۔

"میں نے تو نگرانی کا بندوبست کر لیا تھا۔ اتفاق سے اس
عمران کی ایک سائیڈ اور ایک بالکل سامنے والا کمرہ خالی مل گیا
تھا۔ وہ میں نے بک کرا لئے ہیں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اسے
ہوٹل کے اندر گولی مارنے کی بجائے ہوٹل سے باہر اڑا دیا جائے۔
ہال سے ایسا آسانی سے بھی ہو سکتا ہے۔ اور پھر ہم وہاں اکٹھے
ہونے والے ہجوم میں شامل ہو کر اس بات کو بھی چیک کر سکتے

ہیں کہ اس کے ساتھی کون ہیں۔ کیونکہ اس کی موت کا سن کر لازماً
لوگ یہاں آئیں گے۔ ایسی خبریں تیزی سے پھیلتی ہیں" ۔۔۔ کرنل
لارج نے کہا۔

"یہ بھی ٹھیک ہے کرنل۔ اس صورت میں ہم آسانی سے کامیاب
ہو سکتے ہیں۔ اور اس کے ساتھیوں کے آس پاس ہونے کا خدشہ
بھی ختم ہو جائے گا۔ ہو سکتا ہے اس کے ساتھی اس کے ارد گرد
موجود رہتے ہوں" ۔۔۔ راکلی نے کہا۔

"او۔ کے۔ پھر ہمیں اس کے آنے سے پہلے ہوٹل پہنچ جانا چاہیے
تاکہ صحیح لوکیشن کا انتخاب کر سکیں" ۔۔۔ کرنل لارج نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن چونکہ وہ مجھے جانتا ہے۔ اس لئے میں
ہوٹل کے اندر بیٹھوں گی۔ جرمی اور آپ دونوں باہر رہیں گے۔ اگر
وہ آپ سے بچ کر اندر آگیا تو پھر میں اس کا شکار کھیلوں گی" ۔۔۔ راکلی
نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جرمی کو بھی یہ ساری سچویشن بتا دو۔ اور پھر آج
میں ایک گھنٹے بعد ہوٹل پہنچ جاؤں گا وہ مجھے باہر مل لے" ۔۔۔
دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او۔ کے" ۔۔۔ راکلی نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ایک بار
خاموشی چھا گئی۔

"زیرو ون خوب کام دے رہا ہے" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے
مسکراتے ہوئے کہا۔ چونکہ عقبی گلی میں کوئی آمد و رفت نہ تھی اس
لئے وہ اطمینان سے اسکوائر کی دیوار کے ساتھ پشت لگائے کھڑے

تھے۔ چند لمحوں بعد ایک ہلکی سی آواز سنائی دی۔

"ہوٹل سیون سٹار۔ پلیز" ۔۔۔

"روم نمبر تھرٹین تھرڈ فلور مسٹر جرمی سے بات کرائیں۔ میں
راکلی بول رہی ہوں" ۔۔۔ راکلی کی آواز ابھری۔

"یس مادام ۔۔۔ ہولڈ آن کریں" ۔۔۔ دوسری طرف سے
کہا گیا۔

"ہیلو راکلی۔ کیا بات ہے۔ اتنی جلدی پھر میری یاد آگئی۔ ابھی
دو گھنٹے سے زیادہ تو مصروف رہے ہیں" ۔۔۔ ایک نوجوان
کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ارے نہیں جرمی۔ ایک اور اہم ترین بات سامنے آئی ہے"
راکلی نے بھی ہنستے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے وہ ساری باتیں
دوہرا دیں جو اس نے کرنل لارج سے کی تھیں۔

"ویری گڈ راکلی۔ اب کام کا تو مزہ آئے گا۔ اس شک و شبہ
نے مجھے تو سخت بور کر دیا تھا۔ ویسے کیا ضرورت ہے ایک آدمی
کے لئے اتنا لمبا چوڑا کھڑاگ پھیلانے کی۔ ہم تینوں اس کے
کمرے میں داخل ہوں گے اور پھر سائیلنسر لگے ریوالور سے گولیاں
پلک جھپکنے میں اس کے جسم میں گھس جائیں گی۔ اس سے پہلے
کہ وہ سنبھل سکے۔ بعد میں اس کے ساتھیوں کو بھی تلاش کر لیا
جائے گا" ۔۔۔ جرمی کی آواز سنائی دی۔

"وہ کرنل کچھ ضرورت سے زیادہ ہی اس سے خوفزدہ رہتا ہے۔
اور اسے ہیڈ بھی بنا دیا گیا ہے۔ اس لئے مجبوری ہے" ۔۔۔ راکلی

نے کہا۔

"ارے وہ اب بوڑھا ہو گیا ہے راکلی۔ اور بوڑھے اسی طرح احتیاط پسند اور تذبذب کا شکار رہتے ہیں۔ تم ایسا کرو میرے پاس آجاؤ۔ میں کرنل کو بھی یہیں بلا لیتا ہوں۔ اس کے بعد یہاں سے فون کر کے معلوم کر لیں گے کہ عمران کس وقت اپنے کمرے میں پہنچا ہے پھر تینوں چلیں گے اور اس کا کانٹا نکال آئیں گے"۔۔۔ جرمی نے کہا۔ وہ واقعی جذباتی سا آدمی تھا۔

"وہ کرنل نہیں مانے گا"۔۔۔ راکلی نے کہا۔

"کیسے نہیں مانے گا۔ میں اُسے منوا لوں گا۔ تم آجاؤ۔ میں اُسے فون کرتا ہوں"۔۔۔ جرمی کی آواز سنائی دی۔

"اوکے۔ میں پہنچ رہی ہوں"۔۔۔ راکلی نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی خاموشی چھا گئی۔ صفدر نے باکس کا بٹن آف کیا اور اُسے واپس جیب میں ڈال لیا۔

"آؤ اب ہمیں ہوٹل سیون سٹار چلنا ہے۔ یہ تو بعد میں عمران کا شکار کھیلیں گے۔ ہم ان کا شکار پہلے کھیلنا چاہتے ہیں"۔۔۔ صفدر نے کہا۔ اور کیپٹن شکیل اور تنویر دونوں نے سر ہلا دیئے وہ واپس جانے کی بجائے آگے کی طرف بڑھتے گئے۔ کیونکہ گلی آگے جا کر پھر گھوم جاتی تھی۔ اس طرح وہ عقبی مین روڈ تک پہنچ سکتے تھے جہاں سے انہیں ٹیکسی آسانی سے مل سکتی تھی۔

عمران نے ٹیکسی ہوٹل بلیو سٹار سے کافی پہلے واقع ایک کمرشل پلازہ کے سامنے رکوائی اور پھر اتر کر اس نے کرایہ ادا کیا۔ اور تیزی سے پلازہ کی دس منزلہ عمارت میں داخل ہو گیا۔ گو اس نے جیرام کے گھر سے آنے کے بعد ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے ڈرائیور کو ہوٹل بلیو سٹار ہی کہا تھا۔ لیکن راستے میں اُسے ایک خیال آگیا تھا۔ اور اسی خیال کے تحت اس نے ٹیکسی کو اس پلازہ کے سامنے رکوا کر فارغ کر دیا تھا۔

کمرشل پلازہ کے چوڑے برآمدے میں داخل ہو کر وہ بائیں طرف کو مڑ گیا۔ برآمدے کے تقریباً اختتام سے سیڑھیاں اوپر کو جا رہی تھیں۔ عمران بیک وقت دو دو سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اوپر چڑھنے لگا۔ اس پلازہ کی نچلی منزل میں دکانیں تھیں۔ دوسری اور تیسری منزل دفاتر کے لئے مخصوص تھی۔ لیکن اوپر کی تمام منزلیں

رہائشی اپارٹمنٹس پر مشتمل تھیں۔ عمران سیڑھیاں چڑھتا ہوا پانچویں منزل پر پہنچ کر رکا اور اندر گیلری کی طرف بڑھتا گیا۔ وہ اگر چاہتا تو پلازہ کے اندر موجود لفٹ سے بھی اوپر جا سکتا تھا۔ لیکن اسے معلوم تھا کہ وہاں باقاعدہ رہائشی اپارٹمنٹس میں جانے کے لئے نہ صرف اجازت لینی پڑتی ہے بلکہ متعلقہ آدمی کو فون پر اطلاع دی جاتی ہے۔ لیکن یہ عقبی سیڑھیاں اس قسم کے تکلف سے پاک تھیں۔ اور ایسے لوگ جو کسی کی نظروں میں آئے بغیر اوپر جانا چاہتے تھے۔ وہ انہی سیڑھیوں کو ہی استعمال کرتے تھے۔ بہرحال یہ ایکریمیا تھا۔ جہاں دونوں طرح کے سسٹم بیک وقت چلتے تھے۔

عمران ایک دروازے کے سامنے جا کر رکا۔ اور اس نے ہاتھ اٹھا کر دروازے پر دستک دی۔

"کون ہے" ——— اندر سے بھاری مگر کرخت لہجے میں پوچھا گیا۔

"پرنس آف ڈھمپ فرام پاکیشیا" ——— عمران نے کہا۔

تو چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور دروازے پر ایک بڑی بڑی مونچھوں اور سخت چہرے والا آدمی کھڑا حیرت سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔

"کیا کہا تم نے" ——— اس آدمی نے عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے تمہاری یہ مونچھیں دیکھ کر ہمیشہ شاہی جلاد یاد آجاتے ہیں۔ اس لئے میں خوفزدہ ہو جاتا ہوں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— کیا تم واقعی پرنس ہو" ——— مونچھوں والے کے چہرے پر انتہائی حیرت کے آثار ابھر آئے تھے۔

"تمہیں تمہاری مونچھوں کی قسم" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس بار مونچھوں والا بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"اوہ۔ آؤ۔ اندر آجاؤ۔ لیکن تم یہاں کیسے پہنچ گئے۔ تمہاری ہماری گزشتہ ملاقات تو رانگٹن میں ہوئی تھی" ——— مونچھوں والے نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

"بس کل تم اچانک مجھے نظر آگئے۔ میں نے حفظ ماتقدم کے طور پر تمہارا تعاقب کیا۔ اور مجھے پتہ چل گیا کہ تم نے یہاں ڈیرہ ڈال رکھا ہے" ——— عمران نے اندر داخل ہو کر ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہوں۔ لازماً تم سیڑھیوں کے راستے آئے ہو گے۔ ورنہ وہ استقبالیہ سے فون ضرور آتا۔ چکر کیا ہے۔ تم اس ریاست میں کیسے آنکلے" ——— مونچھوں والے نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ ساتھ ہی اس نے میز پر رکھی ہوئی وہسکی کی آدھی خالی بوتل بھی اٹھا لی۔

"پہلے تم بتاؤ کہ تمہاری یہاں آمد کی کوئی خاص وجہ ہے" ——— عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ کوئی خاص وجہ نہیں ہے۔ یہ شہر نسبتاً قدرے پرسکون ہے۔ اس لئے جب بھی میں اپنے کاروبار سے تھک جاتا ہوں تو پندرہ دنوں کے لئے یہاں آجاتا ہوں۔ یہ اپارٹمنٹ میرا ذاتی

خرید کردہ ہے" ــــ مونچھوں والے نے وہسکی کا بڑا سا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"یہ اچھا ہوا کہ مجھے تم کل نظر آئے۔ اور آج تمہارے لئے ایک کام بھی نکل آیا۔ ورنہ مجھے تمہارے پیچھے وہاں رانگٹن جانا پڑتا اور تم ظاہر ہے وہاں نہ مل سکتے۔ اور مجھے موٹی سی رقم کسی اور کے حوالے کرنی پڑ جاتی" ــــ عمران نے کہا۔

"موٹی سی رقم۔ اوہ کوئی لمبا چکر معلوم ہوتا ہے پرنس۔ ویسے اگر تم وہاں جاتے تو مجھے اطلاع مل جاتی وہ رانکو تمہارے اور میرے تعلقات سے اچھی طرح واقف ہے۔ بہرحال بتاؤ کیا چکر ہے" ــــ مونچھوں والے نے اشتیاق آمیز نظروں سے پوچھا۔

"پہلے یہ بتاؤ جارج۔ کہ جنوبی بحر الکاہل میں جزیرہ بلیک پاگوس تم نے دیکھا ہوا ہے" ــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بلیک پاگوس ــــ ہاں دیکھا ہوا ہے۔ کیوں" ــــ جارج نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"تم بلیک پاگوس کا نام سن کر چونکے کیوں ہو۔ کیا کوئی خاص بات ہے" ــــ عمران نے کہا۔

"تم اپنی بات کرو پرنس۔ تم بلیک پاگوس سے کیا حاصل کرنا چاہتے ہو" ــــ جارج کا لہجہ بھی بے حد سنجیدہ ہو گیا۔

"میں نے وہاں سے کچھ حاصل نہیں کرنا۔ صرف معلومات چاہئیں اور بس" ــــ عمران نے کہا۔

"لیکن ابھی تو تم موٹی رقم کی بات کر رہے تھے" ــــ جارج نے

منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ جس قسم کی معلومات مجھے چاہئیں اگر تم نے مہیا کر دیں تو موٹی رقم بھی دی جا سکتی ہے" ــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"دیکھو پرنس۔ تمہارے اور میرے کاروباری تعلقات خاصے دیرینہ ہیں اور مجھے معلوم ہے کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہو۔ اور ہاتھ کے بھی کھلے ہو۔ اس لئے میں نے کبھی تم سے سودا بازی نہیں کی۔ تم معلومات کے بارے میں بھی اشارہ کر دو۔ اور رقم بھی خود ہی بتا دو۔ اگر مجھے معلوم ہو گا تو میں تمہیں بتا دوں گا۔ اور رقم لے لوں گا۔ یہ تو تم بھی اچھی طرح جانتے ہو۔ کہ جارج چاہے دنیا بھر سے فراڈ کیوں نہ کرے کم از کم تمہارے ساتھ نہیں کر سکتا" جارج نے کہا۔ اور عمران مسکرا دیا۔

"اس لئے تو تمہاری میری دوستی قائم ہے۔ ورنہ ایک بار غلط بیانی کے بعد نہ تم رہتے اور نہ تمہارا گروہ" ــــ عمران نے کہا۔ اور جارج ہنس پڑا۔

"مجھے معلوم ہے۔ بہرحال بتاؤ کیسی معلومات چاہئیں" ــــ جارج نے ہنستے ہوئے کہا۔

"دیکھو جارج۔ مجھے معلوم ہے کہ تم یہودی نہیں ہو۔ اور یہ بھی مجھے معلوم ہے کہ سمندروں کے ذریعے منشیات اور اسلحے کی سمگلنگ کے تم ایکریمیا کے کنگ کہلائے جا سکتے ہو۔ اور بلیک پاگوس بہرحال ایکریمیا اور جنوبی برازیل کے درمیان ہے۔ اس لئے لازماً تم سے بلیک پاگوس کی کوئی چیز چھپی ہوئی نہ ہو گی۔ یہ بھی مجھے معلوم ہے

کہ بلیک پاگوس خاصا بڑا جزیرہ بلکہ ایک لحاظ سے ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ لیکن جن کے بارے میں مجھے معلومات چاہئیں ان کا تعلق بھی سمندر سے ہے۔ اور وہ بھی سمندر کے کنگ کہلاتے ہیں۔ اس لئے اگر تم کسی مجبوری کی وجہ سے کچھ نہ بتا سکو تو مجھے کھل کر کہہ دینا میں واپس چلا جاؤں گا اور اس بات کو ہمیشہ کے لئے بھول جاؤں گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہونہہ۔ میرا خیال ہے۔ میں تمہاری بات کسی حد تک سمجھ گیا ہوں سمندروں کے کنگ سے تمہاری مراد شاید یہودیوں کی تنظیم واٹر پادر سے ہے"۔۔۔۔ جارج نے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری یہی ذہانت مجھے پسند ہے۔ تم عام مجرموں کی طرح صرف ناک کی سیدھ میں دیکھنے کے عادی نہیں ہو"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن بلیک پاگوس سے واٹر پادر کا کیا تعلق ہے۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ واٹر پادر براہِ راست ہمارے جیسے دھندوں میں ملوث نہیں ہے۔ ان کے مقاصد کچھ اور ہوں گے۔ البتہ وہ ضرورت پڑنے پر کسی بھی بڑے گروہ کو موٹی رقم دے کر ہائر کر لیتے ہیں اور کام ہو جانے کے بعد معاملہ ختم۔ البتہ ان کی دہشت سے سب واقف ہیں کیونکہ واقعی وہ بے حد باوسائل اور طاقتور تنظیم ہے"۔۔۔۔ جارج نے جواب دیا۔

"مجھے انتہائی مصدقہ اطلاع ملی ہے کہ واٹر پادر کا ہیڈ کوارٹر بلیک پاگوس میں ہے۔ میں اس ہیڈ کوارٹر کا اصل محل وقوع ٹریس کرنا

چاہتا ہوں۔ اگر تمہیں کوئی اشارہ معلوم ہو تو تم بتا دو۔ میں تمہیں پانچ ہزار ڈالر دے سکتا ہوں۔ میرے خیال میں یہ اشارے کے لئے اچھی موٹی رقم ہے۔ یا پھر دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ تم اس معاملے میں کوئی ٹپ دے دو"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یہ بات تو سن لو کہ مجھے قطعی یہ معلوم نہیں ہے کہ واٹر پادر کا ہیڈ کوارٹر بلیک پاگوس میں ہے۔ نہ ہی آج سے پہلے میں نے کسی سے ایسی بات سنی ہے۔ اس لئے مجھے تو سرے سے اس معاملے میں کچھ معلوم نہیں۔ البتہ میں تمہیں ایک ٹپ دے سکتا ہوں۔ اگر اس کے ذریعے تمہارا کام ہو سکے۔ بلیک پاگوس میں ایک سنکی سا بوڑھا ڈاکٹر ...ف رہتا ہے۔ اس کا وطن تو جرمنی ہے۔ لیکن یہ انتہائی طویل عرصے سے پاگوس میں رہائش پذیر ہے۔ کسی زمانے میں یہ پیشہ ور ڈاکٹر تھا۔ لیکن اب کوئی کام نہیں کرتا۔ میں نے اس کے متعلق یہ ضرور سنا ہوا ہے کہ اس کے تعلقات واٹر پادر کے اعلیٰ حکام سے ہیں۔ لیکن یہ بات بھی صرف سنی ہوئی ہے۔ میں کبھی اس سے ملا بھی نہیں ہوں۔ اس لئے حتمی طور پر کچھ نہیں بتا سکتا"۔۔۔۔ جارج واقعی انتہائی صاف گو قسم کا آدمی تھا۔

"گڈ شو جارج۔ واقعی تم صاف گو آدمی ہو۔ بہرحال میں چیک کر لوں گا۔ اب مجھے بتاؤ کہ بلیک پاگوس میں کوئی خاص اڈہ جو ہمارے ساتھ اس طرح تعاون کر سکے کہ واٹر پادر والوں کو اس کی خبر نہ ہو"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کہیں اور جانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ وہاں میرے گینگ

کا ایک اڈہ موجود ہے۔ اس کی انچارج البتہ ایک ایسی لڑکی ہے
جسے دیکھ کر تم جیسے پارسا کا بھی ذہن بدل سکتا ہے"۔۔۔ جارج نے
ہنستے ہوئے کہا۔
"تمہاری صرف ماتحت ہے یا۔۔۔۔۔"۔۔۔ عمران نے مسکراتے
ہوئے پوچھا۔
"ارے نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ میں کاروباری تعلقات
میں ایسی حرکات کا قائل ہی نہیں ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ میرا گینگ
اس وقت اس سارے علاقے میں ٹاپ پر جا رہا ہے۔ بہرحال
وہ لڑکی انتہائی تیز طرار اور انتہائی ذہین ہے۔ اسے مادام
جاشی کہا جاتا ہے۔ وہ خوب صورت ضرور ہے لیکن سنکی
ہے۔ ہو سکتا ہے اس کے کسی سے تعلقات وغیرہ ہوں ویسے
وہ سارے علاقے میں بھوکی شیرنی کہلاتی ہے۔ معمولی معمولی
کوتاہی پر اس قدر سفاکی سے سزا دیتی ہے کہ اچھے اچھے گینگ
کے آدمی اس کا نام سن کر لرزنے لگ جاتے ہیں۔ وہ تمہارے لیے
خاصی کارآمد ہو سکتی ہے"۔۔۔ جارج نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"یہودی تو نہیں ہے"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔
"نہیں۔۔۔ یہودی نہیں ہے۔ اس بات سے بے فکر رہو۔ اگر
تمہاری مدد پر آمادہ ہو گئی تو پھر سمجھ لو کہ وہ اپنی جان بھی دے دے گی۔
ایسی ہی لڑکی ہے"۔۔۔ جارج نے ہنستے ہوئے کہا۔
"کیا مطلب آمادہ ہونے کا۔۔۔۔۔ کیا وہ تمہاری ٹپ کو
ٹال جائے گی"۔۔۔ عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

"میں نے بتایا تو ہے کہ صرف کاروباری لحاظ سے وہ میری ماتحت
ہے۔ ورنہ بلیک پاگوس میں اس کا اپنا خاصا بڑا گروہ ہے۔ اور وہ
ہر قسم کے جرائم سے متعلق رہتی ہے"۔۔۔ جارج نے کہا۔
"مطلب ہوا کہ تمہارے ساتھ وہ کنٹریکٹ پر کام کرتی ہے"۔۔۔ عمران
نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"ہاں۔ یہ صحیح لفظ ہے۔ بہرحال مجھے یقین ہے کہ وہ لحاظ کرے گی۔
میں تمہیں سپیشل کارڈ دے دیتا ہوں۔ تم بلیک پاگوس جا کر اس سے
مل لینا۔ جاشی بار اس کا خاص اڈہ ہے۔ کارڈ اسے دے کر اس سے
بات کر لینا۔ اس کے بعد اگر تم سمجھو کہ وہ تم سے تعاون پر آمادہ ہے
تو کھل کر بات کر لینا ورنہ جیسے تمہاری مرضی"۔۔۔ جارج نے کہا اور
اٹھ کر وہ ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ الماری کھول کر اس نے اس
میں موجود ایک بریف کیس کھولا اور اس کے اندر سے ایک سفید رنگ
کا کارڈ نکالا۔ جس کے گرد سرخ رنگ کا باریک سا حاشیہ تھا۔ بریف
کیس اور الماری بند کر کے وہ مڑا۔ اور اس نے وہ کارڈ عمران کے ہاتھ
میں دے دیا۔ عمران نے الٹ پلٹ کر کارڈ کو دیکھا وہ بالکل صاف تھا
نہ اس پر کوئی تحریر تھی اور نہ اس پر کوئی تصویر وغیرہ بنی ہوئی تھی۔ عمران
نے اسے روشنی کی طرف کر کے دیکھنا شروع کر دیا۔ کہ شاید اس
کے اندر کوئی خصوصی واٹر مارک بنا ہوا ہو۔ لیکن ایسی بھی کوئی بات
نہیں تھی۔ جارج کرسی پر بیٹھا مسکرا رہا تھا۔
"یہ تو عقل سے بالکل ہی خالی لگتا ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"بس یہی اس کی خصوصیت ہے۔ یہ میرا خاص کارڈ ہے۔ ریس
کارڈ اسے جا کر دے دینا وہ سمجھ جائے گی کہ میں نے تمہاری
سفارش کی ہے" ۔۔۔ جارج نے کہا۔
"شکریہ۔ اب تم واقعی موٹی رقم کے حقدار بن گئے ہو" ۔۔۔
نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کارڈ کو کوٹ کی اندرونی جیب میں
کر اس نے جیب سے نوٹوں کی وہی گڈی نکالی جو اس نے پہلے
کو دی تھی اور اُسے جارج کی طرف اچھال دیا۔
"گڈ شو۔ ویسے اگر کوئی ایمرجنسی ضرورت پڑ جائے تو تم ایک
نمبر نوٹ کر لو۔ رانگٹن کا یہ نمبر ہے۔ تم نے صرف وائٹ کارڈ کا
دینا ہے۔ میں دنیا میں جہاں بھی ہوں گا میرا تم سے فوری رابطہ ہو
جائے گا" ۔۔۔ جارج نے نوٹوں کی گڈی جیب میں ڈالتے ہوئے
کہا۔ اور ساتھ ہی ایک نمبر بتا دیا۔
"ٹھیک ہے۔ مجھے یاد ہو گیا ہے۔ ارے ہاں اتنے نوٹوں کے
بدلے میں ایک فون کر سکتا ہوں" ۔۔۔ عمران نے جھک کر اِدھر
اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔
"دوسرے کمرے میں ہے۔ میں لے آتا ہوں" ۔۔۔ جارج نے
ہنستے ہوئے کہا۔ اور اٹھ کر ملحقہ کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں
وہ ٹیلی فون سیٹ اٹھائے واپس آیا۔ اور اُس نے اُسے عمران کے
سامنے رکھی ہوئی میز پر رکھ دیا اور خود واپس مڑ کر الماری سے
وہسکی کی سر بند بوتل نکالنے لگا۔
"تم نے پینا تو نہیں شروع کر دیا۔ اگر ایسا ہے تو ایک بوتل دوں یہاں

شراب کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے" ۔۔۔ جارج نے عمران کو نمبر گھماتے
دیکھ کر کہا۔
"ابھی میں بالغ نہیں ہوا۔ اس لئے ابھی پینے کا لائسنس مجھے نہیں
مل سکتا" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور جارج کے حلق سے نکلنے
والے قہقہے سے کمرہ گونج اٹھا۔
"یس ۔۔۔ ہوٹل الفانزو" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری
طرف سے آواز سنائی دی۔
"مسٹر آسکر سے بات کراؤ۔ کمرہ نمبر چودہ دوسری منزل" ۔۔۔
عمران نے کہا۔
"ہولڈ آن کریں" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں
کی خاموشی کے بعد اس آپریٹر کی آواز دوبارہ سنائی دی۔
"ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں" ۔۔۔ آپریٹر نے کہا۔
"ہاں" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔
"سر۔ مسٹر آسکر دوپہر سے گئے ہوئے ہیں اور ابھی تک واپس
نہیں لوٹے۔ ان کا کمرہ بند ہے" ۔۔۔ آپریٹر نے کہا۔
"او۔ کے۔ تھینک یو" ۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور ہاتھ بڑھا کر
ریسیور رکھ دیا۔
"او۔ کے جارج۔ اب مجھے اجازت دو۔ تم ابھی کتنے دن یہاں
رہو گے" ۔۔۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔
"کچھ کہہ نہیں سکتا پرنس۔ بس موڈ کی بات ہے۔ جس لمحے بھی
بوریت ہوئی چل پڑوں گا" ۔۔۔ جارج نے کہا اور عمران سر ہلاتا

ہوا دروازے سے باہر نکلا اور ایک بار پھر اس کا رخ اس طرف کو ہو
گیا۔ جدھر سے سیڑھیاں نیچے جاتی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ سیڑھیاں
اتر کر سٹرک پر پہنچ گیا۔ چونکہ وہاں سے ہوٹل بلیو سٹار نزدیک تھا
اس لئے وہ پیدل ہی ہوٹل کی طرف چل پڑا۔ چلتے وقت وہ صفدر
اور دوسرے ساتھیوں کے بارے میں سوچ رہا تھا جو یقیناً دو دن
سے ابھی تک اس ماکلی کو ڈھونڈتے پھر رہے ہوں گے۔ لیکن اب
عمران کے نقطہ نظر سے تلاش کی ضرورت نہ رہی تھی۔ کیونکہ اب
گمروٹ لینڈ تو جانا ہی نہ تھا۔ اس طرح چلتے چلتے وہ چونک پڑا۔
کیونکہ ہوٹل کے سامنے پولیس کی گاڑیاں ہی گاڑیاں نظر آ رہی تھیں
ایک ایمبولینس کار بھی موجود تھی۔ اور وہاں لوگوں کا خاصا بڑا ہجوم بھی
تھا۔ عمران کے ہونٹ بھینچ گئے۔ لیکن اب وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا
آگے بڑھتا گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ ہوٹل کے سامنے پہنچا تو
اس نے دیکھا کہ ہجوم کے درمیان ہوٹل کے سامنے والے برآمدے
میں ایک نوجوان اوندھے منہ مردہ پڑا ہوا تھا۔ اس کے پہلو میں
گولیاں لگی ہوئی تھیں۔ اور پولیس کے فوٹو گرافر لاش کے مختلف
زاویوں سے فوٹو بنانے میں مصروف تھے۔

"کیا ہوا" ——— عمران نے پاس کھڑے ایک آدمی سے کہا۔

"یہ شخص ایک ٹیکسی سے اترا ہی تھا کہ اچانک اس پر فائرنگ ہوئی
اور پھر یہ یہیں گر کر مر گیا۔ گولیاں مارنے والوں کا کوئی پتہ نہیں چلا۔
بے چارہ ایشیائی بجانے کہاں سے آیا تھا" ——— اس آدمی نے
بڑے ہمدردانہ لہجے میں کہا اور عمران ایشیائی کا لفظ سن کر بُری

طرح چونک پڑا۔ اسی لمحے دو سپاہیوں نے مل کر اس نوجوان کو سیدھا کر
دیا تاکہ سامنے سے اس کا فوٹو بنایا جا سکے اور عمران کے ذہن میں ایک
جھماکا سا ہوا۔ نوجوان واقعی ایشیائی تھا اور عمران نے محسوس کیا تھا کہ
لاش کا چہرہ قدرے عمران سے ملتا جلتا سا تھا۔ گو غور سے دیکھنے
پر خاصا فرق بھی نظر آتا تھا۔ لیکن پہلی نظر میں وہ اس سے مشابہہ ضرور
تھا۔ پھر اس کا قد و قامت اور جسم بھی عمران جیسا تھا۔ عمران پیچھے ہٹا۔
اور پھر ہجوم میں سے گزر کر وہ ہوٹل کے اندرونی دروازے کی طرف
بڑھنے لگا۔ ہال اس وقت تقریباً خالی پڑا ہوا تھا۔ اور ابھی پولیس کی
خاصی نفری موجود تھی جو کاؤنٹر کے قریب کھڑی مختلف لوگوں سے
پوچھ گچھ میں مصروف تھی۔

"اوہ۔ آپ بھی ایشیائی ہیں جناب" ——— ایک پولیس انسپکٹر
نے عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اس میں میرا کیا قصور ہو سکتا ہے جناب انسپکٹر صاحب۔
اللہ تعالیٰ چاہتا تو آپ کو بھی ایشیا میں پیدا کر سکتا تھا" ——— عمران
نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ نوجوان کی اپنے ساتھ مشابہت
کا خیال آنے کے بعد اس کا موڈ خاصا آف سا ہو گیا تھا۔

"میرا یہ مقصد نہ تھا جناب۔ دراصل مقتول بھی ایشیائی ہے۔
اس لئے میں نے سوچا کہ شاید وہ آپ کا ساتھی ہو" ——— انسپکٹر
نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ میں یہاں اکیلا رہ رہا ہوں" ——— عمران نے جواب
دیا اور اپنا کمرہ نمبر بتا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ جا سکتے ہیں۔ اگر ضرورت پڑی تو ہم آپ کو
دوبارہ تکلیف دیں گے" ـــــ انسپکٹر نے جواب دیا۔ اور عمران
بغیر کوئی جواب دیئے سر ہلاتا ہوا لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس
کی ذہنی کیفیت کچھ اس قسم کی ہو گئی تھی کہ اس کا دل بھی بات کرنے
کو نہ چاہ رہا تھا۔ کمرے میں پہنچ کر اس نے ابھی اپنا کوٹ اتارا ہی تھا
کہ دروازے پر دستک ہوئی اور عمران چونک پڑا۔

"کون ہے" ـــــ عمران نے دروازے کے قریب جا کر پوچھا۔

"آسکر" ـــــ دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی
دی۔ عمران دروازہ کھولنے کی بجائے تیزی سے واپس مڑا اور اس نے
الماری کے نیچے موجود ڈکٹ فون اتار کر اُسے آف کیا اور پھر
جا کر چٹخنی گرا دی۔

"آپ کے شبے میں وہ آدمی مارا گیا ہے" ـــــ آسکر کے میک اپ میں
صفدر نے اندر داخل ہوتے ہی سنجیدہ لہجے میں کہا اور عمران چونک پڑا۔

"اوہ۔ کیا واقعی۔ مجھے بھی یہی خیال آیا تو تھا مگر میں تو اُسے صرف
خیال ہی سمجھ رہا تھا" ـــــ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"صرف خیال نہیں بلکہ حقیقت بھی ہے" ـــــ صفدر نے
جواب دیا۔ اور پھر اس نے راکلی کی تلاش سے لے کر اس کے
اپارٹمنٹ میں جانے اور وہاں زیرو ون فکس کر کے اس کی جرمی
اور کرنل لارج سے ہونے والی تمام گفتگو کی تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ کرنل لارج۔ وہ ایکریمین ایجنٹ۔ تو وہ ہے اس گروپ
کی بیک پر۔ میں جانتا ہوں اُسے۔ خاصا معروف ایجنٹ ہے"

عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"الاسکا اسکوائر سے ہم نے ٹیکسی لی اور سیدھے اس ہوٹل میں گئے۔
جہاں وہ سرخ بالوں والے جرمی کا کمرہ ہے۔ لیکن وہاں جا کر معلوم ہوا
کہ جرمی ہم سے کچھ دیر پہلے چلا گیا ہے۔ ہمارا خیال تو یہی تھا کہ وہ
تینوں جرمی کے کمرے میں اکٹھے ہوں گے۔ اور ہم ان پر ہاتھ ڈال
دیں گے۔ لیکن شاید جرمی نے جب اس کرنل لارج کو فون کیا ہو گا تو
کرنل لارج نے اُسے اپنے پاس بلا لیا ہو گا۔ ہم وہاں کافی دیر تک
راکلی کا انتظار کرتے رہے۔ کیونکہ جرمی نے اُسے اپنے پاس آنے کا
کہا تھا۔ اور اب ہمارا خیال تھا کہ ہم راکلی کا تعاقب کرتے ہوئے
ان دونوں تک پہنچ جائیں گے۔ لیکن جب کافی دیر گزر گئی اور راکلی
نہ آئی تو میں نے کاؤنٹر سے الاسکا اسکوائر فون کر کے راکلی کا پتہ کیا۔
وہاں سے معلوم ہوا کہ راکلی تقریباً پون گھنٹہ پہلے وہاں سے جا چکی ہے۔
اس کا یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ جرمی نے کرنل لارج سے بات کرنے
کے بعد دوبارہ راکلی سے بات کی ہو گی۔ اور اُسے بھی وہیں اس
کرنل لارج کے پاس جانے کا کہا ہو گا۔ اب ہمارے پاس ایک
ہی صورت رہ گئی تھی کہ ہم یہاں آپ کے ہوٹل میں آ کر آپ کو چیک
کریں۔ لیکن ابھی ہماری ٹیکسی ہوٹل سے کچھ دور ہی تھی کہ یہاں سے
فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں۔ اور لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ اور
شور و غل ہوا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی وہیں پیچھے ہی روک دی۔ اور
ہم اس سے اتر کر پیدل چلتے ہوئے جب یہاں پہنچے تو یہاں یہ نوجوان
ہلاک ہو چکا تھا۔ چونکہ یہ ایشیائی بھی تھا اور پہلی نظر میں اس کی

شکل قدرے آپ سے ملتی جلتی سی نظر آتی تھی ۔ اس لئے ہم سمجھ گئے کہ اسے آپ کے شبہے میں جرمی اور کرنل لارج نے ہلاک کر دیا ہو گا۔ ہم نے وہاں راکلی یا کوئی سرخ بالوں والے نوجوان کی تلاش شروع کر دی ۔ لیکن وہاں کوئی بھی نہ تھا ۔ وہ شاید گولی مار کر فوراً وہاں سے چلے گئے تھے ۔ آپ کا کمرہ بھی بند تھا ۔ چنانچہ میں نے تنویر کو تو اس جرمی کو چیک کرنے اس کے ہوٹل بھیج دیا ۔ اور کیپٹن شکیل کو الاسکا اسکوائر۔ تاکہ ان دونوں کے متعلق معلوم ہو سکے اور خود میں یہاں رہا تاکہ آپ کو ان سارے واقعات کی اطلاع دے سکوں "۔۔۔ صفدر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ تو اس کا مطلب ہے کہ داٹریا در کو میری یہاں موجودگی کی اطلاع مل گئی ۔ اور اس نے ایک بار پھر میرے خاتمے کے لئے مختلف ملکوں کے سیکرٹ ایجنٹوں پر مشتمل ٹیم بنا کر بھیجی ہے ۔ جس کا ہیڈ اس کرنل لارج کو بنایا گیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" لیکن آپ کہاں چلے گئے تھے ۔ کیا اسی ہوٹل میں بیٹھے رہے تھے"۔۔۔۔ صفدر نے پوچھا۔

"نہیں ۔ اس اخبار کی خبر نے ہمیں دراصل ایک بہت بڑے المیے سے بچا لیا ہے ۔ وہاں ہوٹل میں کیپٹن شکیل نے جب ڈاجنگ ٹرانسمیٹر کی بات کی تو میں نے بھی سوچا کہ واقعی اس بات کو کنفرم تو کر لیا جائے ۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ ڈیلر والے اگر ٹرانسمیٹر بزنس میں شہرت رکھتے ہیں تو ان کے پاس ضرور ایسی مشینری بھی

ہو گی ۔ اور ماہرین بھی ۔ چنانچہ میں نے ایک ماہر کا پتہ چلایا ۔ یہ ایک بوڑھا یہودی ہے ۔ میں اس کے گھر گیا ۔ تو وہاں یہ حیرت انگیز بات سامنے آئی کہ وہ بوڑھا یہودی جس کا نام جیرم ہے ٹرانسمیٹر لائن میں بے پناہ مہارت رکھتا ہے ۔ اور اسی نے داٹریا در کا ٹرانسمیٹر سسٹم سیٹ کیا ۔ بوڑھے نے چونکہ مقدس عہد لیا ہوا تھا ۔ اس لئے مجھے اس سے اشارے اگلوانے کے لئے لمبی چوڑی گفتگو کرنی پڑی ۔ بہرحال میری محنت کا نتیجہ نکل آیا اور یہ معلوم ہو گیا کہ واقعی ہمیں ڈاج دیا گیا تھا ۔ داٹریا در کا اصل ہیڈ کوارٹر جنوبی بحر اوقیانوس کے ایک بڑے جزیرے بلیک یاگوس میں ہے ۔ گرووٹ لینڈ میں نہیں ہے ۔ اس کے بعد میں یہاں واپس آیا تو یہ واردات سامنے آئی"۔۔۔ عمران نے کہا۔

" اوہ ۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر اس جیرم سے بات چیت نہ ہوتی تو ہم خواہ مخواہ گرووٹ لینڈ میں ذلیل و خوار ہوتے پھرتے"۔۔۔ صفدر نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

"نہ صرف ذلیل و خوار ہوتے پھرتے بلکہ وہاں سے شاید ہی زندہ بچ کر آنا ہوتا ۔ صفدر تم اندازہ نہیں کر سکتے کہ وہاں کس قدر سردی ہوتی ہے ۔ یہ مخصوص ساز و سامان بھی بس وہاں کے نارمل موسم میں ہی کام دیتا ہے ۔ ورنہ وہاں اکثر انتہائی خوف ناک برفانی طوفان بھی آتے رہتے ہیں ۔ اور یہ اس قدر شدید اور خوفناک ہوتے ہیں کہ اکثر یہ ساز و سامان بھی اس کے مقابلے میں بے کار ہو جاتے ہیں اور پھر سوائے موت کے اور کوئی چیز انسان کو اس

خوف ناک طوفان سے چھٹکارا نہیں دلا سکتی۔ اگر آدمی مرنے سے بچ
جائے تو بہرحال ہمیشہ ہمیشہ کے لئے معذور ضرور ہو جاتا ہے اس
لئے تو میں نے ایکسٹو کو کال کر کے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ وہ
تم تینوں کے علاوہ باقی سب کو واپس بلا لے۔ کیونکہ اول تو
وہاں اس قدر زیادہ افراد کی ضرورت بھی نہ تھی۔ اور اگر وہاں حالات
خراب ہو جائیں تو کم از کم ساری پاکیشیا سیکرٹ سروس کا تو بیک
وقت خاتمہ نہ ہو جائے "۔۔۔ عمران نے کہا اور صفدر نے سر
ہلا دیا۔

" لیکن عمران صاحب ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ جب
واٹر پاور والوں کو معلوم ہے کہ ان کا ہیڈ کوارٹر گرڈٹ لینڈ میں
نہیں ہے۔ اور ہم گرڈٹ لینڈ جا رہے ہیں تو پھر انہیں ہمارے
خاتمے کے لئے ٹیم بھیجنے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ تو الٹا کوشش
کرتے کہ ہم گرڈٹ لینڈ چلے جائیں۔ ظاہر ہے وہاں سے ہمیں
اول تو بے نیل و مرام لوٹنا پڑتا۔ اور واپسی کا بھی صرف دس فیصد
چانس ہوتا۔ اس طرح ان کا مقصد خود بخود حل ہو جاتا "۔۔۔ صفدر
نے کہا۔

" تمہاری بات درست ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے۔ وہ
اس بات کو بھی برداشت نہ کر رہے ہیں کہ گرڈٹ لینڈ جا کر یہ
پتہ چلا لیں کہ وہاں واٹر پاور کا ہیڈ کوارٹر نہیں ہے۔ ظاہر ہے یہ
ڈاجنگ سسٹم لگا کر انہوں نے پوری دنیا کی تنظیموں کو ڈاج دے
رکھا ہوگا۔ اس طرح ان کا یہ ڈرامہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتا۔ اس کو

بچانے کے لئے وہ ہمیں مارنے کے درپے ہو رہے ہیں "۔۔۔ عمران
نے توجیہہ پیش کرتے ہوئے کہا۔ اور صفدر نے اثبات میں سر
ہلا دیا۔ کیونکہ عمران کی یہ توجیہہ کسی حد تک دل کو لگتی تھی۔

" تو اب کیا پروگرام ہے "۔۔۔ صفدر نے پوچھا۔

" ظاہر ہے اب ہم نے بلیک پاگوس جانا ہے۔ وہاں کے
لئے ایک ٹپ حاصل کر لی ہے "۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

" تو پھر اس راکلی اور اس کے ساتھیوں کا کیا ہوگا "۔۔۔ صفدر نے
چونک کر پوچھا۔

" اپنی طرف سے تو وہ عمران کا خاتمہ کر چکے ہیں۔ لیکن یہ بات زیادہ دیر
چھپی نہیں رہے گی۔ کل صبح کے اخبارات میں اس مرنے والے کے اصل
کوائف سامنے آ جائیں گے۔ تب انہیں پتہ چل جائے گا کہ انہوں نے غلط
آدمی کو ختم کر دیا ہے اس کے بعد وہ پھر میرے پیچھے دوڑیں گے لیکن میں
یہاں رک کر مزید وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ ہمارا مشن اس تنظیم کے
ہیڈ کوارٹر کا خاتمہ ہے ان ایجنٹوں کے پیچھے بھاگنے سے سوائے وقت
ضائع ہونے کے اور کچھ نہ ہوگا۔ اور اس لئے تم تنویر اور شکیل دونوں کو واپس
بلاؤ اور اپنے کمرے سے ضروری سامان اور کاغذات لے کر فوراً ایئرپورٹ پہنچ
جاؤ میں یہیں سے سیدھا وہاں چلا جاتا ہوں یہاں جہاز آسانی سے چارٹرڈ کرائے
جا سکتے ہیں اس لئے ہم چارٹرڈ جہاز کے ذریعے سیدھے ناداک جائیں گے اور
پھر وہاں سے بلیک پاگوس کے لئے نئے سرے سے کاغذات تیار
کر کے اور نئے میک اپ میں بلیک پاگوس پہنچیں گے۔ تاکہ جلد
از جلد اس مشن کو شروع کیا جا سکے "۔۔۔ عمران نے فیصلہ کن

لہجے میں کہا۔ اور صفدر بھی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ کیونکہ عمران
کی بات درست تھی۔ یہاں رہ کر سوائے وقت کے ضیاع کے
کچھ حاصل نہ ہونا تھا۔ وہ دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"یہ تو بڑا آسان شکار ثابت ہوا ہے۔ دو گولیوں میں ہی
ڈھیر ہو گیا" ۔۔۔۔ کمرے میں بیٹھے ہوئے جرمی نے منہ بناتے ہوئے
کہا۔

"یہ دنیا کا خطرناک ترین ایجنٹ ہے۔ جرمی۔ یا تو یہ اس لئے مارا
گیا ہے کہ اس پہ بے خبری میں فائر ہوئے ہیں یا پھر یہ وہ نہیں
ہو سکتا" ۔۔۔۔ سامنے بیٹھے ہوئے کرنل لارج نے منہ بناتے ہوئے
کہا۔

"اس لئے تو میں کہہ رہی تھی کہ ہم تینوں چلتے ہیں تاکہ پوری طرح
تسلی ہو جائے۔ لیکن جرمی نے ضد کی کہ وہ اکیلا جا کر اس کا خاتمہ

کر دے گا" ۔۔۔۔ ایک طرف بیٹھی راکلی نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو راکلی۔ وہ اصل ہی تھا۔ جرمی کبھی غلط شکار پہ ہاتھ
نہیں ڈالا کرتا۔ اور یہ کم از کم میرے لئے توہین آمیز بات تھی کہ
ایک آدمی کو بے خبری میں مارنے کے لئے تین آدمی جائیں۔ میں
نے تو اکیلے گروہ کے گروہ شکار کئے ہیں" ۔۔۔۔ جرمی نے سر ہلاتے
ہوئے کہا۔

"میں بھی جرمی کی ضد کے سامنے اس لئے خاموش ہو گیا تھا۔ کہ
اس طرح ہم تینوں تو نظروں میں نہ آ سکتے تھے۔ اگر جرمی نے کوئی غلطی
کی بھی ہے تو وہ جرمی کو ہی تلاش کرتے پھریں گے۔ ان کا خیال
راکلی کی طرف بھی نہیں جا سکتا اور میں بھی سامنے نہ آیا ہوں۔ اس
لئے جرمی کو ہم انڈر گراؤنڈ کر کے خود اس کے پیچھے لگ سکتے ہیں" ۔۔۔۔
کرنل لارج نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کو خواہ مخواہ وہم ہو گیا ہے باس۔ اس کا حلیہ وہی تھا جو
مجھے بتایا گیا ہے۔ وہ ٹیکسی سے اترا تو میں نے اسے بخوبی پہچان لیا
تھا" ۔۔۔۔ جرمی نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ کیوں نہ ہم چیک کر لیں۔ اس کے ہوٹل فون کر کے پوچھ
لیتے ہیں۔ پتہ چل جائے گا" ۔۔۔۔ اچانک راکلی نے کہا اور کرنل
لارج بھی چونک پڑا۔

"ارے ہاں۔ تمہیں تو اس کے کمرہ نمبر کا بھی علم ہے۔ ٹھیک ہے۔
فون کر لو۔ ابھی یہ بات طے ہو جائے گی" ۔۔۔۔ کرنل لارج نے کہا۔
اور جرمی نے اس طرح منہ بنا لیا جیسے اس کی بات پہ ان لوگوں کو

یقین نہ آنے سے اس کی توہین ہو رہی ہو۔ راکلی نے سامنے موجود ٹیلی فون کا ریسیور اٹھایا اور پھر پہلے اس نے انکوائری سے ہوٹل بلیو سٹار کے نمبر پوچھے اور پھر وہ نمبر ڈائل کر دیئے۔

"یس ــــ ہوٹل بلیو سٹار" ــــ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"مسٹر عدنان سے بات کرائیں۔ وہ چوتھی منزل کے کمرہ نمبر ایک سو دس میں رہتے ہیں" ــــ راکلی نے کہا۔

"آپ کا نام" ــــ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"مادام راکلی" ــــ راکلی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔ ہولڈ آن کریں" ــــ دوسری طرف سے بولنے والے آپریٹر نے کہا۔ اور راکلی خاموش ہو گئی۔ کرنل لارج کے ہونٹ بھنچ گئے تھے۔ جب کہ جرمی اب چونک کر سیدھا ہو گیا تھا اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ کیونکہ آپریٹر سے راکلی کی ہونے والی گفتگو سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ عمران ہلاک نہیں ہوا۔ ورنہ تو آپریٹر لازماً یہی جواب دیتا کہ وہ تو قتل ہو چکے ہیں۔

"ہیلو" ــــ چند لمحوں بعد اُسی آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"یس" ــــ راکلی نے چونک کر پوچھا۔

"مادام۔ آپ کے فون کرنے سے چند لمحے پہلے وہ ہوٹل چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ میں نے کمرے میں کال کی۔ لیکن جب وہاں سے کسی نے فون اٹنڈ نہیں کیا تو میں نے کاؤنٹر سے بات کی۔ وہاں

سے معلوم ہوا کہ وہ ابھی چند منٹ پہلے کمرہ چھوڑ کر چلے گئے ہیں" ــــ آپریٹر نے کہا۔

"اوہ۔ کاؤنٹر والوں سے میری بات کراؤ۔ ہو سکتا ہے انہیں اس کی آئندہ منزل کا کچھ پتہ ہو۔ مجھے اس سے انتہائی ضروری کام ہے" ــــ راکلی نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس مادام" ــــ آپریٹر نے کہا۔ اور چند لمحوں بعد ریسیور پر ایک لڑکی کی آواز ابھری۔

"یس ریسپشنسٹ ڈیسک" ــــ بولنے والی کا لہجہ کاروباری تھا۔

"دیکھئے۔ میں مسٹر عدنان کی دوست بول رہی ہوں۔ مجھے ان سے انتہائی ضروری کام تھا۔ لیکن آپریٹر نے بتایا ہے کہ وہ میرے فون کرنے سے چند منٹ پہلے کمرہ چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ کیا آپ بتا سکتی ہیں کہ وہ کہاں گئے ہیں۔ پلیز۔ یہ بے حد ضروری ہے" ــــ راکلی نے کہا۔

"مس۔ وہ کچھ بتا کر تو نہیں گئے۔ البتہ انہوں نے ہوٹل کار ضرور انگیج کی ہے۔ آپ ایک لمحہ توقف کریں میں کار ہائرنگ سیکشن سے معلوم کر کے آپ کو بتاتی ہوں۔ وہاں انہوں نے لازماً اپنی آئندہ منزل بتائی ہوگی" ــــ کاؤنٹر گرل نے کہا۔

"تھینک یو" ــــ راکلی نے کہا۔ اور پھر چند لمحے مزید خاموشی میں گزرنے کے بعد ایک بار پھر کاؤنٹر گرل کی آواز ریسیور پر سنائی دی۔

"ہیلو ۔۔۔ کیا آپ لائن پر ہیں مس"۔ ۔۔۔ کاؤنٹر گرل نے کہا۔

"ہاں۔ کچھ پتہ چلا"۔ ۔۔۔ راکلی نے کہا۔

"اتنا معلوم ہوا ہے مس کہ انہوں نے ٹیکسی والوں سے پوچھا کہ یہاں چارٹرڈ جہازوں کے لئے علیحدہ ایئر پورٹ ہے یا جنرل ایئر پورٹ سے ہی وہ چلتے ہیں۔ اس پر انہیں بتایا گیا کہ یہاں دو کمپنیاں ہیں جو جہاز چارٹرڈ کرنے کا بزنس کرتی ہیں۔ اور ان کے علیحدہ علیحدہ ایئر پورٹ ہیں اس پر انہوں نے کہا کہ کسی بھی کمپنی کے ایئر پورٹ تک انہیں پہنچا دیا جائے۔ اور کار انہیں لے کر گئی ہوئی ہے اور ابھی تک واپس نہیں آئی اب ٹیکسی ڈرائیور انہیں کس کمپنی کے ایئر پورٹ پر لے گیا ہے اس کی واپسی پر ہی پتہ چل سکتا ہے"۔ ۔۔۔ کاؤنٹر گرل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"آپ کو ان کمپنیوں کے نام اور فون نمبر معلوم ہیں"۔ ۔۔۔ راکلی نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ ایک کمپنی کا نام سینٹ لاس ایئر کمپنی ہے اور دوسری کا نام جیفر ایئر کمپنی ہے"۔ ۔۔۔ کاؤنٹر گرل نے دونوں کمپنیوں کے نام بتلائے اور ساتھ ہی ان دونوں کے فون نمبر بھی بتا دیئے۔

"بہت بہت شکریہ۔ ارے ہاں۔ ابھی ایک صاحب بتا رہے تھے کہ آپ کے ہوٹل کے سامنے کوئی قتل ہوا ہے۔ کیا واقعی"۔ راکلی نے اس طرح کہا کہ جیسے اچانک اسے یہ بات یاد آگئی ہو۔

"اطلاع درست ہے مس۔ ایک ایشیائی نوجوان قتل ہوا ہے۔ ابھی یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ کون تھا۔ لیکن پولیس ظاہر ہے معلوم کر لے گی"۔ ۔۔۔ کاؤنٹر گرل نے کہا۔

"او۔ کے۔ ایک بار پھر شکریہ"۔ ۔۔۔ راکلی نے کہا اور ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ جرمی کا چہرہ بُری طرح بجھ گیا تھا۔

"دیکھا تم نے جرمی۔ جسے تم مار کر آئے ہو۔ وہ کوئی اور ایشیائی تھا"۔ ۔۔۔ راکلی نے رسیور رکھ کر منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ لیکن وہ تھا تو بالکل اس جیسا۔ بہر حال اچھا ہوا تصدیق ہو گئی۔ لیکن اس عمران کے اس طرح اچانک جانے کا تو یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ وہ اب یہاں سے فرار ہو رہا ہے"۔ ۔۔۔ جرمی نے دانتوں سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اسی بات پر میں حیران ہو رہا ہوں۔ اس نے تو گریٹ لینڈ جانا تھا۔ اور ابھی اس کا سامان تیار ہونے میں ایک ہفتہ باقی ہے۔ بہر حال اب ہمیں فوری حرکت میں آجانا چاہیئے۔ اگر اس بار وہ نکل گیا تو پھر اس کا ہاتھ آنا مشکل ہے"۔ ۔۔۔ کرنل لارج نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے ٹیلی فون اپنی طرف کھسکا کر اس کا رسیور اٹھا لیا۔

"کیا نمبر بتایا تھا اس کاؤنٹر گرل نے کمپنی کا"۔ ۔۔۔ کرنل لارج نے پوچھا۔ اور راکلی نے دونوں نمبر دوہرا دیئے۔ کرنل لارج نے ایک نمبر ڈائل کر دیا۔

"یس ۔۔۔ جیفر ایئر کمپنی"۔ ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"میرے ایک ایشیائی دوست کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ

ابھی ہوٹل بلیو سٹار سے آپ کی کمپنی میں آئے ہیں ۔ تاکہ جہاز
چارٹرڈ کرائیں ۔ کیا وہ پہنچ گئے ہیں " ـــــ کرنل لارج نے کہا ۔
" اوہ نہیں جناب ۔ یہاں تو گذشتہ دو گھنٹوں سے کوئی جہاز
چارٹرڈ نہیں کرایا گیا ۔ اور نہ کوئی صاحب آئے ہیں " ـــــ دوسری
طرف سے جواب دیا گیا ۔ اور کرنل لارج نے تھینک یو کہہ کر رسیور
رکھ دیا ۔

" اب یہ بات تو طے ہو گئی کہ عمران سینٹ لاسس ایئر کمپنی گیا
ہوگا ۔ اس لئے ہمیں یہاں سے سیدھے وہیں جانا چاہئے ۔ ایسا
نہ ہو کہ ہم انکوائریاں کرتے رہیں اور وہ نکل جائے " ـــــ کرنل لارج
نے اٹھتے ہوئے کہا اور راکلی اور جرمی بھی اٹھ کھڑے ہوئے ۔

" ہمیں میک اپ کر لینا چاہیئے ۔ تاکہ پولیس اس کے قتل کے الزام میں
ہمیں تلاش نہ کر سکے ۔ لیکن جلد از جلد " ـــــ کرنل لارج نے
کہا ۔ اور راکلی اور جرمی نے سر ہلا دیئے ۔ راکلی تیزی سے
ملحقہ باتھ روم کے دروازے کی طرف بڑھ گئی ۔ جب کہ کرنل لارج
نے ایک الماری سے بڑا سا میک اپ باکس نکالا اور پہلے اس
نے جرمی کا میک اپ شروع کیا ۔ اس نے اس کے سرخ بالوں
پر بھی مصنوعی رنگ چڑھا دیا ۔ اس طرح جرمی کا حلیہ بالکل ہی بدل
گیا ۔ پھر اس کے ہاتھ تیزی سے اپنے چہرے پر چلنے لگے ۔ تھوڑی
دیر بعد جب وہ میک اپ مکمل کر کے باکس بند کر رہا تھا کہ راکلی
باتھ روم سے باہر آئی ۔ وہ اب مقامی لڑکی لگ رہی تھی ۔

" اوہ گڈ شو ۔ تم دونوں تو واقعی بالکل ہی بدل گئے ہو " ـــــ راکلی

نے حیرت بھرے انداز میں انہیں دیکھتے ہوئے کہا ۔

" یہ وقت حیرت ظاہر کرنے کا نہیں ہے ۔ اسلحہ اٹھاؤ اور چل
پڑو " ـــــ کرنل لارج نے سخت لہجے میں کہا ۔ اور وہ دونوں تیزی
سے حرکت میں آ گئے ۔ تھوڑی دیر بعد وہ تینوں کار میں بیٹھے اس
عمارت سے نکل رہے تھے ۔ سٹیرنگ پر کرنل لارج خود تھا ۔ اس
کے ساتھ والی سیٹ پر راکلی موجود تھی جب کہ عقبی سیٹ پر جرمی
بیٹھا ہوا تھا ۔ جرمی اس وقت سے مکمل طور پر خاموش تھا جب
سے اسے پتہ چلا تھا کہ وہ غلط آدمی کو مار کر آ گیا ہے ۔ اگر راکلی
فون پر چیکنگ نہ کر لیتی تو یقیناً یہ اس کی بھیانک غلطی ثابت ہوتی ۔
کار انتہائی تیز رفتاری سے مختلف سڑکوں سے گزرنے کے
بعد جب ایک سڑک پر مڑی تو اچانک پولیس نے ہاتھ دے کر
کار کو روکا ۔ وہاں ٹریفک چیکنگ ہو رہی تھی ۔ اور وہاں سے
گزرنے والی ہر کار کو باقاعدہ روکا جا رہا تھا ۔

" اوہ ۔ یہ کیا گڑبڑ ہو گئی " ـــــ کرنل لارج نے ہونٹ بھینچتے
ہوئے کار روک کر کاروں کی اس طویل قطار کے پیچھے کر دیا ۔ جو
اس سے پہلے پڑتال کے لئے رکی ہوئی تھیں ۔

" کس بات کی چیکنگ ہو رہی ہے " ـــــ راکلی نے کھڑکی سے
سر باہر نکالتے ہوئے ایک طرف کھڑے ٹریفک سارجنٹ سے
مخاطب ہو کر کہا ۔

" ہوٹل بلیو سٹار کے سامنے ایک ایشیائی کا قتل ہو گیا ہے ۔
اس قاتل کی تلاش کی جا رہی ہے " ـــــ سارجنٹ نے جواب

دیا۔ اور دوسری کاروں کو روکنے کے لئے آگے بڑھ گیا۔

"یہ اُسے جانتے ہیں جو اس طرح کاریں روک کر چیک کر رہے ہیں" ___ پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے جرمی نے بڑبڑا کر کہا۔

"کوئی کلیو ملا ہی ہوگا۔ لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم میکراب میں ہیں اور ہمارے پاس اسلحہ بھی ہے۔ یہ تو مسئلہ بن جائے گا۔ ہم فرار بھی نہیں ہو سکتے۔ ورنہ پوری ریاست کی پولیس ہمارے پیچھے لگ جائے گی" ___ کرنل لارج نے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ ساتھ ہی وہ کار آگے بڑھاتا رہا۔ کیونکہ آگے موجود کاریں تیزی سے آگے کی طرف کھسکتی جا رہی تھیں۔

"یہ لائن جس قدر تیزی سے کھسک رہی ہے۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ زیادہ لمبی چوڑی چیکنگ نہیں کر رہے" ___ راکلی نے کہا۔ اور کرنل لارج نے سر ملا دیا۔ واقعی راکلی کی بات درست معلوم ہوتی تھی۔

تھوڑی دیر بعد ان کی کار چیکنگ پارٹی کے سامنے پہنچ گئی۔ یہ دو سارجنٹ تھے۔ انہوں نے سر کار کے اندر کر کے غور سے کرنل لارج اور عقبی نشست پر بیٹھے ہوئے جرمی کی طرف دیکھا۔

"کوئی سرخ بالوں والا نہیں ہے" ___ ان میں سے ایک نے مڑ کر ایک طرف کھڑے ہوئے آفیسر سے کہا اور اس نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں جانے کی اجازت دے دی۔ سارجنٹ پیچھے ہٹ گئے اور کرنل لارج نے کار آگے بڑھا دی۔

"تو انہیں سرخ بالوں والے کی تلاش ہے۔ اس کا مطلب

ہے کہ کسی نے جرمی کو فائر کرتے ہوئے مارک کر لیا تھا۔

"اگر مارک کر لیا ہوگا تو لازماً جرمی کا حلیہ بھی کچھ نہ کچھ بتایا ہوگا۔ یہ تو اچھا ہوا کہ تم نے جرمی کے بال بھی رنگ دیئے تھے اور حلیہ بھی اس کا بدلا ہوا تھا۔ ورنہ تو ابھی دھر لئے جاتے" ___ راکلی نے کہا اور کرنل لارج نے سر ملا دیا۔

"میں حیران ہوں کہ اس فیلڈ میں میری ساری عمر گزر گئی ہے لیکن اس وقت تو ہر چیز میرے خلاف ہی جا رہی ہے۔ آدمی بھی غلط مارا گیا اور میرا حلیہ بھی پولیس کے پاس پہنچ گیا" ___ جرمی نے پریشان سے لہجے میں کہا اور اس کی اس بات پر راکلی اور کرنل لارج دونوں ہنس پڑے۔

"ایسا اکثر ہو جاتا ہے جرمی۔ ضروری نہیں کہ ہر کام ہماری منشا کے عین مطابق ہو" ___ کرنل لارج نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور راکلی نے بھی سر ملا دیا۔

"دراصل غلطی ہم سے ہو رہی ہے کرنل۔ ہمارا طریقہ کار اس مشن میں کچھ عجیب سا ہے۔ ہم کھل کر کام نہیں کر رہے" ___ راکلی نے کہا۔

"ہاں۔ میں بھی یہی محسوس کر رہا ہوں۔ ہمارے انداز کو دیکھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ ہم منجھے ہوئے اور تجربہ کار سیکرٹ ایجنٹ ہیں" کرنل لارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔ پہلے تو بات ہی طے نہ ہو پا رہی تھی کہ وہ عدنان ہی اصل عمران ہے۔ جب یہ بات حتمی طور پر معلوم ہوئی تو ہم نے اس پر وار کر دیا۔ اب یہ دوسری بات ہے کہ آدمی

کو پہچاننے میں غلطی ہوئی۔ بہرحال ہم نے وقت ضائع نہیں کیا۔"
جرمی نے کہا۔

" ایئرپورٹ آنے والا ہے۔ اب ہوشیار ہو جاؤ۔ اگر عمران اور اس کے ساتھی وہاں ہوں تو ہم نے بغیر کسی جھجک کے فائر کھول دینا ہے۔ اب احتیاط وغیرہ کے چکر میں نہیں پڑیں گے ہم۔" کرنل لارج نے کہا۔ اور راکلی اور جرمی دونوں سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ کار تھوڑی دیر بعد کمپنی کے گیٹ میں داخل ہو گئی۔ کرنل لارج نے پارکنگ کی طرف اُسے موڑا۔ اور پھر پارکنگ میں اُسے روک کر وہ تینوں باہر نکل آئے۔ سامنے ہی کمپنی کا دو منزلہ خوب صورت دفتر تھا۔ اس دفتر کے عقب میں ان کا مخصوص ایئرپورٹ تھا۔ وہاں کچھ لوگ موجود تو تھے لیکن ان میں سے بہرحال کوئی بھی ایسا نہ تھا جس پہ عمران کا شک کیا جا سکتا ہو۔ کرنل لارج اپنے ساتھیوں سمیت تیزی سے بکنگ آفس کی طرف بڑھتا گیا۔

"یس سر۔ فرمایئے"۔۔۔ کاؤنٹر پر موجود ایک باوردی نوجوان نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہوٹل بلیو سٹار سے ہمارے ایک دوست یہاں آئے ہیں۔ جہاز چارٹرڈ کرانے۔ کیا وہ آ گئے ہیں یا ابھی تک نہیں پہنچے۔ ہم نے ان سے ضروری ملنا ہے"۔۔۔ کرنل لارج نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

" ہوٹل بلیو سٹار سے۔ اوہ۔ وہ تو ابھی چند لمحے پہلے فلائی کر گئے ہیں۔ چار افراد تھے۔ تین یورپین تھے اور ایک ایشیائی۔ مجھے اس

لئے معلوم ہے کہ ہوٹل بلیو سٹار کا جو ڈرائیور انہیں لے کر آیا تھا وہ میرا کزن ہے۔ وہ مجھ سے ہیلو ہیلو کرنے ان کے ساتھ آ گیا تھا۔ ابھی چند لمحے پہلے وہ بھی واپس چلا گیا ہے"۔۔۔ کاؤنٹر والے نے جواب دیا۔ اور ان تینوں کے چہروں پہ ایک رنگ آ کر گزر گیا۔ اس کا مطلب تھا کہ اگر وہ پولیس چیکنگ کے چکر میں نہ پھنستے تو لازماً وہ انہیں پکڑ لیتے۔

" وہ کہاں گئے ہیں"۔۔۔ کرنل لارج نے ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

" انہوں نے ناراک کے لئے جہاز چارٹرڈ کیا ہے۔ چار پانچ منٹ سے زیادہ نہیں ہوئے ہوں گے انہیں فلائی کئے ہوئے۔ تین گھنٹے بعد وہ ناراک پہنچ جائیں گے"۔۔۔ کاؤنٹر مین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ان سے فوری ملنا بے حد ضروری ہے۔ انتہائی ضروری۔ ورنہ ہمارے کروڑوں ڈالر کا نقصان ہو جائے گا۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ آپ کے پاس کوئی ایسا تیز رفتار طیارہ ہو جو ان سے پہلے ناراک پہنچ جائے۔ کیونکہ اگر وہ ہم سے پہلے ناراک پہنچ گئے تو پھر ان کا تلاش کرنا مشکل ہو جائے گا اور ہمارا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے"۔۔۔ کرنل لارج نے کہا۔

" جی ہاں۔ جیٹ جہاز اگر آپ چارٹرڈ کرا لیں تو وہ ان سے ایک گھنٹہ پہلے ناراک پہنچ جائے گا۔ البتہ اس کا کرایہ عام جہاز سے ڈبل ہوتا ہے"۔۔۔ کاؤنٹر والے نے کہا۔

" اوہ۔ کرایہ کی بات چھوڑیں۔ میں نے بتایا تو ہے کہ کروڑوں ڈالر
نقصان کے مقابلے میں یہ کرایہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ آپ بکنگ
کریں۔ اور پلیز۔ جلدی سے جلدی جہاز کو فلائی کرا دیں" ۔۔۔ کر
لارج نے کہا۔ اور کاؤنٹرمین ۔۔۔ سر ہلاتے ہوئے سامنے
رکھے ہوئے رجسٹر پر جھک گیا۔

جہاز سے اتر کر عمران اور اس کے ساتھی کسٹم کاؤنٹر سے
چیکنگ کے بعد جیسے ہی پبلک گیلری میں داخل ہوئے اچانک فضا
فائرنگ کے دھماکوں سے گونج اٹھی۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران کو
اپنے سامنے اور پیچھے چیخیں سنائی دیں۔ عمران نے لاشعوری طور
پر یک لخت غوطہ لگایا۔ اور ایک نزدیکی ستون کی آڑ میں ہو گیا۔
پوری گیلری میں یک لخت بھگدڑ سی مچ گئی اور چیخ و پکار شروع ہو
گئی۔ عمران ایک لمحہ ستون کی آڑ میں رہا۔ دوسرے لمحے وہ دوڑتا
ہوا ایک اور ستون کی اوٹ میں جانے ہی لگا تھا کہ ایک بار پھر
دھماکے ہوئے اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر یک لخت
اندھیرے کی چادر سی پھیلتی چلی گئی۔ پھر جب اس کی آنکھیں کھلیں
تو اس نے اپنے آپ کو ہسپتال کے ایک بیڈ پر پڑے ہوئے پایا۔
ایک بازو میں گلوکوز کی ڈرپ لگی ہوئی تھی۔ عمران نے ادھر ادھر

دیکھا تو وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں تھا۔ جب کہ اس کمرے کا دروازہ بند تھا۔ ہوش میں آتے ہی عمران کو اپنے ساتھیوں کا خیال آیا تو اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی۔ کیونکہ پہلی بار فائرنگ ہوتے ہی اس نے اپنے عقب میں آنے والے ساتھیوں کی چیخیں سنی تھیں۔ اس کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ وہ پہلی فائرنگ میں ہی ہلاک ہو گئے تھے۔ لیکن عمران نے اٹھنے کی کوشش کے دوران محسوس کیا کہ اس کے جسم کو بیڈ کے ساتھ باقاعدہ کلپ کر دیا گیا ہے۔ اس لئے وہ اٹھ کر بیٹھ بھی نہ سکتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نرس ہاتھ میں ایک ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوئی۔

"اوہ۔ آپ کو ہوش آ گیا مسٹر۔ مبارک ہو۔ آپ بروقت ہسپتال پہنچ گئے اور آپریشن کر کے گولیاں نکال لی گئیں۔ ورنہ اگر دیر ہو جاتی تو شاید معاملہ سیریس ہو جاتا"۔۔۔ نرس نے بڑے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"سسٹر۔ وہاں اور کتنے افراد زخمی ہوئے ہیں"۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"دو آدمی ہلاک اور تم سمیت آٹھ زخمی ہوئے تھے۔ جن میں سے دو شدید زخمی تھے وہ ہسپتال پہنچنے سے پہلے ہی دم توڑ چکے ہیں۔ پولیس تفتیش کر رہی ہے۔ انسپکٹر باہر تمہارا بیان لینے کا منتظر ہے۔ میں ابھی بھیجتی ہوں اُسے"۔۔۔ نرس نے کہا۔ اور اس دوران وہ عمران کے بازو میں ایک انجکشن لگا چکی تھی۔ انجکشن لگا کر وہ مڑی اور ٹرے اٹھائے کمرے سے باہر چلی گئی۔

"چار ہلاک اور مجھ سمیت چھ زخمی۔ اوہ میرے ساتھی"۔۔۔ عمران نے بڑے افسردہ لہجے میں سوچا۔ اس کی نظروں کے سامنے صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کے چہرے گھوم گئے۔ نجانے ان میں سے کتنے زخمیوں میں شامل ہیں اور کتنے ہلاک ہونے والوں میں۔ اُسی لمحے دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک پولیس انسپکٹر ہاتھ میں ایک ڈائری اٹھائے اندر داخل ہوا۔

"آپ کو ہوش آ گیا مسٹر۔ کیا آپ بیان دینے کے قابل ہیں"۔۔۔ انسپکٹر نے بڑے رسمی سے لہجے میں کہا۔

"انسپکٹر پہلے یہ بتاؤ۔ کہ تمہارے پاس زخمی اور ہلاک ہونے والوں کی لسٹ موجود ہے"۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ کیوں۔ کیا تمہارے اور بھی ساتھی تھے وہاں۔ ویسے تم اکیلے ایشیائی تھے شاید۔ اوہ تم کہیں اس جہاز سے تو نہیں آئے جسے سینٹ لاسس سے چارٹر ڈ کرایا گیا تھا"۔۔۔ انسپکٹر نے ایک کرسی گھسیٹ کر اس پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ کیوں"۔۔۔ عمران نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو وہ تین یورپین تمہارے ساتھی تھے۔ جو زخمی ہوئے ہیں" انسپکٹر نے کاپی کھولتے ہوئے کہا۔ اور عمران کے حلق سے اطمینان کا طویل سانس نکل گیا۔ اُسے یوں لگا جیسے انسپکٹر نے زخمی کا لفظ ادا کر کے اس کے سینے پر آ جانے والا پہاڑ جیسا بوجھ ہٹا دیا ہو۔

"ہاں۔ ہم چار آدمیوں نے اکٹھا ہی جہاز چارٹرڈ کرایا تھا۔ وہ تینوں

شدید زخمی تو نہیں ہیں "۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ ان میں سے ایک البتہ زیادہ زخمی ہے۔ اس کے پہلو میں گولی لگی ہے۔ باقی دو کے بازوؤں میں گولیاں لگی ہیں۔ زیادہ زخمی بھی ہوش میں آگیا ہے۔ اس کا نام رافیل ہے "۔۔۔۔ انسپکٹر نے کاپی کے کاغذ پر لکھتے ہوئے کہا۔ اور عمران سمجھ گیا کہ پہلو میں گولی کیپٹن شکیل کو لگی ہوگی۔ باقی صفدر اور تنویر کے بازوؤں پر گولیاں لگی تھیں۔

"انہوں نے کیا بیان دیا ہے "۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"انہوں نے صرف اتنا بتایا ہے کہ وہ بزنس کے لئے سینٹ لاس گئے تھے۔ واپسی پر وہ جہاز چارٹرڈ کرا کر آئے تھے۔ اور ابھی وہ پبلک گیلری میں پہنچے ہی تھے کہ اچانک فائرنگ ہو گئی "۔۔۔۔ انسپکٹر نے ایسے جواب دیا جیسے وہ اس سارے معاملے سے بُری طرح اکتایا ہوا اور صرف ڈیوٹی پوری کرنے کے چکر میں بات کر رہا ہو۔

"میرا بھی یہی بیان لکھ لو۔ کیونکہ اس سے زیادہ مجھے بھی معلوم نہیں ہے "۔۔۔۔ عمران نے کہا اور انسپکٹر نے سر ہلاتے ہوئے کاپی کا ایک صفحہ کھولا اور جیب سے پنسل نکال لی۔

"تمہارا نام عدنان ہے۔ اور تم اقوام متحدہ کے ایک سائنسی ادارے سے متعلق ہو "۔۔۔۔ انسپکٹر نے کہا۔

"ہاں درست ہے "۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا

کہ اس کے لباس سے ملنے والے کاغذات پولیس نے پہلے چیک کر رکھے ہوں گے۔

"فائرنگ کرنے والے کے متعلق تم کچھ بتا سکتے ہو "۔۔۔۔ انسپکٹر نے پوچھا۔

"میں کیسے بتا سکتا ہوں۔ میرا تو یہاں کوئی دشمن نہیں ہے۔ میں تو شاید کسی اور کے ٹارگٹ کے چکر میں پھنس گیا ہوں "۔۔۔۔ عمران نے کہا اور انسپکٹر نے سر ہلا دیا۔ اس کی پنسل کاپی پر تیزی سے چل رہی تھی۔

"ہسپتال سے فارغ ہونے کے بعد تم کہاں رہو گے "۔۔۔۔ انسپکٹر نے پوچھا۔

"ظاہر ہے کسی ہوٹل میں ہی رہوں گا "۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"او کے۔ بس اتنا کرنا کہ جس ہوٹل میں رہو پولیس ڈیپارٹمنٹ کو مطلع کر دینا۔ ہو سکتا ہے ہمیں پھر تمہاری ضرورت پڑے "۔۔۔۔ انسپکٹر نے کاپی بند کر کے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ضرور کر دوں گا۔ لیکن انسپکٹر یہ حملہ آور تھے کون۔ اور ان کا مقصد کیا تھا "۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"صرف اتنا معلوم ہے کہ حملہ آوروں میں ایک عورت اور دو مرد تھے۔ اور ان کے جو حلیے معلوم ہوتے ہیں اس کی پڑتال کے بعد یہ بات بھی نوٹس میں آئی ہے کہ یہ تینوں بھی سینٹ لاس سے ایک جیٹ جہاز چارٹرڈ کرا کر یہاں آئے تھے۔ کیونکہ انہیں جیٹ جہاز سے اترتے دیکھا گیا تھا۔ بہرحال پولیس اب سینٹ لاس کی پولیس سے

انفارمیشن حاصل کر رہی ہے۔ جلد ہی مجرم پکڑے جائیں گے۔ تو ان کی اس فائرنگ کا مقصد بھی سامنے آ جائے گا" ---- انسپکٹر نے کہا اور پھر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"ہونہہ ---- ایک عورت دو مرد۔ اور سینٹ لاس سے جیٹ جہاز چارٹرڈ کر کے آئے تھے۔ یہ یقیناً وہ ڈاکلی۔ جرمی اور کرنل لارج کا گروپ ہو گا" ---- عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور چونکہ وہ پکڑے نہیں گئے۔ اس کا مطلب ہے کہ انہیں اب تک معلوم ہو گیا ہو گا کہ ہم نہ صرف بچ گئے ہیں بلکہ ہسپتال میں موجود ہیں۔ وہ یہاں دوبارہ بھی حملہ کر سکتے ہیں" ---- عمران کا ذہن اس پہلو پر مسلسل غور کر رہا تھا۔ ابھی وہ اپنی اور اپنے ساتھیوں کی حفاظت کے بارے میں کوئی بات سوچ ہی رہا تھا کہ دروازہ کھلا اور ایک سینئر ڈاکٹر ایک نرس کے ساتھ اندر داخل ہوا۔

"ہیلو مسٹر۔ مبارک ہو۔ آپ کی جان بچ گئی ہے" ---- ڈاکٹر نے عمران کی نبض پر ہاتھ رکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"شکریہ۔ یہ بتائیں کہ ہمیں یہاں سے چھٹی کب ملے گی۔ اور یہ ہسپتال کون سا ہے" ---- عمران نے جواب دیا۔

"چھٹی کی ابھی بات مت کرو۔ تمہارے پہلو میں دو گولیاں لگی ہیں۔ اور زخم خاصے گہرے ہیں۔ اس لئے ابھی ایک ہفتہ تمہیں اسی طرح لیٹنا پڑے گا۔ اس کے بعد دیکھیں گے۔ ویسے یہ سنٹرل ہسپتال ہے" ---- ڈاکٹر نے کہا۔ اور پھر نرس کے ہاتھ سے کارڈ لے کر اس پر کچھ لکھنے میں مصروف ہو گیا۔

"کیا میں یہاں کسی کو ٹیلی فون کر سکتا ہوں۔ انتہائی ضروری کال کرنی ہے۔ ورنہ میرا بڑا نقصان ہو جائے گا" ---- عمران نے کہا۔

"ہاں ہاں۔ کیوں نہیں۔ نرس فون لا کر یہاں پوائنٹ سے لنک کر دو" ---- ڈاکٹر نے نرس سے کہا اور پھر واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"ابھی لاتی ہوں" ---- نرس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ڈاکٹر کے پیچھے چلی گئی۔ عمران نے آنکھیں بند کر لیں۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور نرس واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں ٹیلی فون سیٹ تھا۔ اس نے اس کی تار کو کمرے میں موجود پوائنٹ سے منسلک کیا۔

"ہاں۔ نمبر بتائیں۔ میں پریس کر دیتی ہوں" ---- نرس نے کہا۔

"آپ اسے یہاں میرے پاس رکھ دیں۔ میں خود کر لوں گا۔ بزنس ٹاک ہے" ---- عمران نے کہا۔

"جیسے آپ کی مرضی" ---- نرس نے کہا۔ اور سیٹ عمران کے اس بازو کے ساتھ پلنگ پر رکھ دیا۔ جس میں گلوکوز ڈرپ لگی ہوئی تھی۔ نرس کے جانے کے بعد عمران نے رسیور اٹھایا۔ اور اسے اپنے کان اور کندھے کے درمیان ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے ذرا سا سر اٹھایا اور پھر اسی ہاتھ سے اس نے سیٹ پر لگے ہوئے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ---- جیکل اینڈ جیکل انٹرپرائزز" ---- دوسری طرف سے فوراً ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"مسٹر نارمن سے بات کرائیں۔ میں پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ایک منٹ"۔۔۔ دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"ہیلو نارمن اسٹنڈنگ پرنس۔ آپ کہاں سے بات کر رہے ہیں"۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجے میں بے پناہ اشتیاق تھا۔ کیونکہ نارمن یہاں ناراک میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹس میں سے ایک تھا۔ اس لئے وہ عمران سے اور اس کے اس کوڈ نام سے اچھی طرح واقف تھا۔

"سنو نارمن۔ میں ناراک کے سنٹرل ہسپتال سے بول رہا ہوں۔ میرے ساتھ تین اور ساتھی بھی ہیں۔ ایئرپورٹ پر ہم پر فائرنگ کی گئی ہے۔ بہرحال کاغذات میں میرا نام عدنان ہے۔ اور باقی ساتھیوں کے نام آسکر، رابرٹ اور ڈانیل ہیں۔ ہم چونکہ ہلاک ہونے سے بچ گئے ہیں۔ اس لئے لازماً وہ سنٹرل ہسپتال پر دوبارہ حملہ کریں گے۔ تم فوراً اپنے کچھ ساتھی لے کر یہاں پہنچو اور ایک تو فوری طور پر حفاظتی انتظامات کر لو اور دوسرا ہمیں یہاں سے کسی محفوظ جگہ پر شفٹ کرنے کا بھی بندوبست کرو۔ ایسی جگہ جس کا علم حملہ آوروں کو نہ ہو سکے۔ فوراً حرکت میں آجاؤ۔ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم بے بسی کی حالت میں شکار کر لئے جائیں"۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے پرنس۔ ویسے یہ حملہ آور کون ہیں۔ اگر ان کے متعلق

آئیڈیا مل جائے تو میں اُسی لحاظ سے انتظامات کر لوں"۔۔۔ نارمن نے تیز لہجے میں کہا۔

"ایکریمیا کی سپیشل ایجنسی میں کافی عرصہ پہلے ایک ایجنٹ کرنل لارج ہوتا تھا۔ بعد میں اُسے نکال دیا گیا تھا۔ اور اس نے ایکریمیا میں اپنی پرائیویٹ ایجنسی کھول لی تھی۔ جانتے ہو اُسے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہاں جانتا ہوں۔ اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ آج کل ایک گروپ چلا رہا تھا۔ جس کا نام لارج گروپ ہے۔ کوکین کی سمگلنگ میں اس گروپ نے خاصا نام پیدا کیا ہے۔ اس کا بڑا اڈہ جیکوبار ہے"۔۔۔ نارمن نے تفصیل بتانی شروع کر دی۔

"ایک تو وہ ہے۔ دوسری ایک برازیلی لڑکی راکلی ہے۔ وہ بھی برازیل میں سیکرٹ ایجنٹ تھی۔ مگر ڈبل کراسنگ کی وجہ سے اُسے نکال دیا گیا تھا۔ تیسرا کوئی سرخ بالوں والا نوجوان ہے۔ اس کا نام جبری ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے پرنس۔ آپ بے فکر رہیں۔ زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے کے اندر آپ کو وہاں سے شفٹ کر لیا جائے گا۔ ویسے آپ کی حفاظت کے لئے آدمی دس منٹ کے اندر پہنچ جائیں گے"۔ نارمن نے کہا۔ اور عمران کے او۔ کے کہتے ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور واپس کریڈل پر رکھ دیا۔

"ان کا کوئی پتہ نہیں چل سکا۔ بس اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ انہیں وزارت صحت کے کسی اعلیٰ افسر کے حکم پر سنٹرل ہسپتال سے شفٹ کر دیا گیا ہے۔ انہیں ایک ایسی ایمبولینس میں لے جایا گیا ہے جس پر ریڈ کراس سوسائٹی کا نشان موجود تھا۔ لیکن ریڈ کراس سوسائٹی کے دفتر سے معلوم ہوا ہے کہ ان کی کوئی ایمبولینس آج سنٹرل ہسپتال سے مریض نہیں لے آئی"۔۔۔۔ راکلی نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"سارے مریض شفٹ ہوئے ہیں یا صرف یہی لوگ"۔۔۔۔ کرنل لارج نے پوچھا۔

"نہیں۔ وہ عمران اور اس کے تین ساتھی"۔۔۔۔ جرمی نے جواب دیا۔

"اصل میں ہم نے بغیر کسی پلاننگ کے ان پر فائر کھول دیا ہے۔ اس لئے وہ صرف زخمی ہوئے ہیں۔ پھر آپ کے آدمیوں نے انہیں ٹریس کرنے میں دیر لگا دی۔ ورنہ اگر ہسپتال کا فوری پتہ لگ جاتا تو انہیں آسانی سے وہیں ختم کیا جا سکتا تھا"۔۔۔۔ راکلی نے کہا۔

"ہونہہ"۔۔۔۔ کرنل لارج نے کہا اور مڑ کر اس نے ایک الماری کھولی اور اس کے اندر رکھا ہوا ایک بڑا سا جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال کر اسے میز پر رکھا اور پھر کرسی پر بیٹھ کر اس نے اس کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

"کیا کرنل کاٹرو کو رپورٹ دے رہے ہیں آپ؟"۔۔۔ جرمی نے چونک

کرنل لارج کا چہرہ سیاہ پڑا ہوا تھا۔ وہ بڑی بے چینی کے عالم میں مسلسل ٹہل رہا تھا۔ اس کی مٹھیاں بھنچی ہوئی تھیں یوں لگتا تھا جیسے وہ کسی بھی لمحے اپنی کسی ہوئی مٹھیاں دیوار پر مارنا شروع کر دے گا۔

"یہ لوگ ہر بار بچ نکلتے ہیں۔ نجانے کس مٹی کے بنے ہوئے ہیں"۔۔۔۔ کرنل لارج نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی۔ اور ٹہلتا اور بڑبڑاتا ہوا کرنل لارج ٹھٹھک کر ایک لمحے کے لئے رک گیا۔

"یس۔۔۔ کم ان"۔۔۔۔ اس نے سخت لہجے میں کہا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور راکلی اور جرمی اندر داخل ہوئے۔ ان دونوں کے چہروں پر نیا میک اپ تھا۔

"کیا رپورٹ ہے"۔۔۔۔ کرنل لارج نے پوچھا۔

کر پوچھا۔
"ہاں اب یہ ضروری ہو گیا ہے۔ تاکہ ان سے مزید ہدایات
لی جا سکیں"۔۔۔ کرنل لارج نے کہا۔ اور فریکونسی سیٹ کر کے
اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کر دیا۔ ٹرانسمیٹر کے فرنٹ پر لگے
ہوئے کئی بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے اور اس میں سے سیٹی
کی آواز نکلنے لگی۔
"ہیلو ہیلو۔۔۔ کرنل لارج کالنگ اوور"۔۔۔ کرنل لارج نے
ایک بٹن دبا کر بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔
"یس۔۔۔ کرنل کاٹرڈ اٹنڈنگ اوور"۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک
تیز آواز ٹرانسمیٹر سے ابھری۔
"کرنل۔ میں لارج بول رہا ہوں ناراک سے اوور"۔۔۔ کرنل
لارج نے کہا۔
"ہاں۔ کیا رپورٹ ہے تمہارے مشن کی۔ کہاں تک کامیاب
ہوئے ہو اوور"۔۔۔ کرنل کاٹرڈ نے چونک کر پوچھا۔ اور کرنل لارج
نے راکلی کی عمران سے ملاقات کے بعد سے اب تک ہونے والے
تمام واقعات کی پوری تفصیل من و عن سنا دی۔
"اس کا مطلب ہے کہ تم تینوں اس کے مقابلے میں بُری طرح
ناکام رہے ہو۔ لیکن وہ لوگ تو گریٹ لینڈ جانا چاہتے تھے پھر
ناراک کیوں واپس آ گئے ہیں اوور"۔۔۔ کرنل کاٹرڈ نے کرخت
لہجے میں کہا۔
"جرمی کے اس آدمی کو قتل کرنے کے بعد وہ فوری طور پر وہاں

سے فرار ہوئے ہیں۔ میرے خیال میں وہ لوگ ناراک میں چھپ کر
وقت گزارنا چاہتے ہیں۔ تاکہ جب ان کا سامان تیار ہو جائے تو پھر
سامان حاصل کرتے ہی گریٹ لینڈ کی طرف بڑھ جائیں۔ میں نے
ڈبلر سے معلوم کیا تھا۔ سامان تیار ہونے میں ابھی کم از کم ایک ہفتہ
باقی ہے اوور"۔۔۔ کرنل لارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"تو اس وقت تمہیں علم نہیں ہے کہ وہ لوگ ہسپتال سے کہاں
غائب ہو گئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے ہم ایک بار پھر اندھیرے
میں ہیں اوور"۔۔۔ کرنل کاٹرڈ نے کہا۔
"ہاں۔ اس وقت تو یہی پوزیشن ہے۔ میں نے آپ سے ایک
خصوصی درخواست کے لئے یہ کال کی ہے۔ کہ آپ یہ کام صرف
مجھے سونپ دیں۔ ہم تینوں میرا مطلب ہے۔ راکلی۔ جرمی اور میرے
درمیان چونکہ ذہنی ہم آہنگی نہیں ہے۔ اس لئے ہم تینوں مشترکہ
طور پر ایک ٹیم کی صورت میں کام نہیں کر سکتے اوور"۔۔۔ کرنل
لارج نے کہا۔ اور راکلی اور جرمی دونوں نے ہونٹ بھینچ لئے۔
"میں نے تو یہ ٹیم اس لئے بنائی تھی کہ تم تینوں ہی بے حد منجھے ہوئے
اور تربیت یافتہ ایجنٹ ہو۔ لیکن تمہاری بات درست ہے۔
تینوں کے کام کرنے کا انداز چونکہ ایک دوسرے سے مختلف
ہے۔ اس لئے تم تینوں اکٹھے نہیں چل سکتے۔ اس لئے اب یہی
ہو سکتا ہے کہ تم تینوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔ تاکہ تم تینوں اپنے
طور پر آزادانہ کام کر سکو اوور"۔۔۔ کرنل کاٹرڈ نے کہا۔
"یہ درست رہے گا کرنل۔ اس طرح تینوں اپنے طور پر کام کریں

گے تو ان لوگوں کے بچ نکلنے کا کوئی امکان باقی نہ رہے گا۔ مقصد ان کا خاتمہ ہی ہے اوور"۔۔۔ کرنل لارج نے تائید کرتے ہوئے کہا۔

"راکلی اور جرمی تمہارے پاس موجود ہیں اوور"۔۔۔ کرنل کاٹرو نے کہا۔

"ہاں۔ موجود ہیں اوور"۔۔۔ کرنل لارج نے کہا۔

"راکلی سے بات کراؤ اوور"۔۔۔ کرنل کاٹرو نے کہا۔

"یس ۔۔۔ راکلی بول رہی ہوں اوور"۔۔۔ راکلی نے کرنل لارج کے ہاتھ سے مائیک لیتے ہوئے کہا۔

"راکلی۔ کیا تم علیحدہ مشن پر کام کرنے کے لئے تیار ہو اوور"۔۔۔ کرنل کاٹرو نے کہا۔

"بالکل تیار ہوں۔ اور مجھے یقین ہے کہ میں اس عمران کو جلد ہی ٹریس کر لوں گی اوور"۔۔۔ راکلی نے بڑے بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔کے۔ پھر تم اکیلی کام کرو اور مجھے براہِ راست رپورٹ دو۔ فریکونسی کرنل لارج سے معلوم کر لینا۔ اب جرمی سے بات کراؤ اوور"۔۔۔ کرنل کاٹرو نے کہا۔

"یس ۔۔۔ جرمی سپیکنگ اوور"۔۔۔ جرمی نے راکلی کے ہاتھ سے مائیک لیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے کیا ارادے ہیں جرمی اوور"۔۔۔ کرنل کاٹرو نے کہا۔

"آپ کو میرے بارے میں پوری طرح علم ہے۔ اگر مجھے آزادانہ طور پر کام کرنے کا موقع مل جائے تو مجھے یقین ہے کہ میں آپ کے اعتماد پر پورا اتروں گا اوور"۔۔۔ جرمی نے مضبوط لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم بھی آزادانہ کام کرو۔ اور مجھے اپنے طور پر رپورٹ دو گے۔ فریکونسی معلوم کر لینا۔ اور یہ بھی سن لو کہ جتنا معاوضہ تم تینوں کے ساتھ مشترکہ طور پر طے ہوا تھا۔ اتنا معاوضہ اب اکیلی پارٹی کو ملے گا۔ لیکن اس شرط کے ساتھ کہ معاوضہ صرف اس پارٹی کو دیا جائے گا جو کامیاب ہو گی دوسری کو نہیں۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔ کرنل کاٹرو نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر سیٹی کی آواز بلند ہونے لگی۔ کرنل لارج نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"او۔کے کرنل لارج۔ اب اجازت"۔۔۔ راکلی اور جرمی دونوں نے کرسیوں سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور کرنل لارج نے سر ہلا دیا۔ پھر راکلی اور جرمی دونوں کرنل لارج سے مصافحہ کر کے کمرے سے باہر نکل گئے۔ ان کے باہر جاتے ہی کرنل نے تیزی سے میز پر رکھے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک بٹن دبا دیا۔

"یس باس"۔۔۔ ایک نوجوان کی آواز سنائی دی۔

"سنو مرفی۔ میرے دفتر سے ایک عورت اور ایک مرد نکل کر جا رہے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ سڑک پر انہیں اس طرح گولی مار دی جائے کہ کسی کو معلوم نہ ہو سکے کہ کس نے انہیں گولی ماری

ہے" ـــــ کرنل لارج نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل نے رسیور رکھ دیا۔

"ہونہہ۔ مجھ سے پہلے کامیاب ہوں گے۔ کامیابی صرف کرنل لارج کے مقدر میں لکھ دی گئی ہے" ـــــ کرنل لارج نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اٹھ کر اس نے ٹرانسمیٹر اٹھا کر واپس الماری میں رکھا اور الماری بند کر کے دوبارہ کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ اب اُسے مرفی کی طرف سے کال کا انتظار تھا۔ تاکہ اس کے بعد وہ اطمینان سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کر لے اور ان کے خلاف کی پلاننگ کر سکے۔ کرنل کاٹرو سے اس کے بہت دیرینہ تعلقات تھے۔ اور جب کرنل کاٹرو نے کال کر کے اُسے بتایا کہ وہ واٹر پاور جیسی تنظیم کا چیف بن گیا ہے تو کرنل لارج کو واقعی بے حد مسرت ہوئی تھی۔ کیونکہ اس طرح اس کا گروپ واٹر پاور کی سرپرستی میں اور زیادہ تیزی سے اپنے کاروبار کو بڑھا سکتا تھا۔ اس نے کرنل کاٹرو سے اس معاملے میں بات بھی کی۔ لیکن کرنل کاٹرو نے اُسے جواب دیا۔ کہ وہ اس کے گروپ کو ہر قسم کا تحفظ دینے کے لئے تیار ہے۔ بشرطیکہ وہ واٹر پاور کے دشمن گروپ کا فوری خاتمہ کر دے۔ اور پھر اُس نے بتایا کہ وہ یہ کام اپنے گروپ سے لینے کی بجائے اپنی ذاتی صلاحیتوں کو کام لے آتے۔ اس نے اس کی امداد کے لئے راکلی اور جرمی کو بھی ساتھ ہی شریک کر دیا تھا۔ لیکن اس سارے مشن کے دوران کرنل لارج کو مسلسل یہ احساس

ہوتا رہا کہ اب وہ اس طرح فیلڈ میں کام کرنے کے قابل نہیں رہا۔ جس طرح وہ کسی زمانے میں کرتا تھا۔ اب تو وہ پلاننگ کر سکتا ہے۔ اور اپنے گروپ کو احکامات دے کر کام کرا سکتا ہے۔ لیکن راکلی اور جرمی کی وجہ سے اُسے خود حرکت میں آنا پڑ گیا تھا۔ اور پھر سب سے خراب صورت حال یہ بن گئی تھی کہ راکلی اور جرمی دونوں سے اس کی ذہنی ہم آہنگی پیدا نہ ہوئی تھی اور چونکہ تینوں گروپ میں برابر کے شریک تھے۔ اس لئے کرنل لارج ان پر جبراً اپنا حکم بھی مسلط نہ کر سکتا تھا۔ ایئرپورٹ پر فائرنگ بھی راکلی اور جرمی کی ضد کی وجہ سے اُسے کرنی پڑی تھی حالانکہ اس کے نقطہ نظر سے اس قدر رش میں بعض اوقات مقصد بھی حل نہیں ہوتا۔ اور آدمی بھی نظروں میں آجاتا ہے۔ اور وہی ہوا بھی۔ وہ لوگ ہلاک ہونے کی بجائے صرف زخمی ہوئے۔ اور ان تینوں کو بھی بڑی مشکل سے وہاں سے فرار ہو کر اپنی جانیں بچانی پڑیں۔ اور پھر جب تک وہ تینوں مل کر کوئی فیصلہ کرتے عمران اور اس کے ساتھی ہسپتال سے ہی غائب ہو چکے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے کرنل کاٹرو سے بات کر کے آزادانہ کام کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ کرنل کاٹرو راکلی اور جرمی دونوں کو فارغ کر دے گا۔ اس طرح وہ اکیلا فیلڈ میں رہ جائے گا۔ لیکن کرنل کاٹرو نے باقاعدہ مقابلہ بازی کا چکر چلا دیا تھا۔ اور اس طرح اس نے کرنل لارج کی توہین کی تھی۔ اور کرنل لارج بھلا یہ بات کیسے برداشت کر سکتا تھا۔ وہ کرنل کاٹرو کو کچھ نہ کہہ سکتا تھا۔ اس لئے اس نے اس مقابلے بازی کو ختم کرنے کے لئے یہی سوچا تھا کہ ان دونوں کا کانٹا بھی درمیان سے نکال دیا جائے۔ کیونکہ اگر

کرنل لارج سے پہلے ان دونوں میں سے کوئی کامیاب ہو گیا تو پھر وہ ہمیشہ کے لئے کرنل کاٹرو کی نظروں سے گر جائے گا۔اس طرح اس کا مستقبل خراب ہو سکتا تھا۔

"ابھی وہ بیٹھا یہی باتیں سوچ رہا تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔کرنل لارج نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ——— کرنل لارج نے کہا۔

"مرفی بول رہا ہوں باس۔آپ کے حکم کی تعمیل ہو چکی ہے" ——— مرفی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔کس طرح۔پوری رپورٹ دو" ——— کرنل لارج نے چونکتے ہوئے کہا۔

"باس۔میں نے چار آدمی ان کے پیچھے بھیج دیئے تھے۔اور انہیں کہا تھا کہ یہاں سے کافی دور انہیں نشانہ بنایا جائے۔تاکہ ہم پہ کوئی حرف نہ آ سکے۔وہ دونوں یہاں سے اکٹھے ہی کار میں نکلے اور آگے جا کر اس عورت نے اس مرد کو ایسٹرن اسکوائر کے سامنے اتار دیا۔میرے آدمی تعاقب کر رہے تھے۔ان میں سے دو وہیں رک گئے جب کہ دو اس عورت کے پیچھے چلے گئے۔وہ مرد ایسٹرن اسکوائر کے ایک فلیٹ میں گیا تو میرے آدمیوں نے اچانک اس پہ ہلہ بول دیا۔اور سائیلنسر لگے ریوالوروں سے اُسے چھلنی کر دیا ادھر وہ عورت وہاں سے زیڈ کالونی کی ایک کوٹھی میں گئی۔میرے آدمیوں میں سے ایک عقبی طرف سے اندر کود گیا۔وہاں دو مسلح افراد پہلے سے موجود تھے۔وہ عورت اندر چلی گئی تھی۔جب کہ وہ دونوں برآمدے میں کھڑے تھے۔میرے آدمی نے سائیلنسر لگے ریوالور سے ان دونوں کا خاتمہ کر دیا۔ان کے چیخنے اور گرنے کے دھاکے سن کر وہ عورت جیسے ہی اندر سے باہر آئی۔میرے آدمی نے اُسے بھی فائرنگ کر کے ڈھیر کر دیا۔اس کے بعد اس نے باقاعدہ چیکنگ کی وہ عورت مر چکی تھی۔تسلی کر لینے کے بعد وہ واپس آ گئے۔اور اب میں آپ کو رپورٹ دے رہا ہوں" ——— مرفی نے پوری تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ۔اچھا سنو۔تم جیگر کو میرے پاس بھجوا دو" ——— کرنل لارج نے اطمینان بھرے انداز میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی۔

"یس۔کم ان" ——— کرنل لارج نے کہا۔اور دروازہ کھلنے پر ایک مقامی نوجوان اندر داخل ہوا۔اس کے جسم پر چست لباس تھا۔

"آپ نے مجھے بلوایا ہے باس" ——— آنے والے نے کہا۔

"ہاں۔آؤ بیٹھو جیگر۔میں تمہارے ذمہ ایک اہم کام لگانا چاہتا ہوں"۔ کرنل لارج نے کہا۔اور جیگر سر ہلاتا ہوا میز کی دوسری طرف موجود کرسی پہ بیٹھ گیا۔

"سنو۔پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک آدمی ہے علی عمران۔اس کے ساتھ اس وقت تین آدمی اور ہیں۔انہیں ایئرپورٹ پر فائرنگ سے ہلاک کرنے کی کوشش کی گئی لیکن وہ زخمی ہو گئے۔اس کے بعد معلوم ہوا کہ انہیں علاج کے لئے سنٹرل ہسپتال لے جایا گیا ہے لیکن وہاں سے پڑتال کرنے پر معلوم ہوا ہے۔کہ وہاں سے انہیں کسی خفیہ جگہ پہ شفٹ کر دیا گیا ہے۔کسی ایسی ایمبولینس کے ذریعے جس پہ

ریڈ کراس کا نشان لگا ہوا تھا۔ لیکن ریڈ کراس والے کہتے ہیں کہ وہ ان کی
ایمبولینس نہ تھی۔ اب ہم نے فوری طور پر انہیں ٹریس کرنا ہے۔ اور
ان کا خاتمہ کرنا ہے۔ میں ان معاملات میں تمہاری صلاحیتوں سے
واقف ہوں۔ کہ تم بل میں چھپے ہوئے چوہے کا بھی کھوج لگا لیتے ہو۔
اس لئے میں یہ اہم کام تمہارے ذمہ لگا رہا ہوں "۔۔۔ کرنل لارج
نے سرد لہجے میں کہا۔

" پاکیشیا سیکرٹ سروس ۔۔۔ ٹھیک ہے باس۔ میں تلاش کر
لوں گا۔ میں ایک ایسے آدمی کو جانتا ہوں جو اس سروس کے لئے کام
کرتا ہے۔ اس سے آسانی سے معلوم ہو سکے گا۔ ایک منٹ۔ یہ
ایمبولینس والا واقعہ کتنی دیر پہلے کا ہے "۔۔۔ جیگر نے بات کرتے
کرتے چونک کر پوچھا۔

" میرے خیال میں زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ پہلے کا ہو گا۔ کیوں "
کرنل لارج نے چونک کر پوچھا۔

" پھر لازماً نارمن نے یہ کام کیا ہے۔ اس نے ایک پرائیویٹ ہسپتال
بھی کھولا ہوا ہے۔ اور میں نے اسے ایک گھنٹہ پہلے اپنے نجی کام کے
لئے فون کیا تھا۔ تو مجھے اس کی سیکرٹری نے یہی بتایا تھا کہ اسے
اچانک کسی اہم کام کے لئے جانا پڑ گیا ہے۔ اور یہ نارمن پاکیشیا
سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے۔ لازماً وہی انہیں وہاں سے لے
گیا ہو گا "۔۔۔ جیگر نے کہا۔ تو کرنل لارج کی آنکھوں میں چمک ابھر
آئی۔

" اوہ۔ ویری گڈ۔ واقعی تمہاری صلاحیتیں شاندار ہیں۔ کہاں ہے
اس کا ذاتی ہسپتال۔ یہ لوگ لازماً وہیں ہوں گے "۔۔۔ کرنل لارج نے
مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" مجھے اتنا تو معلوم ہے کہ اس نے باقاعدہ بزنس کے طور پر ہسپتال
کھولا ہوا ہے۔ لیکن چونکہ یہ کام میری لائن کا نہیں ہے۔ اس لئے میں
نے کبھی پوچھا نہیں۔ بہرحال اگر آپ ایک ٹیلی فون کال کی اجازت دیں
تو ابھی معلوم ہو سکتا ہے "۔۔۔ جیگر نے کہا۔

" ہاں ہاں۔ کر لو۔ اگر ہسپتال کا معلوم ہو جاتا ہے تو میں ابھی پورا گروپ
وہاں بھیج دوں گا "۔۔۔ کرنل لارج نے کہا۔

اور جیگر نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا۔ اور
پھر اس کا رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے لگا۔

" یس ۔۔۔ جیگی اینڈ جیگل انٹرپرائزز " دوسری طرف سے ایک
نسوانی آواز سنائی دی۔

" نارمن سے بات کراؤ للی۔ میں جیگر بول رہا ہوں "۔۔۔ جیگر نے
کہا۔

" اوہ باس تو ابھی تک واپس نہیں آئے۔ اور نہ ہی ان کی طرف
سے کوئی کال آئی ہے "۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اچھا للی۔ یہ تو تم بتا سکتی ہو کہ نارمن کا ذاتی ہسپتال کون سا ہے اور
کہاں واقع ہے۔ مجھے ایک ضروری کام آن پڑا ہے "۔۔۔ جیگر
نے کہا۔

" ہاں۔ کیوں نہیں بڑا مشہور ہسپتال ہے۔ ہیلتھ اینڈ کیئر ہاسپٹل۔
ہڑٹی بھری ایونیو ڈان روڈ "۔۔۔ للی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ ہسپتال صرف مشورے دینے کی حد تک ہے یا وہاں مریض دا
بھی کئے جاتے ہیں" ـــــ جیگر نے پوچھا۔

"ارے۔ تمہیں نہیں معلوم۔ اتنا مشہور ہسپتال ہے۔ اور ہاں تمہیں
معلوم کیسے ہو سکتا ہے۔ تم تو گینڈے کی طرح پلے ہوئے ہو۔ کبھی بیما
ہو تو پتہ بھی چلے۔ بہرحال یہ بڑا اور باقاعدہ ہسپتال ہے۔ دو سو بستر
کا" ـــــ للی نے کہا۔

"اچھا شکریہ" ـــــ جیگر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"لیجئے باس۔ ہسپتال کا تو پتہ چل گیا۔ اب اگر آپ کہیں تو میں خود
وہاں جا کر یہ معلوم کر لوں کہ وہاں کوئی نئے یا سپیشل مریض داخل ہوئے ہیں
یا نہیں" ـــــ جیگر نے کہا۔

"اگر یہ ہسپتال نارمن کا ذاتی ہے۔ اور اگر نارمن ہی ان ایجنٹوں کو
سنٹرل ہسپتال سے لے آیا ہے تو پھر لازماً اس نے وہاں ان کی حفاظت
کا بھی خاص انتظام کر رکھا ہو گا۔ اور ظاہر ہے انہیں خفیہ بھی رکھا ہوگا
اس لئے پہلے تم جا کر انہیں ٹریس کرو۔ اگر واقعی وہ لوگ وہاں ہیں
تو پھر میں اس پورے ہسپتال کو ہی اڑا دوں گا" ـــــ کرنل لارج نے
کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ مجھ سے وہ لوگ نہیں
چھپ سکتے۔ چاہے نارمن انہیں پاتال میں کیوں نہ پہنچا دے" ـــــ
نارمن نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"جلد سے جلد معلوم کرو۔ میں تمہاری کال کا منتظر رہوں گا" ـــــ کرنل
لارج نے کہا اور جیگر سر ہلاتا ہوا مڑا اور دروازے سے باہر نکل گیا۔

یہ ایک بڑا سا تہہ خانہ نما کمرہ تھا۔ جس کے اندر عمران اور
اس کے ساتھی موجود تھے۔ کمرے کا اکلوتا دروازہ بند تھا۔ یہ دروازہ نہ
صرف فولادی تھا بلکہ اس قسم کا تھا جیسے بینکوں کے لاکر زردم کے
مخصوص دروازے ہوتے ہیں۔ کمرے کے اندر چار بیڈ تھے جن پر عمران
اور اس کے ساتھی لیٹے ہوئے تھے۔ اور کیپٹن شکیل کے پہلوؤں اور
صفدر اور تنویر کے بازو پٹیوں میں لپٹے ہوئے تھے۔ نارمن نے انہیں
ایک گھنٹہ پہلے سنٹرل ہسپتال سے ایک ایمبولینس کے ذریعے یہاں
منتقل کیا تھا۔ اور نارمن نے ہی بتایا تھا کہ یہ اس کا ذاتی ملکیتی ہسپتال
ہے۔ اور یہ تہہ خانہ اس نے خاص طور پر ایسے مواقع کے لئے تعمیر کرایا
تھا۔ یہ ہر لحاظ سے محفوظ ہے۔ یہاں ان کے پہنچتے ہی ڈاکٹروں کے
ایک بورڈ نے ان کی دوبارہ مرہم پٹی کی۔ اور انہیں انجکشن لگانے کے
بعد وہ انہیں آرام کرنے کی ہدایات دے کر چلے گئے۔ ویسے عمران

اور سارے ساتھی محسوس کر رہے تھے کہ سنٹرل ہسپتال کی نسبت
یہاں ان کے زخموں میں ہونے والے درد اور پیدا ہونے والی ٹیس
میں خاصی کمی آگئی ہے۔ عمران نے نارمن کو کرنل لارج کا کھوج لگانے
کا فریضہ سونپ دیا تھا تاکہ یہاں سے نکلنے کے بعد وہ سب سے
کرنل لارج کا خاتمہ کر سکے۔ کیونکہ اب اس نے محسوس کر لیا تھا
کرنل لارج اور اس کا گروپ آسانی سے ان کا پیچھا چھوڑنے والا نہ
ہے۔ اور اگر یہ گروپ اسی طرح تعاقب کرتا ہوا بلیک پاگوس بھی
گیا تو پھر وہاں ان کے لئے بے شمار خطرات پیدا ہو جائیں گے کیونکہ
اس طرح واٹر پاور والوں کو ان کے بلیک پاگوس پہنچنے کی اطلاع
مل جائے گی۔ اور وہ اپنے ہیڈ کوارٹر کو بچانے کے لئے ہر ممکن اقدام
سے کبھی گریز نہ کریں گے۔ اس لئے اس نے کرنل لارج اور اس کے
ساتھیوں کے خاتمے کا حتمی فیصلہ کر لیا تھا۔

"عمران صاحب۔ یہ بلیک پاگوس جزیرہ کس قسم کا جزیرہ ہے"
صفدر نے پوچھا۔

"کافی بڑا جزیرہ ہے۔ تقریباً ہمارے ملک پاکیشیا سے آدھا
لو۔ ویسے اس کے زیادہ تر حصے میں انتہائی گھنے جنگلات ہیں صرف
تھوڑے سے حصے پر آبادی ہے۔ اور انہی گھنے جنگلات نے اس
جزیرے کو سمگلروں اور جرائم پیشہ افراد کی جنت بنا دیا ہے۔ عین
خط استوا پر ہونے کی وجہ سے یہ جنگلات اس قدر گھنے ہیں۔ اور
یہاں اس قدر خوفناک دلدلوں اور حشرات الارض کی کثرت ہے
کہ ان جنگلات میں ہر درخت کے پیچھے موت چھپی رہتی ہے۔ یقیناً

انہی جنگلات میں کہیں واٹر پاور والوں نے اپنا ہیڈ کوارٹر تعمیر کیا ہوا ہو
گا"۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا تو مطلب ہوا کہ ان کے ہیڈ کوارٹر میں داخلہ تو ایک طرف اسے
ٹریس کرنا بھی ایک مسئلہ ہوگا"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میرا خیال ہے اسے آسانی سے ٹریس کیا جا سکتا ہے"۔۔۔
اچانک تنویر بول پڑا اور وہ سب چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

"وہ کیسے"۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔

"واٹر پاور والوں نے لازماً ہیڈ کوارٹر میں آنے جانے کے لئے
کوئی ایسا خفیہ راستہ ضرور بنایا ہوگا۔ جس کا دہانہ آبادی والے
حصے میں ہوگا۔ آخر وہ ان کا ہیڈ کوارٹر ہے تو وہاں خوراک اور دیگر
سپلائی کے لئے ٹرکوں پر مال آتا ہوگا۔ اور ٹرک جنگل میں تو نہیں
گھس سکتے۔ اس لئے اگر ہم وہاں کے ٹرکوں کے اڈوں سے معلومات
حاصل کر لیں تو یہ راستہ تلاش کیا جا سکتا ہے"۔۔۔ تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ تنویر کی بات درست ہے۔ یقیناً ایسا ہی ہوگا۔ لیکن یہ بھی تو
ہو سکتا ہے کہ انہوں نے سمندر میں سے کسی ویران ساحل پر یہ راستہ
بنایا ہوا ہو۔ اور ساری سپلائی وغیرہ سمندر کے راستے براہ راست
ہیڈ کوارٹر تک پہنچتی ہو"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔ اور اس بار تنویر نے
بھی سر ہلا دیا۔ پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا عمران
کے بیڈ کے اوپر ایک سائیڈ پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی
عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔۔۔ عمران نے کہا۔

" میں نارمن بول رہا ہوں پرنس۔ آپ کے لئے ایک اہم اطلاع ہے۔
وہ راکلی اور جمی دونوں کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے" ——— نارمن نے
کہا۔ اور عمران یہ اطلاع سن کر چونک پڑا۔
" اچھا۔ تم تو ان دونوں کو جانتے نہ تھے۔ پھر کیسے پتہ چلا" ——— عمران
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
" میں نے اپنے آدمی انہیں ٹریس کرنے پر لگا دیئے تھے۔ میرے
آدمیوں نے انڈر گراؤنڈ ورلڈ سے رابطہ قائم کر کے ان کے متعلق
تفصیلات حاصل کر لیں۔ لیکن جب ان تفصیلات کے مطابق وہ ان
ٹھکانوں پر پہنچے تو پتہ چلا کہ دونوں کی لاشیں پولیس ہیڈ کوارٹر پہنچ چکی
ہیں۔ دونوں اپنے اپنے ٹھکانوں پر مردہ پائے گئے۔ راکلی جس کوٹھی میں
رہتی تھی وہاں دو اور آدمی بھی مردہ پڑے ہوئے تھے۔ بہرحال پولیس ہیڈ
کوارٹر سے ہی ان کے متعلق معلومات حاصل کر لی گئی ہیں وہ وہی ہیں
راکلی اور جمی" ——— نارمن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
" انہیں کس نے گولی ماری ہے" ——— عمران نے پوچھا۔
" ابھی حتمی طور پر تو کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ البتہ راکلی کی کوٹھی کے باہر
ایک ایسے آدمی کو چیک کیا گیا ہے جس کا تعلق لارج گروپ سے ہے
اس لئے ہو سکتا ہے کہ انہیں کرنل لارج نے گولی مروائی ہو" ——— نارمن
نے جواب دیا۔
" لیکن وہ تو اس کے ساتھی تھے۔ بہرحال ہو گا کوئی چکر۔ تم کرنل لارج
کے متعلق بتاؤ۔ اس کے متعلق کچھ پتہ چلا" ——— عمران نے کہا۔
" جی نہیں۔ وہ مسلسل غائب ہے۔ اور اس کے متعلق ہی بتایا گیا ہے

کہ وہ گزشتہ ایک ہفتے سے جیکو بار میں نہیں آیا۔ اس کے علاوہ بھی
اس کے کئی خاص اڈے ہوں گے۔ ان کی پڑتال کی جا رہی ہے۔ بہرحال
ان کے متعلق معلوم ہو جائے گا" ——— نارمن نے جواب دیا۔
" بلیک پاگوس کے لئے ان کاغذات کا کیا بنا" ——— عمران
نے پوچھا۔
" وہ تیار ہو رہے ہیں پرنس۔ دو تین روز میں مل جائیں گے۔ دیر اس
لئے لگ رہی ہے کہ میں نے انہیں قانونی طور پر تیار کرایا ہے۔ تاکہ وہاں
آپ کو کسی قسم کی پریشانی نہ ہو۔ کیونکہ بلیک پاگوس انتہائی بدنام
جزیرہ ہے۔ اور وہاں کاغذات کی چیکنگ انتہائی باریک بینی اور سختی
سے کی جاتی ہے" ——— نارمن نے جواب دیا۔
" اوکے۔ دو تین روز میں ہم بھی فٹ ہو ہی جائیں گے۔ تم ان دو تین
دنوں میں کرنل لارج کا ہی کھوج لگا لو۔ تاکہ اس کا کانٹا بھی دور ہو سکے" ———
عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔
" راکلی اور جمی دونوں کو میرے خیال میں اس کرنل لارج نے ہی
ختم کرایا ہو گا۔ ہو سکتا ہے یہ دونوں ایئرپورٹ پر فائرنگ کی وجہ سے
پولیس کی نظروں میں آ گئے ہوں" ——— صفدر نے کہا۔
" میرا تو خیال ہے کہ یہ جولیا کی شرارت ہے" ——— عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔
" جولیا کی شرارت کیا مطلب" ——— عمران کی بات سن کر سب چونک
پڑے۔ ان کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ خاص
طور پر تنویر کا چہرہ تو دیکھنے والا تھا۔

"یار۔ اگر مردوں کی طرف سے رقابت ہو سکتی ہے تو دوسری طرف
سے کیوں نہیں ہو سکتی۔ راکلی خاصی خوب صورت لڑکی تھی۔ کیوں تن
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تنویر نے تو ہونٹ بھینچ لئے
کہ باقی ساتھی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"کاش۔ گولی تمہاری زبان پہ لگتی تو میں دو نفل شکرانے کے
کرتا"۔۔۔ تنویر نے جھنجھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ اور اس بار قہ
پہلے سے کہیں بلند تھے۔ عمران کا قہقہہ بھی اس میں شامل تھا۔

لیکن ابھی قہقہوں کی گونج ختم نہ ہوئی تھی کہ کمرے کا فولادی دروازہ
کھلنے لگا اور وہ سب خاموش ہو کر اس کی طرف دیکھنے لگے لیکن دوسرے
لمحے ان کے حلق سے طویل سانس نکل گئے۔ کیونکہ چار ڈاکٹر یکے بعد دیگرے
اندر داخل ہوئے۔ ان میں سے تین نوجوان اور ایک ادھیڑ عمر تھا۔ ایک
نے مڑ کر دروازہ بند کر دیا۔ لیکن عمران حیران تھا کہ یہ چاروں ہی نئے
تھے۔ ان میں سے ایک بھی پہلے والے ڈاکٹروں میں سے نہ تھا۔

"ہیلو۔۔۔ مزے ہو رہے ہیں"۔۔۔ ان میں سے سب سے
آگے آنے والے ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ ان سب سے سینئر
لگ رہا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ سفید کوٹ کی جیبوں میں تھے۔ اور
اس کی آواز سن کر عمران چونک پڑا۔ کیونکہ یہ آواز اس کے ذہن کے
لئے مانوس سی تھی۔ لیکن فوری طور پر اُسے یاد نہ آیا کہ یہ آواز اس نے
پہلے کہاں سنی تھی۔ لیکن اُسی لمحے صفدر چونکنا ہو کر سیدھا ہو گیا۔

"تم ہمارے ہاتھوں بچ کر نہ جا سکتے تھے عمران"۔۔۔ اس سینئر ڈاکٹر
نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس کا ایک ہاتھ کوٹ کی جیب سے باہر

آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا لیکن جدید انداز کا ریز پسٹل موجود تھا۔
اس کے ساتھ ہی اس نے دوسرے ہاتھ سے کنپٹی پر چٹکی بھری اور اس
کے چہرے پر چڑھی ہوئی پتلی سی جھلی اتر گئی۔ اس کے تین ساتھیوں کے
ہاتھوں میں بھی اب ریوالور چمک رہے تھے اور چہروں پر موجود نرمی اور
مسکراہٹ سختی اور سفاکی میں بدل گئی تھی۔

"اوہ۔ تو یہ تم ہو کرنل لارج"۔۔۔ عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے
کہا۔ اور صفدر بھی چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ کیونکہ وہ پہلے ہی
یہ آواز پہچان گیا تھا۔

"ہاں۔ میں ہی کرنل لارج ہوں۔ میں نے تم سے بڑا پرانا حساب چکانا
تھا۔ اس لئے میں نے راکلی اور جرمی دونوں سے پیچھا چھڑا لیا۔ کیونکہ
ان دونوں کے ساتھ میری ذہنی ہم آہنگی نہ تھی۔ اور اس ذہنی عدم مطابقت
کی وجہ سے تم سینٹ لاکس سے بھی بچ نکلے اور ایئر پورٹ پر بھی صرف
زخمی ہوئے۔ لیکن دیکھو آخر کار ہم نے تمہیں یہاں بھی ٹریس کر لیا حالانکہ
اس جگہ کو ٹریس کرنا بظاہر ناممکن تھا۔ لیکن یہ جیگر۔ یہ اس کا کمال ہے۔
یہ چوہے کو اس کے بل سے بھی نکال لیتا ہے"۔۔۔ کرنل لارج کی
زبان عمران سے بھی زیادہ تیز چل رہی تھی۔

"تو تم اب واٹر پادر کے ساتھ اٹیچ ہو گئے ہو۔ پہلے تو تم ملازمت
کو پسند نہ کرتے تھے اور اُسے غلامی سے تشبیہہ دیتے تھے"۔۔۔
عمران نے اُسی طرح مطمئن لہجے میں کہا۔ لیکن اس کا پھیلا ہوا ہاتھ پاس
پڑے ٹیلی فون سیٹ پر مضبوطی سے جم گیا تھا۔

"میں اب بھی ملازمت پر لعنت بھیجتا ہوں۔ میرا اپنا گروپ ہے۔

واٹر پاور کا نیا چیف کرنل کاٹرو میرا پرانا دوست ہے۔ میں تو اس کی رہا ہوں"۔۔۔۔ کرنل لارج نے کہا۔ اور عمران اس کی بات سن کر چو پڑا۔ یہ اس کے لئے واقعی نئی بات تھی۔

"نیا چیف کرنل کاٹرو۔۔۔ کیا مطلب۔ کیا واٹر پاور کے چیف کا سال الیکشن ہوتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ یہ شخص خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کو آجائے"۔۔۔ پاس کھڑے اس آدمی نے کہا جسے جیگر کہا گیا تھا۔

"ارے نہیں جیگر۔ اب یہ لوگ بچ کر نہیں جا سکتے۔ یہ مریض ہیں ظاہر ہے ان کے پاس اسلحہ نہیں ہوگا۔ اور ویسے میرے ہاتھ میں ریز پسٹل ہے۔ ایک لمحے میں یہ سب جل کر راکھ ہو جائیں گے۔ میں نے اس عمران سے پرانا ادھار چکانا ہے۔ اور بڑے عرصے بعد یہ قابو آیا ہے۔ اس لئے دو چار منٹ اور زندہ رہ لے گا تو میرا کیا بگڑ جائے گا۔ ہاں تو عمران۔ الیکشن والی کوئی بات نہیں۔ صرف مجھے اتنا معلوم ہے کہ واٹر پاور کا کوئی اہم مشن ناکام ہو گیا جس کی پاداش میں اس سابقہ چیف کو موت کی سزا دے دی گئی۔ اور نیا چیف کرنل کاٹرو کو بنایا گیا ہے۔ اور اسے انتہائی وسیع اختیارات دیئے گئے ہیں"۔۔۔۔ کرنل لارج نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ کرنل کاٹرو۔ کیا ایکریمیا کا کرنل ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ارے نہیں۔ یہ کناڈا سیکرٹ سروس کا چیف تھا۔ لیکن پھر وہاں اس کے مخالفوں کی حکومت آگئی اور اسے وہاں سے فرار ہونا پڑا۔ پھر یہ مختلف تنظیموں میں رہا۔ اور اب یہ واٹر پاور کے ساتھ

بس میرے خیال میں اب کافی باتیں ہو گئی ہیں۔ اب تمہیں مستقل آرام کرنے نہ بھیج دیا جائے"۔۔۔۔ کرنل لارج نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریز پسٹل کو عمران کی طرف سیدھا کر لیا۔

"مستقل آرام تو قبر میں ہی مل سکتا ہے کرنل لارج۔ اور ابھی تو لاش ہی تیار ہوئی ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور ختم ہونے سے پہلے ہی اس کا وہ ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت آیا جو اس نے ٹیلی فون سیٹ پر رکھا ہوا تھا۔ ٹیلیفون کی تار کافی تھی۔ اس لئے عمران کو یقین تھا کہ وہ سامنے کھڑے ہوئے کرنل لارج تک سیٹ کو پہنچانے سے نہ رکے گی اور وہی ہوا۔ ٹیلی فون سیٹ اچانک ایک دھماکے سے کرنل لارج کے اس ہاتھ پر پڑا۔ جس میں اس نے ریز پسٹل پکڑا ہوا تھا۔ اور کرنل لارج بے اختیار چیخ مار کر پیچھے ہٹا ہی تھا کہ یک لخت صفدر۔ کیپٹن شکیل اور تنویر دونوں ہی اچھل کر اس کے تین ساتھیوں پر جا پڑے۔ اور اس کے ساتھ ہی کمرہ چیخوں سے گونج اٹھا۔ تنویر نے سب سے زیادہ پھرتی دکھائی دی۔ اس نے اچھل کر ایک آدمی کے سینے پر ٹکر ماری اور ساتھ ہی وہ قلابازی کھا کر گھوما اور اس نے کرنل لارج کے ہاتھ سے کر بیڈ کے قریب گرنے والا ریز پسٹل اچک لیا تھا۔ ادھر کیپٹن شکیل اور صفدر دونوں مسلسل اس جدوجہد میں تھے کہ اپنے پڑے ہوئے آدمیوں کو اٹھنے نہ دیں۔ لیکن چونکہ وہ دونوں ہی زخمی تھے۔ اس لئے وہ انہیں چند لمحوں سے زیادہ نہ روک سکے۔ دوران دونوں نے انہیں ایک طرف اچھالا۔ اور خود ایک جھٹکے

سے کھڑے ہو گئے۔ کرنل لارج نے دوڑ کر تنویر پر حملہ کرنا چا
تنویر بھلا اُسے اتنا موقع کہاں دینے والا تھا۔ اس نے ریز
ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے کمرہ کرنل لارج کے حلق سے نکلنے
خوف ناک چیخوں سے گونج اٹھا۔ تنویر کا ہاتھ تیزی سے گھوما اور
آدمی جب اس نے ٹکر ماری تھی اور باقی دو آدمی جو اُسی لمحے
شکیل اور صفدر کو اچھال کر اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ ایک دا
کی صورت میں گھومتی ہوئی ریز کی زد میں یکے بعد دیگرے آ گئے
ان کا حشر بھی کرنل لارج جیسا ہوا۔ وہ بھی بے اختیار خوف ناک
میں چیختے ہوئے نیچے گر گئے۔ ان کے پورے جسم میں آگ بھڑک
تھی اور وہ فرش پر اس بُری طرح لوٹ رہے تھے اور تڑپ رہے
تھے جیسے مچھلی پانی سے باہر نکلنے پر تڑپتی ہے۔ لیکن یہ بجلی کی
آگ تھی جو بجائے بجھنے کے لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتی جا رہی تھی اور پھر ان
چیخیں مدھم پڑتے پڑتے ختم ہو گئیں۔ اور اس کے ساتھ ہی ان
جسم بھی بے حس و حرکت ہو گئے۔ آگ اب بھی ان کے جسموں سے نک
رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کمرے میں چار شعلے بھڑک رہے ہو
تنویر۔ کیپٹن شکیل اور صفدر ہونٹ بھینچے خاموش کھڑے تھے
وہ اُسی وقت اٹھ کر کھڑے ہو گئے تھے جب انہیں ایک طرف
اچھالنے والے ریز پسٹل کا شکار ہو کر نیچے گرے تھے۔ جبکہ عمر
اُسی طرح بیڈ پر لیٹا ہوا بڑے اطمینان بھرے انداز میں یہ سب
دیکھ رہا تھا۔ یہاں بھی ڈاکٹروں نے اس کے جسم کو بیڈ کے ساتھ کس
کر رکھا تھا اس لئے وہ نہ ہی اٹھ کر بیٹھ سکتا تھا اور نہ بیڈ سے نیچے

تھا۔ چند لمحوں بعد شعلے مدھم ہونے لگے اور پھر وہ بجھ گئے۔ اب
پر جلے ہوئے کوئلے کی طرح کرنل لارج اور اس کے ساتھیوں کی
یں پڑی ہوئی تھیں۔ اور ان کی لاشوں کے ارد گرد کے فرش کا
بھی سیاہ ہو گیا تھا۔
"خاصا خطرناک پسٹل ہے یہ" ——— تنویر نے ہاتھ میں پکڑے
ئے پسٹل کو الٹ پلٹ کر اس طرح دیکھتے ہوئے کہا جیسے وہ
کی کارکردگی پر حیران ہو رہا ہو۔
"اسے سنبھال کر رکھ لینا۔ تمہاری شادی پر کم از کم آتش بازی کا
تو بچ جائے گا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تنویر اور
کے ساتھی جیسے ہوش میں آ گئے۔
"ارے شکیل۔ تمہاری پٹیوں سے خون رس رہا ہے۔ ادھر آؤ۔
ٹ جاؤ۔ شاید ٹانکے کھل گئے ہیں" ——— صفدر نے کیپٹن شکیل
بازو پکڑتے ہوئے کہا۔
"تنویر اگر آج پھرتی نہ دکھاتا تو منکر نکیر کو لگانے پڑتے یہ ٹانکے"
ران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"جی نہیں۔ تم نے ٹیلی فون سیٹ پھینک کر اس خوف ناک پسٹل
کو بیکار کیا تو ہمیں حرکت میں آنے کا موقع ملا" ——— تنویر نے
ڑا ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور عمران مسکرا دیا۔ وہ تنویر کی
فطرت جانتا تھا کہ وہ ہر معاملے میں کھرا اور سیدھا آدمی تھا۔
"ارے میں نے تو اُسے ٹیلی فون دیا تھا کہ چلو مرنے سے پہلے فون
پر ہی کسی کو وصیت لکھوا دو" ——— عمران نے کہا۔ اور کمرے میں

ہلکے سے قہقہے گونج اٹھے۔

"آپ کے اس قبر والے اشارے نے توہمیں چوکنا کر دیا تھا"
صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر کیپٹن شکیل کو بیڈ
وہ آگے بڑھا اور اس نے فرش پر گرے ہوئے فون کو اٹھا کر
بیڈ پر رکھا۔ لیکن ریسیور کا ایک حصہ ٹوٹ کر بیکار ہو چکا تھا۔

"یہ بے چارہ تو گیا کام سے۔ اب مجھے خود جا کر کسی کو بلانا پڑے گا تاکہ
کیپٹن شکیل کے زخموں پر بینڈیج کی جا سکے"۔۔۔۔ صفدر نے
اور دروازے کی طرف مڑا۔

"ارے ایسی بھی کیا بات ہے۔ صرف کریڈل کو دو تین بار دباؤ۔ کوئی نہ
آجائے گا۔ بات چیت ہی نہ ہو سکے گی۔ اشارہ تو مل جائے گا"۔۔۔
نے کہا۔ اور صفدر سر ہلاتا ہوا واپس مڑا اور پھر اس نے کریڈل
بار بار دبانا شروع کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک نرس اندر داخل ہوئی
لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختی ہوئی باہر کو دوڑ گئی۔

ظاہر ہے سامنے فرش پر پڑی ہوئی چار سیاہ لاشیں دیکھنے کے
بعد اس کا یہی ردعمل ہونا چاہیے تھا۔

"اب کال کیسے ہو گئی"۔۔۔۔ عمران نے نرس کو چیخ کر واپس جاتے
ہوئے دیکھ کر کہا۔ اور صفدر اور تنویر دونوں ہی ہنس پڑے۔

واقعی چند لمحوں بعد چھ سات ڈاکٹر اور چار پانچ نرسوں کے علاوہ دو
مسلح افراد دوڑتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ اور وہ بھی ٹھٹھک کر
ان لاشوں کے پاس رک گئے۔

"یہ کون ہیں۔ کیا ہوا انہیں"۔۔۔۔ ایک ڈاکٹر نے حیرت بھرے لہجے میں
لاشوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جہنم کے فرشتے تھے۔ اپنی ہی آگ میں جل مرے۔ میرے ساتھی
کے زخموں کے ٹانکے شاید ٹوٹ گئے ہیں۔ تم اس کی فکر کرو۔ اور ذرا
پولیس کو بھی بلوا دو"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک مسلح
آدمی تیزی سے باہر نکل گیا۔ جب کہ باقی ڈاکٹر کیپٹن شکیل کی طرف
لپک پڑے۔

بارے میں تفصیلات معلوم کر کے اُسے رپورٹ کرے اور اب اس
کی کال آئی تھی۔
"ہیلو ہیلو ۔۔۔ دن زیرو سپیکنگ" ۔۔۔ چند لمحوں بعد رسیور
سے ایک مردانہ آواز ابھری۔
"یس دن زیرو۔ کرنل کاٹرو اٹنڈنگ۔ کیا رپورٹ ہے" ۔۔۔
کرنل کاٹرو نے سپاٹ لہجے میں کہا۔
"کرنل بڑی عجیب خبریں ہیں آپ کے لئے۔ کرنل لارج۔ راکلی اور
جرمی تینوں ہلاک ہو چکے ہیں" ۔۔۔ دوسری طرف سے دن زیرو نے کہا۔
تو کرنل کاٹرو تقریباً کرسی پر اچھل سا پڑا۔
"کیا کہہ رہے ہو دن زیرو۔ کیا تم نشے میں تو نہیں ہو" ۔۔۔ کرنل
کاٹرو نے اس بار انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔
"میں سچ کہہ رہا ہوں کرنل۔ آپ میری عادت جانتے ہیں۔ جب تک
میں ہر بات کی تصدیق نہ کر لوں اور اس کی مکمل گہرائی تک نہ پہنچ جاؤں
اس وقت تک رپورٹ نہیں کیا کرتا" ۔۔۔ دن زیرو نے بڑے بااعتماد
لہجے میں کہا۔
"ہونہہ۔ تفصیل بتاؤ" ۔۔۔ کرنل کاٹرو نے ہونٹ چباتے ہوئے
کہا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ دن زیرو میں واقعی یہی خصوصیات ہیں۔
"باس۔ میں نے تین دن لگا کر یہ تفصیلات حاصل کی ہیں۔ ان
تفصیلات کے مطابق کرنل لارج نے اپنے گروپ کی مدد سے راکلی اور
جرمی دونوں کو ان کی رہائش گاہوں پر گولی مروا کر ہلاک کرا دیا۔ اس
کے بعد اس نے ان پاکیشیائیوں کی تلاش شروع کر دی۔ اس کے لئے

کرنل کاٹرو اپنے مخصوص دفتر میں بیٹھا ہوا ایک فائل کے م
میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے سرخ رنگ کے ٹیلی فون کی گ
بج اٹھی۔ کرنل کاٹرو نے چونک کر پہلے ٹیلی فون کی طرف دیکھا اور پ
ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔
"یس" ۔۔۔ کرنل کاٹرو نے کہا۔
"کرنل۔ ناراک سے دن زیرو کی کال ہے" ۔۔۔ دوسری طر
سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔
"اوہ۔ یس۔ ملواؤ" ۔۔۔ کرنل کاٹرو نے چونک کر کہا۔ کیونکہ د
زیرو ایکریمیا میں واٹر پاور کا نمبر ٹاپ ایجنٹ تھا۔ چونکہ کئی دن
سے کرنل لارج۔ جرمی اور راکلی تینوں میں سے کسی کی کال نہ آئی ت
اور نہ ہی مخصوص فریکوئنسی پر کرنل لارج سے رابطہ ہو رہا تھا۔ اس
کرنل کاٹرو نے دن زیرو کو کال کر کے حکم دیا تھا کہ وہ ان تینوں ک

اس نے اپنے ایک خاص آدمی جیگر کو استعمال کیا۔ جیگر نے ان پاکیشیائیوں
کو ایک پرائیویٹ ہسپتال کے کسی تہہ خانہ نما مخصوص کمرے میں تلاش
کر لیا۔ یہ ہسپتال ایک شخص نارمن کی ذاتی ملکیت ہے اور نارمن
کے متعلق اطلاع یہ ہے کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے اکثر کام
کرتا رہتا ہے۔ اس تہہ خانے تک رسائی تقریباً ناممکن تھی۔ مگر کرنل
لارج نے اپنے گروپ کی مدد سے ہسپتال کے چار ڈاکٹروں کو اغوا کیا
اور پھر خود ان کے میک اپ میں وہ اسلحہ لے کر وہاں پہنچ گیا۔ کرنل
لارج نے جاتے وقت خصوصی طور پر اپنے گروپ کے اسلحہ خانہ سے
ایمون تھرٹی ریز پسٹل بھی منگوایا۔ پھر بعد میں ان کی کوئلہ بنی ہوئی لاشیں
بھی سڑک پر پڑی دستیاب ہوئیں۔ اس کی حالت بتا رہی تھی کہ وہ لوگ
اس ایمون تھرٹی ریز پسٹل کا ہی شکار بنے ہیں۔ کرنل لارج کی موت
کی اطلاع ملتے ہی اس کا پورا گروپ بکھر گیا اور جس کے ہتھے جو کچھ
چڑھا وہ لے اڑا۔ کیونکہ کرنل لارج نے اپنے ماتحتوں میں کسی ایسے
آدمی کو نہ رکھا تھا جو اس کے بعد اس کے گروپ کو کنٹرول میں رکھ
سکتا۔ اس طرح کرنل لارج گروپ کے کسی آدمی نے کرنل لارج کے
انتقام لینے کا سوچا تک نہیں۔ بہرحال یہ اطلاعات کنفرم ہوتے ہی
میں نے سوچا کہ ان پاکیشیائیوں کے بارے میں معلومات حاصل
کروں۔ کیونکہ آپ نے بتایا تھا کہ کرنل لارج۔ راکلی اور جرمی تینوں
کے ذمہ ان پاکیشیائیوں کے خاتمے کا ہی مشن لگایا گیا تھا اور لازماً
کرنل لارج اور اس کے ساتھیوں کو انہی پاکیشیائیوں نے ہی ہلاک
کیا ہوگا۔ میری انکوائری کے نتیجے میں یہ معلوم ہوا کہ وہ پاکیشیائی

آج صبح ہی ہسپتال سے فارغ کر دیئے گئے تھے۔ کیونکہ ان کے زخم ٹھیک
ہو گئے تھے۔ نارمن بھی غائب تھا۔ بہرحال میں نے نارمن کو تلاش کیا تو
معلوم ہوا کہ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ ایئرپورٹ گیا ہوا ہے۔
میں جب ایئرپورٹ گیا تو وہ وہاں موجود نہ تھا۔ ابھی ایک گھنٹہ قبل
مسلسل بھاگ دوڑ کے بعد مجھے اطلاع ملی کہ نارمن کو ایک کلب میں
دیکھا گیا ہے۔ میں وہاں گیا اور پھر وہاں نارمن کی موجودگی کنفرم ہوگئی۔
میں نے اپنے ساتھیوں سے کنٹیکٹ کیا اور اس نارمن کو اغوا کر کے
ایک سنسان مقام پر لے گیا۔ وہاں بے پناہ تشدد کے بعد آخر کار
نارمن نے زبان کھول دی۔ اس نے بتایا ہے کہ چار پاکیشیائیوں کا وہ
گروپ جس کا سربراہ علی عمران نامی نوجوان ہے۔ بلیک پاگوس
گئے ہیں۔ لیکن مزید تفصیلات بتانے سے پہلے وہ مر گیا۔ کیونکہ تشدد
کی وجہ سے وہ شدید زخمی تھا۔ اور یہ باتیں بھی اس نے نیم بے ہوشی کی
کیفیت میں بتائی تھیں۔ اس کے بعد میں نے ایئرپورٹ پر بلیک
پاگوس جانے والی اس دن کی فلائٹ چیک کی۔ اس روز بلیک پاگوس
ایک ہی فلائٹ ناراک سے گئی تھی۔ اس میں ایک سو بارہ افراد
سوار تھے۔ جو سب کے سب ایکریمین تھے۔ جن میں چالیس عورتیں
اور باقی مرد ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ پاکیشیائی ایکریمین میک
اپ اور کاغذات کے ساتھ وہاں گئے ہوں گے" ۔۔۔ ون زیرو
نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"کیا یہ بات یقینی ہے کہ وہ بلیک پاگوس گئے ہیں۔ انہوں نے
تو گرڈٹ لینڈ جانا تھا" ۔۔۔ کرنل کاٹرڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے

کہا۔

"اس نارمن نے نیم بے ہوشی کے عالم میں یہی کچھ بتایا تھا"۔۔۔۔ ون زیرو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ ویسے تم وہیں ان کی تلاش جاری رکھو۔ اور سنو۔ سینٹ لاس میں ایک فرم ڈبلر سے بھی رابطہ رکھو۔ کیونکہ انہوں نے گرروٹ لینڈ جانے کے لئے مخصوص ساز و سامان کا آرڈر ڈبلر کو دیا ہوا ہے۔ ہو سکتا ہے یہ بلیک پاگوس والی خبر غلط ہو"۔۔۔۔ کرنل کاٹرو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آج ہی اس پوائنٹ پر کام شروع کر دیتا ہوں" ون زیرو نے کہا۔ اور کرنل کاٹرو نے اوکے کہہ کر رسیور رکھا اور خاموش بیٹھا مسلسل ہونٹ کاٹتا رہا۔ ون زیرو کی اس اطلاع نے کہ عمران اور اس کے ساتھی بلیک پاگوس گئے ہیں اس کے بلڈ پریشر کو بڑھا دیا تھا۔ کیونکہ واقعی واٹر پاور کا ہیڈ کوارٹر بلیک پاگوس میں ہی تھا۔ اور اس وقت کرنل کاٹرو بلیک پاگوس میں واقع ہیڈ کوارٹر میں ہی بیٹھا ہوا تھا۔ لیکن بلیک پاگوس میں واٹر پاور کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں سوائے واٹر پاور کے ڈائریکٹران اور چیف کے علاوہ اور کسی کو علم نہ تھا۔ حتی کہ اسرائیل کے صدر تک کو بھی اس بات کا علم نہ تھا کہ واٹر پاور کا ہیڈ کوارٹر بلیک پاگوس میں ہے۔ خود کرنل کاٹرو کو چیف بننے سے پہلے ہیڈ کوارٹر کے محل وقوع کا علم نہ تھا۔ وہ بھی تب تک یہی جانتا تھا کہ ہیڈ کوارٹر گرروٹ لینڈ میں برفانی سمندر کے اندر کہیں واقع ہے۔ ویسے یہاں آ کر اس نے یہی دیکھا تھا کہ یہاں

ٹرانسمیٹر کا ایسا ڈاجنگ سسٹم نصب ہے کہ اگر ٹرانسمیٹر کال کو کسی بھی مشین سے چیک کیا جائے تب بھی مشین نے یہی بتانا تھا کہ ٹرانسمیٹر کال کا ریسیونگ مرکز گرروٹ لینڈ میں ہے۔ اس طرح یہ ہیڈ کوارٹر پوری دنیا کی نظروں سے اوجھل تھا۔ ویسے بھی یہ ہیڈ کوارٹر بلیک پاگوس کے ان انتہائی دشوار گزار اور گھنے جنگلوں کے نیچے زیر زمین بنایا گیا تھا۔ جہاں کسی انسان کا گزر ممکن ہی نہ تھا۔ اور ہیڈ کوارٹر کو تیار کرنے والے سارے آدمیوں کو بعد میں ہلاک کر دیا گیا تھا۔ یہاں ہیڈ کوارٹر میں بھی سارا نظام آٹو میٹک مشینوں پر مشتمل تھا۔ صرف کچھ افراد مستقل طور پر ہیڈ کوارٹر میں رہتے تھے۔ انہیں بھی صرف ایک مہینے میں ایک بار ایک ایک کر کے آبادی تک جانے دیا جاتا تھا۔ ان میں سے ایک میاں بیوی کا جوڑا تھا جو دونوں مقامی تھے۔ باقی سب مرد تھے اور دور دراز کے علاقوں سے یہاں آئے تھے۔ ہیڈ کوارٹر میں ایسا نظام موجود تھا کہ اگر ان دس افراد میں سے کوئی باہر جاتا تو اس کی ایک ایک حرکت اور اس کی زبان سے نکلنے والا ایک ایک لفظ باقاعدہ چیک ہوتا تھا۔ اس طرح سے اس ہیڈ کوارٹر کو مکمل طور پر محفوظ کر دیا گیا تھا۔ لیکن اب یہ ون زیرو بتا رہا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی بلیک پاگوس آئے ہیں۔ اس کا تو یہی مطلب نکلتا تھا کہ انہیں لازماً کسی طرح سے یہ اطلاع مل گئی ہے کہ واٹر پاور کا ہیڈ کوارٹر گرروٹ لینڈ کی بجائے بلیک پاگوس میں ہے۔ اور اب وہ بیٹھا یہی سوچ رہا تھا کہ وہ کس طرح انہیں بلیک پاگوس

یں ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کرا سکے۔ واٹر پاور کا کوئی ایجنٹ یا نمائندہ
یا کوئی ذیلی تنظیم بلیک پاگوس میں سرے سے موجود ہی نہ تھی۔
اور نہ ہی کبھی اس کی ضرورت پڑی تھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر انٹرکام
کا رسیور اٹھایا اور پھر ایک نمبر پریس کر دیا۔

”یس“ ——— دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی
دی۔

”گڈمین، میرے دفتر میں آجاؤ“ ——— کرنل نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس کرنل“ ——— دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور کرنل
کاٹرو نے رسیور رکھ دیا۔ لیکن اس کی فراخ پیشانی پر شکنیں ویسے
ہی موجود تھیں جو اس کے ذہنی الجھاؤ کا پتہ دیتی تھیں۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا
یہ گڈمین تھا جو کہ سپلائی شعبے کا انچارج تھا اور یہاں آنے سے پہلے
ایک معروف اور بدنام سمگلر تنظیم کا سرگرم کارکن بھی رہا تھا۔

”بیٹھو گڈمین“ ——— کرنل نے میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی
کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور گڈمین کرسی پر بیٹھ گیا۔

”گڈمین۔ ایک پرابلم یہاں بلیک پاگوس میں ہیڈکوارٹر کے لئے
پیدا ہو گیا ہے۔ تم اس سلسلے میں کوئی مشورہ دو“ ——— کرنل نے
کہا۔

”کیسی پرابلم باس۔ ہیڈکوارٹر تو ٹھیک ٹھاک ہے“ ——— گڈمین
نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”پرابلم ہیڈکوارٹر کے اندر نہیں ہے بلکہ باہر ہے“ ——— کرنل کاٹرو

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ کیسی پرابلم باس۔ آپ کچھ تفصیل بتائیں گے تو مجھے علم ہوگا“
گڈمین کے لہجے میں اب بے چینی کے آثار تھے۔

”گڈمین۔ تمہیں معلوم ہے کہ ہمارا گریٹ بال والا مشن ناکام ہو گیا
تھا۔ حالانکہ اس مشن پر واٹر پاور کا مکمل طور پر انحصار تھا“ ——— کرنل
کاٹرو نے کہا۔

”یس باس۔ یہ واٹر پاور کی انتہائی خوفناک ناکامی تھی۔ جس کا
کوئی مداوا کبھی نہیں ہو سکتا۔ اور اس ناکامی کی وجہ سے سابقہ چیف
باس کو بھی موت کی سزا دی گئی تھی“ ——— گڈمین نے جواب دیا۔

”جس پارٹی نے یہ مشن تباہ کیا تھا۔ اس کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ
سروس سے ہے۔ انتہائی خوفناک اور تیز طرار ایجنٹ ہیں۔ اور
جن کا سربراہ ایک مسخرہ سا نوجوان ہے۔ جس کا نام علی عمران ہے۔
علی عمران بظاہر ایک مسخرہ اور احمق سا آدمی ہے۔ لیکن درحقیقت وہ
دنیا بھر کے مجرموں کے لئے ایک دہشت بنا ہوا ہے۔ واٹر پاور کو
جب اطلاع ملی کہ وہ گریٹ بال کے پیچھے لگ گیا ہے تو واٹر پاور کے
ہیڈکوارٹر کی فائلیں بتاتی ہیں کہ سابقہ چیف نے اُسے مارنے کی ہر
ممکن کوششیں کیں۔ بے شمار تنظیموں نے اس کا راستہ روکا۔ لیکن
وہ سب کا خاتمہ کر کے آخر کار گریٹ بال کو تباہ کرنے میں کامیاب
ہو گیا۔ ویسے تو پاکیشیا سیکرٹ سروس ساری۔ لیکن خصوصاً یہ آدمی
علی عمران پوری دنیا میں یہودیوں کا نمبر ایک دشمن خیال کیا جاتا ہے۔
اس نے اسرائیل میں بار بار حملہ کر کے اسرائیل کو ہمیشہ ناقابل تلافی

نقصان پہنچایا ہے ۔ اور اسرائیل کی تمام تنظیمیں ہمیشہ اس کے مقابلے میں ناکام رہی ہیں ۔ بہرحال گریٹ بال کی تباہی کے بعد علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے واٹر پاور کے ہیڈ کوارٹر کی تباہی کا مشن سامنے رکھ لیا ۔ لیکن ہیڈ کوارٹر کے متعلق چونکہ کسی کو علم نہ تھا ۔ کہ وہ کہاں ہے سب یہی سمجھتے ہیں کہ یہ گرم دٹ لینڈ میں ہے ۔ اس لئے ہمیں ہیڈ کوارٹر کی تو پرواہ نہ تھی ۔ لیکن واٹر پاور کے ڈائریکٹران کا یہ متفقہ فیصلہ تھا ۔ کہ اس علی عمران کو ہر صورت میں ہلاک ہونا چاہیئے ۔ اس کی موت گریٹ بال کی ناکامی کی کسی حد تک تلافی کر سکتی ہے ۔ اور ساتھ ہی یہ بھی طے پایا کہ جب تک کم از کم علی عمران ہلاک نہیں ہو جاتا واٹر پاور کوئی بڑا مشن شروع نہ کرے گا ۔ چنانچہ یہ طے پایا کہ اب واٹر پاور کی تمام توانائیاں اس شخص کی ہلاکت پر صرف کی جائیں گی ۔ چنانچہ میں نے چارج سنبھالتے ہی پوری دنیا کے ایریا چیفس کی خصوصی میٹنگ ناراک میں کال کی ۔ اور ان سب کو عمران کی دستیاب فائلیں مہیا کر دی گئیں ۔ اور انہیں حکم دے دیا گیا کہ وہ اپنے اپنے ایریا میں خصوصی تنظیمیں تیار کر لیں ۔ لیکن یہ لوگ گریٹ بال کی تباہی کے بعد دستیاب نہ ہو رہے تھے ایک اطلاع ملی کہ عمران جیسے شخص کو سینٹ لاس میں دیکھا گیا ہے ۔ اس کا تعلق بظاہر اقوام متحدہ کے کسی سائنسی مشن سے تھا ۔ اور یہ مشن گرم دٹ لینڈ جا رہا تھا ۔ اس نے سینٹ لاس کی ایک فرم ڈبلر کو گرم دٹ لینڈ میں کام آنے والے مخصوص ساز و سامان کا بھی آرڈر دیا ۔ لیکن وہ وہاں اکیلا تھا ۔ اس کا کوئی ساتھی نظر نہ آیا ۔ اس پر میں نے تین معروف پرائیویٹ سیکرٹ ایجنٹوں کی ایک ٹیم بنائی ۔ جس کے ذمہ یہ ڈیوٹی لگائی گئی کہ

وہ جا کر سینٹ لاس میں اسے چیک کریں اور اگر یہ واقعی عمران ہے تو اسے ہلاک کرنے کی کارروائی کریں ۔ اور اگر یہ ہلاک نہ ہو تو پھر اس کی رپورٹ کریں تاکہ یہ جس بھی ایریا میں جائے وہاں اس کا مقابلہ کیا جا سکے اس ٹیم نے اطلاع دی کہ انہوں نے اس بات کی تو تصدیق کر لی ہے کہ یہ عمران ہے ۔ لیکن ان کے حملوں سے یہ بچ کر نکل گیا ۔ اور ناراک آ گیا ۔ یہ ٹیم اس سے پہلے ناراک پہنچ گئی ۔ اور اس نے ایئر پورٹ پر اس پر فائر کھول دیا ۔ اس عمران کے ساتھ تین اور ساتھی بھی تھے ۔ لیکن یہ ہلاک نہ ہوئے ۔ بلکہ صرف زخمی ہوئے ۔ اس کے بعد یہ ہسپتال سے بھی غائب ہو گئے ۔ وہ ایجنٹوں کی ٹیم انہیں ٹریس کر رہی تھی ۔ لیکن کئی دنوں سے ان کے ساتھ رابطہ نہ ہو رہا تھا ۔ اس پر میں نے ناراک میں واٹر پاور کے ایک مخبر دن زیرد کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ حالات کو چیک کر کے رپورٹ دے ۔ اور ابھی تھوڑی دیر پہلے اس کی رپورٹ آئی ہے کہ جن تین سیکرٹ ایجنٹوں کی ٹیم عمران کے خاتمے کے لئے کام کر رہی تھی وہ تینوں ہلاک کر دیئے گئے ہیں ۔ اس کے بعد اس دن زیرد نے جب مزید تحقیق کی تو عمران کا ایک ناراکی ساتھی اس کے ہتھے چڑھ گیا جس پر تشدد کیا گیا تو اس نے بتایا کہ عمران اور اس کے تین ساتھی ناراک سے ایک فلائٹ کے ذریعے بلیک پاگوس گئے ہیں ۔ اس سے زیادہ وہ آدمی نہ بتا سکا ۔ اور مر گیا ۔ یہ فلائٹ اب سے چار پانچ گھنٹے پہلے یہاں پہنچ چکی ہو گی ۔ اس کا مطلب ہے کہ اس عمران کو کسی طرح یہ معلوم ہو گیا ہے کہ واٹر پاور کا ہیڈ کوارٹر گرم دٹ لینڈ میں نہیں بلکہ بلیک پاگوس میں ہے ۔ بہرحال وہ ایکریمی میک اپ

میں یہاں پہنچے ہیں۔ ویسے یہ لوگ میک اپ کے انتہائی ماہر بھی ہیں
اس لئے ہوسکتا ہے انہوں نے یہاں آکر میک اپ بدل لیا ہو۔ اب
مسئلہ یہ ہے کہ انہیں یہاں بلیک پاگوس میں ہلاک کیا جانا انتہائی
ضروری ہے۔ ورنہ یہ شیطان صفت لوگ ہوسکتا ہے ہیڈ کوارٹر
کو ٹریس کر کے یہاں پہنچ جائیں۔ لیکن میں نے دیکھا ہے کہ یہاں
بلیک پاگوس میں داٹر پاور کا نہ ہی کوئی ایجنٹ ہے اور نہ کوئی ذیلی
تنظیم۔ ہم لوگ ہیڈ کوارٹر سے باہر جا نہیں سکتے۔ ورنہ میں خود باہر
جا کر ان کا خاتمہ کر دیتا۔ اب تم بتاؤ کہ انہیں کس طرح ٹریس کیا
جائے اور کس طرح ان کا خاتمہ کیا جائے۔ یہ ہے پرابلم جس کے لئے
میں نے تمہیں بلایا ہے" ۔۔۔ کرنل کاٹرد نے پوری تفصیل اور پس
منظر گڈمین کے سامنے وضاحت سے بیان کرتے ہوئے کہا۔ تاکہ
گڈمین کو پرابلم کی صحیح اہمیت کا پوری طرح احساس ہو سکے۔ کیونکہ
اس کی نظر میں گڈمین ہی ایسا آدمی تھا جس کے وسیع تعلقات بلیک
پاگوس کے آبادی والے حصے کے لوگوں سے تھے۔ کیونکہ بنیادی طور
پر گڈمین بلیک پاگوس کا ہی رہنے والا تھا۔ اس کے آباؤ اجداد کسی
زمانے میں سمگلنگ کے سلسلے میں یہاں آئے ہوں گے اور پھر وہ
مستقل طور پر یہیں آباد ہو گئے تھے۔ اس کی بیوی بھی ہیڈ کوارٹر میں کام کرتی تھی۔
"اوہ۔ واقعی یہ تو انتہائی پرابلم ہے باس۔ لیکن اگر ہم خاموش
رہیں تو یہاں شہر میں تو کسی کو معلوم نہیں ہے کہ داٹر پاور کا ہیڈ کوارٹر
یہاں ہے۔ اور اگر ہے تو کہاں ہے۔ اور ہیڈ کوارٹر کی ساخت ایسی
ہے کہ یہاں غلط آدمی کسی طرح داخل ہی نہیں ہوسکتا۔ مزید احتیاط

کے لئے اسے مکمل طور پر سیل بھی کیا جا سکتا ہے۔ ہمارے پاس چھ
مہینے کی سپلائی موجود ہے۔ ظاہر ہے وہ لوگ یہاں ٹکریں مارنے
کے بعد آخر کار بے نیل و مرام واپس چلے جائیں گے" ۔۔۔ گڈمین
نے کہا۔
"میں نے بھی پہلے یہی سوچا تھا۔ لیکن اس عمران کی فائل بتا رہی ہے
کہ یہ شخص کبھی آگے بڑھنے کے بعد پیچھے نہیں ہٹا۔ اب تم خود دیکھ
لو کہ دنیا بھر میں سوائے چند افراد کے کسی کو بھی معلوم نہیں کہ ہیڈ کوارٹر
بلیک پاگوس میں ہے۔ لیکن اسے معلوم ہو گیا ہے۔ اس لئے ہو سکتا
ہے کہ ہم ہیڈ کوارٹر سیل کر کے مطمئن ہو کر بیٹھ جائیں اور یہ آدمی
ناممکن کو ممکن بناتے ہوئے اچانک ہمارے سروں پر آن پہنچے" ۔۔۔
کرنل کاٹرد نے کہا۔
"ہاں۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ تو پھر باس کیوں نہ کسی بھی ایریے
سے آدمی یہاں منگوا لئے جائیں جو انہیں ٹریس کر کے ان کا خاتمہ
کر دیں" ۔۔۔ گڈمین نے کہا۔
"نہیں۔ اس طرح باہر کے لوگوں کو بھی یہ معلوم ہو جائے گا کہ
داٹر پاور کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ اور یہ بات ہیڈ کوارٹر کی سلامتی
کے لئے انتہائی خطرناک بھی ثابت ہو سکتی ہے۔ داٹر پاور نے ایک
دن پوری دنیا پر حکومت کرنی ہے۔ اور تم جانتے ہو کہ اس مشن
کے دوران پوری دنیا کی حکومتیں ہمارے خلاف بہر حال اٹھ کھڑی
ہوں گی۔ اور اگر انہیں معلوم ہوا کہ ہیڈ کوارٹر یہاں ہے تو یہ سپر
پاورز یہاں ہائیڈروجن بم گرانے سے بھی دریغ نہ کریں گے۔ اور

دوسری بات یہ کہ باہر سے آنے والے بہرحال یہاں اجنبی ہوں گے۔ اس لئے وہ آسانی سے مارک کر لئے جائیں گے۔ اور ہو سکتا ہے کہ یہ عمران کسی شک کی بنا پر یہاں آیا ہو۔ اور اس طرح وہ کنفرم ہو جائے گا۔ میں چاہتا ہوں کہ اُسے اصل بات کی ہوا بھی نہ لگے۔ اور اس کا خاتمہ بھی ہو جائے"۔۔۔ کرنل کاٹرود نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ آپ ایسا کریں کہ مجھے اور میری بیوی دونوں کو یہاں سے باہر بھجوا دیں۔ اور ہیڈ کوارٹر سیل کر دیں۔ شہر میں ایک گروپ ایسا ہے جس کا چیف کنگ ڈاگ میرا بہترین دوست ہے۔ یہ گروپ سمگلنگ کے ساتھ ساتھ غنڈہ گردی اور قتل و غارت میں پورے بلیک پاگوس میں سب سے آگے ہے۔ میں اس کے ذمے یہ مشن لگا دوں گا۔ اور اُسے بھاری رقم معاوضے کے طور پر دے دوں گا۔ مجھے یقین ہے کہ کنگ ڈاگ اُسے ایک دن میں ٹریس بھی کر لے گا اور ہلاک بھی کر دے گا۔ اس کا گروپ یہاں کے ایک ایک آدمی سے اچھی طرح واقف ہے"۔۔۔ گڈمین نے کہا۔

"نہیں۔ میں یہ رسک نہیں لے سکتا۔ ہو سکتا ہے جب یہ کنگ ڈاگ ان کے خلاف حرکت میں آئے تو وہ معلوم کر لیں کہ کنگ ڈاگ کو تم نے ہائر کیا ہے۔ اور اگر ان لوگوں نے تمہیں قابو کر لیا۔ تو پھر ہیڈ کوارٹر کے تمام راستے اور اندرونی نظام معلوم کر لیں گے۔ اس کی کمزوریاں بھی ان کے سامنے آجائیں گی۔ اس طرح ہیڈ کوارٹر مکمل خطرے میں ہوگا۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ تم یا تو یہاں سے اس

کنگ ڈاگ سے بات کر دیا پھر ایک روز کے لئے جاؤ اور اُسے ہائر کر کے اور عمران کے بارے میں تفصیلات اور ساتھ ہی رقم دے کر واپس آجاؤ۔ پھر اس سے وائرلیس فون کے ذریعے رابطہ رکھو"۔۔۔ کرنل کاٹرود واقعی ہیڈ کوارٹر کے بارے میں ضرورت سے زیادہ ہی محتاط تھا۔

"باس۔ آپ خواہ مخواہ وہم میں پڑ رہے ہیں۔ اول تو ایسا ہو نہیں سکتا۔ اور اگر بفرض محال ایسا ہو جائے تو شاید ابھی آپ کے علم میں یہ بات نہیں کہ ہیڈ کوارٹر کو محفوظ رکھنے کے لئے شروع سے ہی ایسا انتظام کیا گیا ہے کہ یہاں مستقل رہنے والوں کے جسموں میں آپریشن کے ذریعے ایک ایسا کمپیوٹر بم رکھا گیا ہے کہ جیسے ہی کوئی آدمی واٹر پاور کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کوئی بات منہ سے نکالنے لگے گا خیالات کی لہریں اس بم کو چارج کر دیں گی اور بم پھٹ جائے گا۔ اور ظاہر ہے اس آدمی کے جسم کے پرزے اڑ جائیں گے۔ سوائے چیف باس کے۔ باقی یہاں موجود ہر شخص مجھ اور میری بیوی سمیت سب کے جسموں میں شروع سے ہی بم فٹ ہے۔ اس لئے آپ اس طرف سے تو بے فکر رہیں کہ میں یا میری بیوی واٹر پاور کے بارے میں کسی کو کچھ بتا سکیں گے۔ میری بیوی پاڈلا کو تو سرے سے ہی کسی بات کا علم نہ ہو گا۔ میں تو اُسے یہی کہوں گا کہ میری طبیعت خراب ہے۔ اور میں نے آپ کی منت کر کے طویل رخصت لے لی ہے۔ وہ بھی چونکہ یہیں کی رہنے والی ہے اس لئے وہ تو اپنے رشتے داروں کو ملنے ملانے میں مصروف

رہے گی۔ لیکن اس طرح کنگ ڈاگ کی تمام کارروائی ہر وقت میری نظروں کے سامنے رہے گی۔ میں خود ہی ان لوگوں کو ٹریس کرتا رہوں گا۔ لیکن خود سامنے آنے کی بجائے کارروائی کنگ ڈاگ کے ذریعے ہی کراؤں گا۔ آپ مجھ پر اعتماد کریں۔ میں ان کی لاشیں ہر صورت میں آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گا" ___ گڈمین نے کہا۔

"اوہ واقعی مجھے اس جسمانی سسٹم کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔ یہ کون سی فائل ہیں ہے پہلے میں اسے چیک کر لوں۔ تاکہ میری پوری طرح تسلی ہو جائے" ___ کرنل کاٹرو نے کہا۔

"یہ اے۔ ون فائل ہے جناب" ___ گڈمین نے جواب دیا۔

"اچھا۔ اتنی پرانی فائل ہے ___ میری نظروں سے نہیں گزری" کرنل کاٹرو نے کہا۔ اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔

"یس باس" ___ ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"اے۔ ون فائل فوراً مجھے بھجو" ___ کرنل کاٹرو نے سخت لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان لڑکی ایک فائل اٹھائے اندر داخل ہوئی۔ اس نے فائل ادب سے کرنل کے سامنے رکھی اور پھر واپس چلی گئی۔ کرنل کاٹرو نے فائل کھولی اور اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر دی۔

"ٹھیک ہے۔ اب میرا اطمینان ہو گیا ہے۔ میں تمہیں فی الحال ایک مہینے کی رخصت دے رہا ہوں۔ لیکن تم نے وائرلیس فون پر

مجھ سے مسلسل رابطہ رکھنا ہے۔ اب بولو۔ کنگ ڈاگ کتنی رقم میں پوری قوت سے حرکت میں آئے گا" ___ کرنل کاٹرو نے کہا۔

"ویسے تو باس اس کام کے لئے دس ہزار ڈالر بھی بہت ہیں۔ لیکن میں اس کے ساتھ شرط رکھ دوں گا کہ اُسے بیس ہزار ڈالر ملیں گے۔ لیکن ایک شرط کے ساتھ کہ دس ہزار ڈالر پہلے اور دس ہزار ڈالر اس وقت جب وہ اس علی عمران کی لاش پیش کرے گا" ___ گڈمین نے کہا۔

"گڈ ___ تم واقعی بزنس کے معاملے میں ہوشیار آدمی ہو۔ میں پچیس ہزار ڈالر تمہیں دے دیتا ہوں۔ بیس ہزار کنگ ڈاگ کے لئے اور پانچ ہزار ڈالر تمہارا انعام۔ اور یہ بھی وعدہ کہ جب تم عمران کی لاش لے کر آؤ گے تو تمہیں مزید پانچ ہزار ڈالر بھی ملیں گے اور تم ہیڈ کوارٹر میں میرے نمبر ٹو بھی بن جاؤ گے" ___ کرنل کاٹرو نے کہا۔ اور گڈمین کا چہرہ بے پناہ مسرت سے گلاب کی طرح کھل اٹھا۔

"آپ فکر نہ کریں باس۔ اس کی لاش ہر صورت میں آپ کے سامنے پہنچے گی" ___ گڈمین نے کہا۔

"اور سنو۔ اس کے ساتھیوں کو بھی ہلاک ہونا چاہیے۔ لیکن ہمارا اصل ٹارگٹ وہ علی عمران ہے۔ مجھے اس کی لاش چاہیے۔ اس کے باقی ساتھیوں کی لاشیں بے شک سمندر میں بہا دینا" ___ کرنل کاٹرو نے کہا۔ اور گڈمین نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کرنل کاٹرو اٹھا اور پھر عقبی دیوار میں موجود ایک دروازہ کھول کر دوسری طرف ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گیا۔ اس

کمرے کی عقبی دیوار کی جڑ میں اس نے پیر مارا تو دیوار درمیان سے دونوں اطراف میں کھسک گئی۔ اور اس کے اندر ایک بڑی سی الماری نمودار ہو گئی۔ الماری پر نمبروں والا تالہ ایڈجسٹ تھا کرنل کاٹرو نے مخصوص نمبر ملائے تو الماری کے پٹ کھل گئے۔ الماری میں چار خانے تھے۔ جو چاروں کے چاروں غیر ملکی کرنسی سے بھرے ہوئے تھے۔ کرنل کاٹرو نے اس میں سے دو دس ہزار اور ایک پانچ ہزار والی گڈی اٹھائی اور پھر الماری بند کر دی۔ دیوار برابر کرنے کے بعد وہ واپس اپنے دفتر میں آ گیا۔ گڈمین اسی طرح بیٹھا ہوا تھا۔

"یہ لو۔ پچیس ہزار ڈالر۔ اور جانے کی تیاری کرو۔ میں تمہارے باہر جانے کے آرڈر دے دیتا ہوں" —— کرنل کاٹرو نے کہا۔

"یس باس" —— گڈمین نے نوٹوں کی تینوں گڈیاں سمیٹتے ہوئے کہا۔ اور پھر کرنل کاٹرو کو سلام کر کے دفتر سے باہر نکل گیا۔ کرنل کاٹرو نے اس کے جانے کے بعد انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔

"یس باس" —— ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"جیگر —— گڈمین اور اس کی بیوی پاؤلا کی میں نے ایک ماہ کی رخصت منظور کر لی ہے۔ وہ جب جانا چاہیں تو انہیں بھجوا دینا" —— کرنل کاٹرو نے کہا۔

"ایک ماہ کی —— مگر باس" —— دوسری طرف سے جیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

نو کمنٹ —— اٹ از مائی آرڈر" —— کرنل کاٹرو نے انتہائی [...]زنت لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر [...]رے اطمینان کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔ اطمینان بھرا طویل سانس [...]ی کر وہ اٹھا اور اپنے خصوصی ریٹائرنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

عمران کو بلیک پاگوس میں پہنچے ہوئے ایک گھنٹہ ہو گیا تھا۔ ایئرپورٹ سے فارغ ہونے کے بعد وہ یہاں کے سب سے اعلیٰ ہوٹل گرین لینڈ آئے تھے۔ اور انہوں نے وہاں کمرے بک کرائے تھے۔ کھانا وغیرہ کھانے کے بعد وہ اس وقت ایک کمرے میں اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے۔ چونکہ ان چاروں کے کاغذات پر بلیک پاگوس آنے کی وجہ یہاں کی جڑی بوٹیوں پر ریسرچ کرنی تھی۔ اس لئے عمران کا نام کاغذات میں ڈاکٹر اسکاٹ درج تھا۔ جب کہ باقی ساتھیوں کے نام بھی اس نے تبدیل کر دیئے تھے۔ کیپٹن شکیل کا نام فرنیک۔

صفدر کا نام سام اور تنویر کا نام جانسن تھا۔ وہ تینوں ڈاکٹر اسکاٹ کے اسسٹنٹ تھے اور ڈاکٹر اسکاٹ جڑی بوٹیوں کا ماہر تھا۔ اور اس موضوع پر اس کی کئی کتابیں چھپ چکی تھیں۔ وہ ایکریمین میک اپ میں تھے۔ اور وہ ناراک کے رہنے والے تھے۔ لیکن جڑی بوٹیوں کا مشہور ماہر ہونے کے باوجود عمران نے اپنے پر ایک نوجوان آدمی کا میک اپ ہی کیا تھا۔ تاکہ بلیک پاگوس میں وقت پڑنے پر پوری قوت سے کام کر سکے۔ چونکہ ناراک ایئرپورٹ اور پھر بلیک پاگوس میں بھی آنے والوں کی انتہائی سخت چیکنگ ہوتی تھی۔ اس لئے وہ اپنے ساتھ کسی قسم کا اسلحہ نہ لے کر آئے تھے۔ بلیک پاگوس برازیل حکومت کے ماتحت تھا۔ اور یہاں کے حکام برازیلی تھے۔ ویسے چونکہ یہ سمگروں اور جرائم پیشہ افراد کی جنت تھا۔ اس لئے یہاں ہر نسل کے افراد آتے جاتے رہتے تھے۔ اور یہاں کسی خاص ملک یا نسل کے آدمی کی موجودگی پر کوئی حیرت ظاہر نہ کی جاتی تھی۔

"اب کیا پروگرام ہے عمران صاحب"۔۔۔ صفدر نے پوچھا۔

"پروگرام تو وہی ہے۔ سنا ہے کہ یہاں ہنی مون منانے کے لئے بہترین سپاٹ موجود ہیں۔ میں چاہتا ہوں کوئی ایسا اچھوتا سپاٹ منتخب کروں جو میری ہونے والی بیوی کو بھی پسند آجائے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ منہ دھو رکھو۔ تمہاری قسمت میں بیوی نام کی کوئی چیز لکھی ہی نہیں گئی"۔۔۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"چلو۔ میں اس کا نام بیوی کی بجائے وائف رکھ دوں گا۔ پھر تو

نہیں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ ویسے تمہیں میری طرف سے کھلی اجازت ہے۔ کہ تم جو چاہے کہہ دینا۔ ویسے بھابھی کہنا تمہیں کیسا لگتا ہے" عمران نے کہا اور صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں ہنس پڑے۔

"بھابھی تو تمہیں کہنا پڑے گا ایک دن میری بات یاد رکھنا"۔۔۔ تنویر بھی شاید موڈ میں تھا۔

"ظاہر ہے صفدر کی بیوی کو میں بھابھی ہی کہوں گا۔ تمہارے تو ہاتھ میں شادی کی لکیر ہی نہیں ہے۔ ویسے ایک کام کرو تنویر۔ بلیڈ سے لکیر بنا ہی ڈالو۔ شاید کسی نائن سے تمہاری شادی ہو ہی جائے"۔ عمران نے کہا اور تنویر بجائے غصے ہونے کے مسکرا دیا۔

"تمہیں تو شاید نائن بھی نہ ملے۔ تم اپنی بات کرو۔ میری فکر چھوڑ دو" تنویر نے کہا۔ اور اس بار عمران بھی ہنس پڑا۔

"عمران صاحب۔ کیا ہم یہاں ہی رشتے تلاش کرنے آئے ہیں" صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اگر لگے ہاتھوں یہ کام بھی ہو جائے تو آخر ہرج ہی کیا ہے۔ تم تینوں کو مع بیگمات کے جب میں ایکسٹو کے سامنے پیش کروں گا تب اُسے بھی شاید خیال آجائے اور باقی ماندہ کو وہ اپنا رخِ روشن دکھا ہی دے کہ کہیں باقی بھی ایسا نہ کر گزریں۔ اور وہ بس نقاب اوڑھے ہی رہ جائے"۔۔۔ عمران نے کہا اور کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"اچھا سنو۔ تم سب نے یہاں کے ٹرکوں کے اڈوں کو چیک کرنا ہے کہ شاید تنویر کی بات درست ہو۔ کہ یہاں سے ٹرکوں میں لوڈ ہو کر سپلائی وغیرہ اس ہیڈ کوارٹر میں جاتی ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ

تم نے یہاں کی مختلف باروں۔ اور کیفوں میں بھی گھومنا پھرنا ہے کہ شاید
کہیں واٹر پاور کے سلسلے میں کوئی بات تمہارے کانوں تک پہنچ جائے۔
میرے پاس ایک ٹپ ہے۔ میں اسے جاکر ٹٹولوں گا۔ لیکن یہ خیال رکھنا
کہ خود اپنی زبان سے واٹر پاور کا لفظ نہ نکالنا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے تم
مارک ہو جاؤ۔ اگر آبادی سے کچھ پتہ نہ چل سکا تو پھر ہم باقاعدہ جڑی
بوٹیوں کی تلاش کی مہم شروع کریں گے۔ اور عاشقوں کی طرح جنگلوں
میں ڈیرہ لگائیں گے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور
تینوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"اگر واقعی اتنی بڑی تنظیم کا ہیڈ کوارٹر اس جزیرے میں ہے تو
لازماً اس کا کوئی نہ کوئی کلیو مل ہی جائے گا"۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔ اور
اٹھ کھڑا ہوا۔ تنویر اور کیپٹن شکیل بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور پھر وہ
تینوں یکے بعد دیگرے کمرے سے باہر نکل گئے۔ ان کے جانے کے
بعد عمران نے ٹیلی فون کے ساتھ رکھی ہوئی فون ڈائریکٹری اٹھائی
اور اس میں سے اس سنکی بوڑھے ڈاکٹر کوف کا فون نمبر تلاش
کرنے لگا۔ وہ اگر چاہتا تو انکوائری سے بھی اس کا نمبر معلوم کر سکتا
تھا۔ لیکن عمران نمبر کے ساتھ ساتھ اس کا پتہ بھی معلوم کرنا چاہتا
تھا۔ اس لئے اس نے ڈائریکٹری میں سے نمبر دیکھنے کو ترجیح دی
تھی۔ چند لمحوں بعد اس نے اس کا نمبر ٹریس کر لیا۔ ساتھ ہی اس کا
پتہ لکھا ہوا تھا۔ عمران نے غور سے اس ایڈریس کو دیکھا۔ اور پھر
ڈائریکٹری بند کر کے رکھ دی۔ گو جارج نے اسے ڈاکٹر کوف کے
ساتھ ساتھ اس مادام جاشی کی بھی ٹپ دی تھی۔ لیکن پہلے وہ اپنے

خود یہ ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کرنا چاہتا تھا۔ تاکہ وہ کسی اور الجھن میں پھنسے
بغیر براہِ راست اس پر ریڈ کر سکے۔ عمران نے رسیور اٹھایا۔ اور پھر
ڈائریکٹری میں موجود نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ یہاں اس
ہوٹل میں فون کا ڈبل سسٹم مہیا کیا گیا تھا۔ ویسے فون براہِ راست تھا
لیکن اس کے نیچے ایک بٹن بھی دیا گیا تھا۔ اس بٹن کو دبا کر ہوٹل کی
ایکس چینج کے ذریعے بھی کال ملوائی جا سکتی تھی۔ لیکن براہِ راست سسٹم
صرف جزیرے کی حد تک تھا۔ جزیرے کے باہر کال ہوٹل کی ایکس چینج
کے ذریعے ہی ملوائی جا سکتی تھی۔

"ہیلو"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔ لہجے
سے اندازہ ہوتا تھا کہ کوئی ملازم بول رہا ہے۔

"ڈاکٹر کوف موجود ہیں"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"کون صاحب بات کر رہے ہیں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے سوال
کیا گیا۔

"میرا نام ڈاکٹر اسکاٹ ہے۔ اور میں یہاں اجنبی ہوں۔ ویسے میں ایک
طبی مسئلے کے لئے ڈاکٹر صاحب سے ملنا چاہتا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے
کہا۔

"اچھا ہولڈ کریں"۔۔۔۔ ملازم نے کہا۔ اور چند لمحوں بعد ٹیلی فون پر
ایک جھلائی ہوئی اور چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ ویسے لہجے سے بالکل
محسوس نہ ہوتا تھا۔ کہ کوئی بوڑھا آدمی بول رہا ہے۔

"کون مجھ سے بات کرنا چاہتا ہے"

"میں ڈاکٹر اسکاٹ ہوں۔ خاص طور پر آپ سے ملنے ناراک سے آیا

ہوں ۔۔۔ میں کینسر پر ریسرچ کر رہا ہوں ۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ بہت عظیم ڈاکٹر ہیں "۔۔۔ عمران نے بڑے خوشامدانہ لہجے میں کہا ۔

" ہو ہو ۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو ۔ میں واقعی عظیم ڈاکٹر ہوں ۔ ٹھیک ہے تمہیں اجازت ہے بات کرنے کی ۔ کرو ۔ لیکن اپنی آئندہ آنے والی نسلوں کو ضرور یہ بتانا کہ تم نے ڈاکٹر کوف سے بات کی ہے اس طرح تمہارا خاندان پوری دنیا میں معزز و محترم ہو جائے گا "۔۔۔ ڈاکٹر کوف نے کہا اور عمران مسکرا دیا ۔ جارج کی بات واقعی درست تھی کہ یہ بوڑھا ڈاکٹر سنکی تھا ۔

" میری آئندہ نسلیں اور بھی زیادہ معزز و محترم ہو سکتی ہیں اگر انہیں پتہ چلا کہ میں نے عظیم ڈاکٹر کوف سے بالمشافہ ملاقات بھی کی ہے "
عمران نے کہا ۔

" اچھا اچھا چلو ۔ میرا کیا جاتا ہے ۔ آجاؤ ۔ اجازت ہے تمہیں مجھ سے ملنے کی "۔۔۔ ڈاکٹر کوف نے کہا ، اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا ۔ عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھا ۔ اور پھر اٹھ کھڑا ہوا ۔

تھوڑی دیر بعد ایک ٹیکسی نے اُسے ڈاکٹر کوف کی آثار قدیمہ جیسی بڑی سی کوٹھی کے گیٹ پر پہنچا دیا ۔ گیٹ پر ایک نیم پلیٹ لگی ہوئی تھی ۔ لیکن اس پر لکھے ہوئے الفاظ شاید طویل عرصہ پہلے مٹ مٹا چکے تھے ۔ عمران نے ٹیکسی فارغ کی اور پھر آگے بڑھ کر اس نے کال بیل کا بٹن دبا دیا ۔ چند لمحوں بعد ایک بوڑھا سا ملازم نما آدمی باہر آ گیا ۔

" مجھے ڈاکٹر کوف سے ملنا ہے ۔ میرا نام ڈاکٹر اسکاٹ ہے "۔۔۔ عمران نے کہا ۔

" اوہ ہاں ڈاکٹر صاحب نے آپ کے ملنے کی اجازت دے دی ہے ۔ ویسے آپ خوش قسمت آدمی ہیں ورنہ ڈاکٹر صاحب کسی سے نہیں ملتے "۔۔۔ ملازم نے سر ہلاتے ہوئے کہا ، اور عمران مسکرا دیا ۔ ظاہر ہے ڈاکٹر کوف جیسے سنکی آدمی سے ملاقات کی اجازت لینا ہر ایک کے بس کا روگ نہ تھا ۔

عمران کو کوٹھی کے ایک بڑے سے کمرے میں لے جا کر بٹھا دیا گیا ۔ تھوڑی دیر بعد دروازے کا پردہ ہٹا اور ایک لمبا تڑنگا بوڑھا نائٹ گون پہنے اندر داخل ہوا ۔ اس کی بھنوں کے بال تک برف کی طرح سفید ہو چکے تھے ۔ لیکن نہ ہی اس کی آنکھوں پر عینک تھی اور نہ ہی اس کی کمر جھکی تھی ۔ صحت بھی بالکل جوانوں جیسی تھی اور چہرہ بھی جوانوں کی طرح تر و تازہ تھا ۔

" عظیم ڈاکٹر کوف کی خدمت میں حقیر ڈاکٹر اسکاٹ سلام عرض کرتا ہے "۔۔۔ عمران نے باقاعدہ سر جھکا کر ایسے لہجے میں کہا جیسے کوئی غلام بادشاہ کی خدمت میں سلام عرض کر رہا ہو ۔

" ہو ہو ۔۔۔ تم واقعی اچھے آدمی ہو ۔ واقعی حقیر ہو ۔ اور میں عظیم ۔ مجھے تمہاری یہ صاف گوئی پسند آئی ہے ۔ بیٹھو "۔۔۔ ڈاکٹر کوف نے خوشی سے چہکتے ہوئے کہا ۔ اور عمران شکریہ ادا کر کے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا ۔ جب کہ ڈاکٹر کوف اس طرح تن کر دوسرے صوفے پر بیٹھا جیسے وہ واقعی کسی ملک کا شہنشاہ ہو ۔

"ہاں۔ اب عرض کرو" ــــــ ڈاکٹر کوف نے کہا۔

"عرض نہیں جناب ــــــ عرض تو بڑے لوگ کرتے ہیں۔ حقیر لوگ طول کرتے ہیں" ــــــ عمران اب پوری طرح فارم میں آ گیا تھا۔

"اچھا اچھا۔ تو تم طول کرو۔ ہم عرض کریں گے" ــــــ ڈاکٹر کوف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن جناب۔ جب بڑے لوگ عرض کرتے ہیں تو ساتھ ہی اپنے چہرے پر تھپڑ بھی مارتے ہیں۔ تھپڑ مارے بغیر عرض ہو ہی نہیں سکتی طول ہو جاتی ہے۔ اور طول تو حقیر لوگ کرتے ہیں" ــــــ عمران اب پوری طرح اُسے گھسنے پر اتر آیا تھا۔

"اوہ مگر۔۔۔۔" ــــــ ڈاکٹر کوف نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کے ملاقاتی آپ کو حقیر سمجھنا شروع کر دیں۔ اس لئے پہلے آپ عرض کریں" ــــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ہاں۔ میں بڑا آدمی ہوں ڈاکٹر کوف۔ میں عرض کرتا ہوں کہ تم طول کرو" ــــــ ڈاکٹر کوف کا سنکی ذہن عمران کی بچھائی ہوئی پٹڑی پر چڑھ گیا اور بات کرنے کے ساتھ ساتھ اس نے اپنے گال پر ہلکا سا تھپڑ بھی مار دیا۔

"اوہ جناب۔ عرض تو پاور کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور پاور پاور ہی ہوتی ہے۔ چاہے فائر پاور ہو یا واٹر پاور۔ ویسے بڑے لوگوں کے تعلقات ہمیشہ واٹر پاور کے ساتھ ہوتے ہیں۔ آپ کے بھی لازماً ہوں گے" ــــــ عمران ساتھ ہی اپنے اصل مقصد پر آ گیا۔

"اوہ ہاں۔ تھے۔ بالکل تھے۔ لیکن پھر واٹر ہی نہ رہا تو پاور کہاں رہ سکتی تھی۔ واٹر ہی مر گیا۔ اب میں خالی پاور کو لے کر کیا کرتا۔ اس لئے میں نے تعلقات ختم کر دیئے" ــــــ ڈاکٹر کوف نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"واٹر کیسے مر سکتا ہے جناب۔ آپ کیا عرض کر رہے ہیں" ــــــ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں ٹھیک عرض کر رہا ہوں" ــــــ ڈاکٹر کوف نے ایک بار پھر گال پر تھپڑ مارتے ہوئے کہا۔

"یہاں تو واٹر سے سمندر بھرے پڑے ہیں اور آپ عرض کر رہے ہیں کہ واٹر مر گیا" ــــــ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ تم واقعی حقیر آدمی ہو۔ خواہ مخواہ طول کر رہے ہو۔ میں سمندر والے واٹر کی بات نہیں کر رہا۔ بلکہ اس آدمی کی بات کر رہا ہوں۔ جس کا نام واٹر مین تھا اور وہ واٹر پاور کا چیئرمین تھا" ــــــ ڈاکٹر کوف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ کیا ہوا تھا اُسے۔ آپ جیسے عظیم ڈاکٹر کا دوست ہونے کے باوجود مر گیا۔ یہ کیسے ممکن ہے" ــــــ عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اُسے یقین نہ آ رہا ہو۔

"کیا کرتے۔ ہمیں پتہ ہی اس وقت لگا جب اس کا آدھے سے زیادہ جسم درندے کھا چکے تھے۔ حالانکہ میں تو ہمیشہ اس سے عرض کرتا تھا کہ وہ اس خوفناک جنگل میں نہ رہے۔ لیکن وہ مانتا ہی نہ تھا۔ بس ہفتے میں ایک بار جنگل سے آتا تھا۔ اور ہم سے ضرور

ملتا تھا"۔۔۔ ڈاکٹر کوف نے کہا۔ اور عمران کی آنکھوں میں چمک آ
گئی۔ وہ سمجھ گیا تھا۔ کہ یہ داٹرمین لازماً جنگل میں ہیڈکوارٹر کی تعمیر کے
سلسلہ میں رہتا ہو گا۔

"کیا وہ یہودی تھا"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ پکا یہودی۔ اس نے کبھی ہمیں چائے کی دعوت نہ دی
بلکہ ہم نے ہمیشہ اُسے چائے پلائی"۔۔۔ ڈاکٹر کوف نے جواب
دیا۔

"یہاں تو بہت سے جنگل ہیں۔ وہ کس جنگل میں رہتا تھا"۔۔۔ عمران
نے پوچھا۔

"بڑے جنگل میں۔ جسے ڈارک وڈ بھی لوگ کہتے ہیں"۔۔۔ ڈاکٹر کوف
نے جواب دیا۔

"آپ بھی کبھی گئے تھے اس کے پاس۔ اس کی رہائش گاہ کو
عزت بخشنے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔ ہمیں کیا ضرورت تھی اس خطرناک اور درندوں سے پُر
جنگل میں جانے کی۔ وہ کہتا تھا کہ اس کے پاس پاور ہے۔ اس لئے
اُسے کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن پھر اس کی پاور ختم ہو گئی۔ اور
درندے اُسے کھا گئے"۔۔۔ ڈاکٹر کوف نے جواب دیا۔

"پھر نئے چیئرمین نے تو آپ کے حضور حاضری دی ہو گی"۔۔۔
عمران نے کہا۔

"نہیں۔ وہ یقیناً ڈر گئے تھے اس لئے بھاگ گئے۔ ایک بار میں
نے ایک ہوٹل میں دو آدمیوں کی باتیں سنیں۔ وہ داٹر پاور کی باتیں

اس طرح کر رہے تھے جیسے داٹر پاور کوئی دہشت ناک بلا ہو۔ میں نے
نہیں بتایا کہ داٹر پاور سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ داٹر پاور کا
چیئرمین میرے حضور حاضری دینے آیا کرتا تھا۔۔۔ حالانکہ ان
احمقوں کو پتہ ہی نہ تھا کہ داٹر ہی مر گیا تو پاور کہاں رہ گئی جس سے وہ
ڈر رہے تھے"۔۔۔ ڈاکٹر کوف نے کہا۔ اور عمران ساری بات سمجھ گیا
کہ اس کی اس بات سے یہ افواہ پھیل گئی ہو گی کہ اس کے داٹر پاور
کے اعلیٰ حکام سے تعلقات ہیں۔

"اچھا۔ اب یہ بھی عرض کر دیں کہ آپ کی جوانی کا کیا راز ہے"۔۔۔
عمران نے اب موضوع بدل دیا۔ کیونکہ جو کچھ وہ معلوم کرنا چاہتا تھا
وہ تو اس نے معلوم کر ہی لیا تھا۔

"جوانی ہماری ملازم ہے۔ ہم نے آبِ حیات بنا لیا تھا۔ وہی ہم
پیتے رہتے ہیں۔ لیکن تم نے فون پر تو طول کیا تھا کہ تم کینسر کے بارے
میں بات کرنے آئے ہو"۔۔۔ ڈاکٹر کوف کو شاید اچانک بات
یاد آ گئی تھی۔

"بات کیا کرنی۔ ہم نے کینسر کو طول کر دیا ہے"۔۔۔ عمران نے
منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ ہم سمجھے نہیں"۔۔۔ ڈاکٹر کوف نے حیران ہوتے
ہوئے کہا۔ واقعی اُسے عمران کی بات سمجھ نہ آئی تھی۔

"جناب۔ ہمارے اندر کینسر کے جراثیموں کا ایک کیپسول موجود
تھا۔ وہ اس صورت میں ہمارا پیچھا چھوڑ سکتا تھا کہ اگر ہم طول کرتے۔
اور سامنے والا عرض کرتا۔ چنانچہ ہم نے طول کر دیا اور آپ نے

عرض۔ اس طرح وہ کیپسول ہمارے جسم سے نکل کر آپ کے جسم میں پہنچ گیا۔ چونکہ آپ نے عرض کیا تھا اور جو عرض کرے اس کے جسم میں کینسر انتہائی تیزی سے پھیلتا ہے۔ اور آپ نے چونکہ بار بار عرض کیا ہے اس لئے وہ اب آپ کے جسم میں تیزی سے پھیل رہے ہوں گے۔ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے بعد آپ کا پورا جسم کینسر کی زد میں ہوگا" ۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور ڈاکٹر کوف کا چہرہ یک لخت ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا۔

" اوہ اوہ ۔ یہ تم نے کیا کیا۔ اوہ ۔ ہم تو مر جائیں گے۔ ارے ہماری جوانی۔ ہماری صحت۔ ہمارا آبِ حیات" ۔۔۔۔ ڈاکٹر کوف نے بڑے خوفزدہ انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

" ویسے تو اب بیکار ہے۔ لیکن آپ بڑے آدمی ہیں۔ اس لئے ایک راستہ ہے اس کینسر سے بچنے کا۔ کہ آپ اپنے ملازموں سے کہیں کہ وہ آپ کے سر پر گن گن کر اور مسلسل جوتے ماریں۔ اگر آپ نے ایک ہزار جوتے کھا لئے تو پھر کینسر ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔ ورنہ آپ اپنی قبر بنوا لیں" ۔۔۔۔ عمران نے پہلے سے زیادہ سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور ڈاکٹر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور بھاگتا ہوا اس کمرے سے باہر نکل گیا۔ وہ کسی کے نام لے لے کر زور سے چیخ رہا تھا۔ عمران بھی مسکراتا ہوا اٹھا اور باہر آ گیا۔ اس کے پہنچنے سے دو آدمی وہاں آ گئے جن میں سے ایک تو وہ بوڑھا تھا جس نے پھاٹک کھولا تھا اور دوسرا نوجوان ملازم تھا۔

" ارے میرے سر پر جوتے مارو گن گن کر پورے ایک ہزار۔ اگر

اب بھی کم ہوا تو میں تمہیں گولی مار دوں گا۔ اس حقیر آدمی نے کینسر کا کیپسول میرے جسم میں طول کر دیا ہے۔ چلو جلدی کرو۔ شروع ہو جاؤ" ۔۔۔۔ ڈاکٹر نے وہیں برآمدے کی سیڑھیوں پر بیٹھتے ہوئے چیخ کر کہا۔

" جلدی کرو مارو جوتے۔ ایسا نہ ہو کہ کینسر پھیل جائے جلدی کرو" ڈاکٹر نے ملازموں کو ہچکچاتے ہوئے دیکھ کر غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

" ہاں ہاں۔ شروع ہو جاؤ۔ عظیم لوگوں کا یہی انجام ہوتا ہے" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" جلدی کرو الو کے پٹھے۔ ورنہ میں تمہیں گولی مار دوں گا" ۔۔۔۔ ڈاکٹر پہلے سے بھی زیادہ غصے سے چیخا تو دونوں ملازموں نے بوکھلا کر اپنے پیروں سے جوتے اتارے اور پھر ڈاکٹر کے سر پر تڑاتڑ جوتے پڑنے شروع ہو گئے۔ ڈاکٹر جوتے بھی کھاتا جا رہا تھا اور ان کی گنتی بھی خود کرتا جا رہا تھا۔ تاکہ ایک آدھ جوتا کم نہ ہو جائے۔ اور عمران اس عظیم ڈاکٹر کی اس گت بننے پر مسکراتا ہوا پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔

واقعی ڈاکٹر کو عمران کے مقابلے میں عظیم بننا بے حد مہنگا پڑا تھا۔ البتہ عمران کو اتنا معلوم ہو گیا تھا کہ بلیک پاگوس کا ہیڈ کوارٹر یہاں کے کسی بڑے جنگل ڈارک ووڈ میں ہے۔ اور اس کے نقطہ نظر سے ایک بہت اہم کامیابی تھی۔

گڈمین نے بار ہال کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا۔ اندر
داخل ہوتے ہی اس کی ناک میں شراب اور منشیات کی تیز بُو
کا ایک بھبکا ٹکرایا۔ اور اس کے ہونٹ بھنچ گئے۔ پورے ہال میں
نیلگوں رنگ کا دھواں سا بھرا ہوا تھا۔ یہ دھواں منشیات بھرے
سگریٹوں کے استعمال کا تھا۔ اور جس بے تحاشا انداز میں یہاں
منشیات سے بھرے ہوئے سگریٹ پیئے جا رہے تھے اس سے پورا
ہال دھواں دھار ہو رہا تھا۔ یہ کنگ ڈاگ کا بار تھا۔ اس کے نیچے
جوا خانہ تھا۔ چونکہ کنگ ڈاگ کی دہشت سے سب لرزتے تھے۔
اس لئے پولیس یا سرکاری حکام تو ادھر کا رخ ہی نہ کرتے تھے۔
ورنہ انہیں معلوم تھا کہ دوسرے روز ان کی اپنے بیوی بچوں سمیت
کٹی پھٹی لاشیں سڑک پر بے گور و کفن پڑی ہوئی ہوں گی۔ کنگ
ڈاگ ایسا ہی ظالم اور بے رحم آدمی تھا۔

گڈمین چند لمحے تو دروازے کے قریب کھڑا اپنے آپ کو ماحول
سے ایڈجسٹ کرتا رہا۔ کیونکہ باہر سے اندر آنے کے بعد اُسے دھواں
بھرے بار کو دیکھ کر یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ انسانوں کی بجائے
سایوں کی دنیا میں آ گیا ہو۔ اُسے ہر چیز دھوئیں میں لپٹی ہوئی اور مدھم
سی نظر آ رہی تھی۔

"ارے تم اکیلے کھڑے ہو۔ آؤ میرے ساتھ۔ خوش کر دوں گی۔
معاوضہ جو چاہے دے دینا"۔۔۔ اچانک ایک بھاری جسم کی
عورت نے اس کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔ لیکن گڈمین نے اس کا
ہاتھ جھٹک دیا۔

"میں ڈیوٹی پر ہوں"۔۔۔ گڈمین نے کرخت لہجے میں کہا۔ اور
وہ عورت بطخ کی طرح ادھر پھدک پھدک کر چلتی ہوئی ہال کی طرف بڑھ گئی۔
یہاں ڈیوٹی پر ہونا بطور کوڈ استعمال کیا جاتا تھا۔ اور روایت
ہی ایسی بن گئی تھی کہ جو یہ لفظ استعمال کرتے تو دوسرا اس پر کوئی
کمنٹ نہ کرتا تھا۔ اس کا مطلب یہی ہوتا تھا کہ جو کچھ اُسے کہا جا رہا
ہے وہ ویسا کرنا نہیں چاہتا۔

اس عورت کے جانے کے بعد گڈمین کاؤنٹر کی طرف بڑھنے
لگا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ ابھی اس موٹی عورت کے بعد کوئی اور
آ جائے گی۔ وہ کس کس کا ہاتھ جھٹکتا رہے گا۔ ویسے اب اُسے ماحول
قدرے صاف نظر آنے لگ گیا تھا۔

طویل و عریض کاؤنٹر کے پیچھے ایک گنجے سر اور پہلوان نما
آدمی کھڑا تھا جس نے اپنی پیشانی پر سرخ رنگ کی پٹی باندھ رکھی تھی۔

اور گلے میں بھی سرخ رنگ کا رومال بندھا ہوا تھا۔ یہ ڈربی تھا۔ بلیک پاکوس کا ایک معروف لڑاکا۔

" ارے گڈمین۔ آج کیسے آ گئے۔ اپنی نوکری چھوڑ کر۔ تم تو فرسٹ سنڈے کو نظر آتے تھے "۔۔۔۔ ڈربی نے گڈمین کو دیکھتے ہی ہنستے ہوئے کہا۔ گڈمین چونکہ یہیں کا رہائشی تھا۔ اور پھر وہ کنگ ڈاگ کا دوست بھی تھا۔ اس لئے یہاں کا ہر آدمی اسے اچھی طرح پہچانتا تھا۔

" میری طبیعت خراب رہنے لگی تھی۔ اس لئے میں نے لمبی چھٹی لے لی ہے۔ کہاں ہے تمہارا باس کنگ۔ اس سے بھی دو باتیں ہو جائیں۔ وہ بھی ہر بار کہتا تھا کہ چھٹی لے لو۔ عیش کرا دوں گا "۔۔۔۔ گڈمین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوپر دفتر میں ہے اور خوش قسمتی تمہاری کہ اس وقت فارغ ہی ہے ورنہ تو تم جانتے ہو کوئی نہ کوئی لڑکی لازماً اس کی بغل میں رہتی ہے۔ اور جب ایسی بات ہو تو پھر وہ کسی کو پہچانتا تک نہیں" ڈربی نے ہنستے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے شراب کا ایک جام بنا کر گڈمین کے سامنے رکھ دیا۔

" یہ میری طرف سے چھٹی کا تحفہ۔ یاڈلا بھی ساتھ آئی ہے یا اسے وہیں فیکٹری میں چھوڑ آئے ہو "۔۔۔۔ ڈربی نے دانت نکالتے ہوئے پوچھا۔

" وہ پیچھے رہنے والی تھی "۔۔۔۔ گڈمین نے جام اٹھاتے ہوئے کہا اور ڈربی قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

" گڈمین نے دو دو تفے دے کر شراب حلق میں انڈیلی اور پھر لمبے لمبے قدم اٹھاتا سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں اوپر کنگ ڈاگ کا دفتر تھا۔ سیڑھیوں کے پاس ایک مسلح نوجوان کھڑا تھا جو گڈمین کو دیکھ کر مسکرا دیا۔ اور گڈمین بھی مسکراتا ہوا سیڑھیاں چڑھتا اوپر پہنچ گیا۔ دفتر کا دروازہ بند تھا۔ گڈمین نے دروازے پر دستک دی۔

" کون ہے "۔۔۔۔ اندر سے ایک چنگھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی۔ یہ کنگ ڈاگ کی آواز تھی۔

" گڈمین "۔۔۔۔ گڈمین نے اپنا نام بتاتے ہوئے کہا۔

" آجاؤ "۔۔۔۔ اندر سے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا گیا۔ اور گڈمین دروازے کو دھکیلتے ہوئے اندر داخل ہو گیا۔ کنگ ڈاگ اپنے لحیم شحیم لیکن انتہائی ٹھوس جسم کے ساتھ ایک بڑے سے صوفے پر نیم دراز تھا۔ وہ نہ صرف جسمانی لحاظ سے بلکہ قد کے لحاظ سے بھی پورا دیو تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کا جسم اس قدر سخت تھا کہ اکثر وہ لوہے کے موٹے موٹے راڈ ہاتھوں سے موڑ کر پھینک دیا کرتا تھا۔

" کیا بات ہے۔ آج نہ کوئی لونڈیا ہے تمہارے پاس۔ اور چہرہ بھی بجھا ہوا۔ کیا چکر ہے "۔۔۔۔ گڈمین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کوئی بات نہیں۔ لیکن تم آج کیسے ٹپک پڑے۔ آج سنڈے تو نہیں ہے "۔۔۔۔ کنگ ڈاگ نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"بس ایسے ہی لمبی چھٹی لے کر آ گیا ہوں۔ لیکن تم بتاؤ کیا ہو رہا ہے تمہارے ساتھ"۔۔۔ گڈمین نے ساتھ والے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کوئی خاص بات نہیں گڈمین۔ بس بعض اوقات بزنس میں اونچ نیچ ہو جاتی ہے۔ ایک مال سپلائی ہونا ہے۔ اور میری رقم ادھر ادھر پھنسی ہوئی ہے"۔۔۔ کنگ ڈاگ نے کہا۔

"ارے تمہیں رقم کی کمی ہے۔ کنگ ڈاگ کسی کے سینے پر پستول رکھے اور رقم حاضر"۔۔۔ گڈمین نے کہا اور کنگ ڈاگ قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"تو تم مجھے عام سا لٹیرا سمجھتے ہو گڈمین۔ اگر تم میرے پرانے دوست نہ ہوتے تو یہ بات کرنے کے بعد دوسرا سانس نہ لے سکتے"۔۔۔ کنگ ڈاگ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے میرا مطلب تمہاری توہین کرنا نہیں تھا۔ میں تو بس ویسے ہی مذاق کر رہا تھا"۔۔۔ گڈمین نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"ہم برے ضرور ہیں گڈمین۔ لیکن ہمارے بھی اصول ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ہماری ساکھ بھی ہوتی ہے۔ اگر میں اس طرح زبردستی کسی سے رقم لے لوں تو سارے بلیک پاگوس میں یہ ہوا اڑ جائے گی کہ کنگ ڈاگ غریب ہو گیا ہے۔ اب لوگوں کو لوٹنے پر اتر آیا ہے"۔۔۔ کنگ ڈاگ نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کتنی رقم چاہئے تمہیں"۔۔۔ گڈمین نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

کیونکہ اس وقت کنگ ڈاگ کی پوزیشن اس کے نزدیک اس کے ذہن میں جاتی تھی۔ کیونکہ کنگ ڈاگ نے کبھی پہلے اس قسم کی بات نہ کی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ واقعی بری طرح پھنسا ہوا ہے۔

"تمہارے تصور سے زیادہ ہے۔ بہرحال چھوڑو۔ یہ تو ہوتا رہتا ہے۔ تم بتاؤ کیوں چھٹی لی ہے۔ کوئی خاص کام"۔۔۔ کنگ ڈاگ نے کہا۔

"میرے تصور سے زیادہ سہی۔ کم از کم بتاؤ تو سہی"۔۔۔ گڈمین نے کہا۔

"کیا کرو گے سن کر۔ مجھے نقد پندرہ ہزار ڈالر چاہئیں۔ اور یہ بھی سن لو کہ مجھے ادھار دینے کا سوچنا بھی نہ۔ میں نے پوری زندگی میں کبھی کسی سے ادھار نہیں لیا۔ یہ میری توہین ہے"۔۔۔ کنگ ڈاگ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ لو پندرہ ہزار ڈالر۔ اور یہ ادھار نہیں ہیں"۔۔۔ گڈمین نے کوٹ کی جیب سے ایک دس ہزار اور دوسری پانچ ہزار ڈالر کی گڈیاں نکال کر کنگ ڈاگ کے ساتھ موجود میز پر رکھ دیں۔ کنگ ڈاگ اچھل کر سیدھا بیٹھ گیا۔ وہ کبھی ان گڈیوں کو دیکھتا اور کبھی صوفے پر بیٹھے ہوئے گڈمین کو۔

"کیا مطلب۔ یہ کہاں سے آئی ہے رقم۔ تم تو ساری عمر اپنی تنخواہ اکٹھی کرو تو اتنی رقم نہیں ہو سکتی۔ کیا کوئی بنک لوٹ کر آئے ہو"۔۔۔ کنگ ڈاگ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور گڈمین مسکرا دیا۔

"اگر کسی دوست کو کوئی پریشانی ہو۔ تو دوسرے دوست کو پہلے ہی پتہ چل جاتا ہے۔ یہ رقم تمہارے لئے ہے اور ادھار بھی نہیں ہے" ــــ گڈمین نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کے تو لفظ دل میں مسرت سے لڈو پھوٹ رہے تھے۔ وہ کنگ ڈاگ کے لئے بیس ہزار ڈالر لایا تھا۔ لیکن بات پندرہ میں ہی بن ہی رہی۔ اس کا مطلب تھا کہ پانچ ہزار ڈالر اسے ذاتی طور پر بچ رہے تھے۔ اور اس کے لئے واقعی خاصی بڑی رقم تھی۔

"کیا مطلب۔ کھل کر بات کرو" ــــ کنگ ڈاگ نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"میں نے تمہارے لئے ایک کام پکڑا ہے۔ کام بالکل معمولی سا ہے۔ اور معاوضہ میں نے تمہاری تعریفیں کر کر کے پندرہ ہزار ڈالر وصول کر لیا ہے اور وہ بھی ایڈوانس" ــــ گڈمین نے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ کام کا معاوضہ ہے۔ ویری گڈ۔ تم تو واقعی گڈمین ہو۔ اور تم نے میرا بہت بڑا مسئلہ حل کر دیا ہے۔ بولو کیا کام ہے جلدی بتاؤ" ــــ کنگ ڈاگ کے لہجے میں بے پناہ مسرت تھی۔

"تم رقم اٹھاؤ۔ کام بھی بتا دوں گا" ــــ گڈمین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔ پہلے کام بتاؤ" ــــ کنگ ڈاگ نے کہا۔ اور گڈمین نے جیب سے ایک تصویر نکالی اور اسے کنگ ڈاگ کی طرف بڑھا دی۔

یہ عمران کی تصویر تھی۔ جس میں وہ ایک ہوٹل کے مین گیٹ میں

داخل ہو رہا تھا۔ اس کے جسم پر اس کا مخصوص ٹیکنی کلر لباس تھا۔ اور چہرے پر حماقتوں کا پورے زور شور سے بہتا ہوا آبشار۔

"کون ہے یہ مسخرہ" ــــ کنگ ڈاگ نے غور سے تصویر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس کا نام علی عمران ہے۔ ایشیا کے ایک پس ماندہ ملک پاکیشیا کا رہنے والا ہے۔ وہاں کی سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے۔ بظاہر انتہائی احمق اور مسخرہ سا آدمی ہے۔ لیکن درحقیقت انتہائی خوف ناک حد تک ذہین۔ تیز طرار اور عیار شخص ہے۔ لڑائی بھڑائی کے فن کا ماہر ہے۔ اور میک اپ کا بھی ماہر ہے۔ یہ اپنے تین ساتھیوں سمیت ایکریمین میک اپ میں ناراک سے یہاں پہنچا ہے۔ اب پتہ نہیں کس میک اپ میں ہو۔ یہ ایک تنظیم کا کھوج لگانے آیا ہے۔ بہرحال تم نے اس آدمی کو اس کے ساتھیوں سمیت یہاں ٹریس بھی کرنا ہے اور انہیں ہلاک بھی کرنا ہے۔ خاص طور پر اس آدمی کو" ــــ گڈمین نے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر فائل میں لکھی ہوئیں عمران کے متعلق وہ تفصیلات نہ بتائی تھیں جن سے معلوم ہوتا تھا کہ عمران پوری دنیا کی مجرم تنظیموں کے لئے عزرائیل کا درجہ رکھتا ہے۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں کنگ ڈاگ بدک نہ جائے۔

"اوہ۔ یہ تو واقعی بے حد معمولی کام ہے۔ کم از کم بلیک باگوس میں رہتے ہوئے کوئی آدمی مجھ سے اور میرے گینگ سے نہیں چھپ سکتا۔ شکریہ گڈمین۔ تم نے آج واقعی دوستی نبھائی ہے۔ اس قدر آسان کام اور معاوضہ اس قدر معقول۔ ویری گڈ۔ سمجھو

تمہارا کام ہو گیا" ۔۔۔ کنگ ڈاگ نے کہا۔ اور صوفے سے اٹھ کر
اس نے رقم اٹھائی اور اپنی جہازی سائز کی دفتری میز کی طرف بڑھ
میز کی دراز کھول کر رقم اس نے اس میں ڈالی اور پھر دراز بند کر کے
وہ پشت پر موجود ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری
کھول کر اس میں سے وہسکی کی ایک بوتل نکالی اور اسے لا کر گڈ
مین کے سامنے رکھ دیا۔

"یہ لو۔ پیو۔ میری طرف سے تحفہ۔ مجھے یقین ہے کہ تم اس بوتل
کو ابھی ختم نہ کر پاؤ گے کہ تمہارا کام ہو جائے گا" ۔۔۔ کنگ ڈاگ
نے کہا اور واپس جا کر وہ میز کے پیچھے رکھی ہوئی بڑی سی کرسی پر
بیٹھ گیا۔ مسرت سے اس کا چہرہ چمک رہا تھا۔ اس نے ٹیلی فون
ریسیور اٹھایا اور تیزی سے ایک نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ۔۔۔ فرائیڈ بول رہا ہوں" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک
کرخت سی آواز ابھری۔

"کنگ ڈاگ" ۔۔۔ کنگ ڈاگ نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں
کہا۔

"اوہ یس باس۔ حکم باس" ۔۔۔ فرائیڈ کا لہجہ یک لخت بھیک
مانگنے والوں جیسا ہو گیا۔

"فرائیڈ۔ فوراً ایئرپورٹ سے معلوم کرو کہ کل اور آج ناراک سے
آنے والی فلائٹوں میں سے کتنے افراد بلیک پاگوس کے لئے اجنبی
ہیں۔ وہ اس وقت کہاں ہیں۔ پوری تفصیلات لے کر فوراً میرے
دفتر میں آؤ" ۔۔۔ کنگ ڈاگ نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور کنگ ڈاگ
نے ریسیور رکھ دیا۔ اور پھر اٹھ کر اس نے بھی الماری میں سے اپنے
لئے وہسکی کی ایک بوتل نکالی اور کرسی پر بیٹھ کر اس نے اس کا
ڈھکن کھولا اور اسے اس طرح منہ سے لگا لیا جیسے وہ انتہائی تیز
شراب کی بجائے عام پانی ہو۔ وہ مسلسل بڑے بڑے گھونٹ
لئے چلا جا رہا تھا۔ اور پھر اس وقت اس نے بوتل کو منہ سے ہٹائی
جب اس میں چند قطرے باقی رہ گئے تھے۔ اس کا چہرہ ٹماٹر کی
طرح سرخ ہو گیا تھا۔ بوتل اس نے ایک کونے میں پڑی ہوئی بڑی
سی ٹوکری میں اچھال دی۔ اور بازو سے منہ پونچھ کر اس نے مسکراتے
ہوئے گڈمین کی طرف دیکھا۔ جو جام بھر کر گھونٹ پینے میں
مصروف تھا۔

"تم واقعی شراب کو پانی کی طرح پیتے ہو" ۔۔۔ گڈمین نے بڑے
مرعوبانہ لہجے میں کہا اور کنگ ڈاگ قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

تھوڑی دیر بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور کنگ ڈاگ نے
ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔

"یس" ۔۔۔ کنگ ڈاگ نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"باس۔ میں فرائیڈ بول رہا ہوں۔ آپ سے مزید ہدایات لینی
ہیں۔ ناراک سے آج صبح فلائٹ آئی ہے۔ کل کوئی فلائٹ نہیں
آئی۔ اس میں اجنبی افراد کی تعداد بیس ہے۔ جس میں چھ عورتیں
اور چودہ مرد ہیں۔ میں نے فوری طور پر اپنے آدمیوں کو چیکنگ
پر لگا دیا ہے۔ آپ صرف ان کے ناموں کی لسٹ چاہتے ہیں یا

یہ آدمی بھی حاضر کئے جائیں" ـــــ فرائیڈ نے پوچھا۔
"پہلے چیک کرو کہ یہ لوگ کہاں کہاں گئے ہیں۔ ان کا حدود اربعہ
کیا ہے۔ پھر مجھے رپورٹ کرو۔ تب میں آئندہ حکم دوں گا۔"
کنگ ڈاگ نے تیز لہجے میں کہا۔ اور دوسری طرف سے کوئی
بات سنے بغیر رسیور رکھ دیا۔
"تم بیٹھو گڈمین۔ میں ایک کام کر کے ابھی آدھے گھنٹے کے
اندر واپس آتا ہوں" ـــــ کنگ ڈاگ نے اٹھتے ہوئے کہا۔
اور پھر اس نے دراز کھول کر اس میں سے نوٹوں کی گڈیاں نکالیں
اور انہیں اپنی جیبوں میں ٹھونس کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے
کی طرف بڑھ گیا۔
گڈمین خاموش بیٹھا شراب پینے میں مصروف رہا۔ ساتھ ہی
اس نے میز پر رکھا ہوا ایک باتصویر رسالہ بھی اٹھا لیا۔ اس کے
چہرے پر ہلکی سی چمک آ گئی تھی۔ کنگ ڈاگ نے جس انداز میں کام
شروع کیا تھا۔ اس سے اُسے یقین ہو گیا تھا کہ کام آج ہی ختم ہو
جائے گا۔ بلیک پاگوس اتنا بڑا علاقہ نہ تھا۔ کہ جہاں اس طرح
کے کاموں میں ہفتے لگ جاتے۔ اور مسئلہ صرف ایک بار ان
لوگوں کے ٹریس ہونے کا تھا۔ اس کے بعد کنگ ڈاگ کے لئے
کسی آدمی کو مارنا کوئی مسئلہ نہ تھا۔
کنگ ڈاگ تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد واپس آیا۔ اس وقت
تک گڈمین آدھی بوتل پی چکا تھا۔ اور چونکہ وہ بہت زیادہ پینے
کا عادی نہ تھا۔ اس لئے اس وقت واقعی اس کا ذہن آسمانوں

پر اڑ رہا تھا۔
"ارے۔ ابھی تم نے آدھی بوتل ختم کی ہے" ـــــ کنگ ڈاگ نے
مسکراتے ہوئے کہا۔ اور آ کر اس نے سب سے پہلے الماری کھولی
اور اس میں سے وہسکی کی ایک اور بوتل نکال لی۔ لیکن اس سے پہلے
کہ وہ بوتل کھولتا۔ میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔
کنگ ڈاگ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔
"یس" ـــــ کنگ ڈاگ نے تیز لہجے میں کہا۔
"فرائیڈ بول رہا ہوں باس۔ میں نے تمام تحقیقات مکمل کر لی
ہیں۔ چھ عورتوں اور چودہ مردوں میں سے صرف ایک عورت اور دو
مرد ہوٹل سلور سٹار میں ٹھہرے ہیں۔ یہ تینوں سیاح ہیں۔ اور چار مرد
ہوٹل گرین لینڈ میں ٹھہرے ہیں۔ یہ جڑی بوٹیوں کے ماہر ہیں۔ اور
بلیک پاگوس کے جنگلوں میں جڑی بوٹیوں پر تحقیق کرنے کے لئے
آئے ہیں۔ باقی سب عورتیں اور مرد یہاں کے مقامی افراد کے رشتہ دار
اور دوست ہیں اور ان کے گھروں میں ٹھہرے ہوئے ہیں" ـــــ
فرائیڈ نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔
"وہ چاروں مرد آئے ہیں۔ عورت ان کے ساتھ نہیں ہے۔ یہ
وہی جڑی بوٹیوں والے ہی ہو سکتے ہیں" ـــــ گڈمین نے کہا وہ بھی
رسیور سے نکلنے والی آواز بخوبی سن رہا تھا۔
"تم ایسا کرو کہ پہلے ان چاروں مردوں کو اغوا کر کے پوائنٹ تھری
میں قید کر دو۔ اور ان سیاحوں کی کڑی نگرانی کرو۔ ان کے متعلق
میں تمہیں بعد میں ہدایت دوں گا" ـــــ کنگ ڈاگ نے سر

ہلاتے ہوئے کہا۔

"باس۔ ان چاروں میں سے ایک تو غائب ہے۔ اس کا پتہ ہی نہیں چل رہا۔ جب کہ باقی تینوں کو مختلف باروں اور کیفوں میں اکٹھے بیٹھتے دیکھا گیا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے انہیں کسی خاص آدمی کی تلاش ہو۔ اس وقت یہ تینوں ایشلے کی بار میں بیٹھے ہوئے ہیں" ــــ فرائیڈ نے جواب دیا وہ واقعی پوری طرح کام کرنا جانتا تھا۔

"ایشلے بار سے ان تینوں کو اغوا کر کے پوائنٹ تھری پر پہنچا دو۔ اور چوتھے کو تلاش کرو۔ جہاں وہ ملے اُسے بھی بھجوا دینا۔ لیکن غلط آدمی مت پکڑ لینا" ــــ کنگ ڈاگ نے کہا۔

"باس آپ جانتے ہیں کہ میں کس طرح کام کرتا ہوں۔ ہوٹل گرین لینڈ میں میرے آدمی موجود ہیں۔ ان سے ان کے تفصیلی حلیے معلوم کئے گئے اور پھر انہیں تلاش کیا گیا۔ جب یہ تینوں ایشلے بار میں نظر آگئے تب میں نے آپ کو کال کیا ہے" ــــ فرائیڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ جب یہ پوائنٹ تھری پہ پہنچ جائیں تو پھر مجھے اطلاع کرنا۔ اور سنو۔ اگر یہ کوئی گڑبڑ کریں تو بے شک تینوں کو گولی سے اڑا دینا" کنگ ڈاگ نے تیز لہجے میں کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

"پہلے ان چاروں کو ٹٹول لیں۔ اس کے بعد ان سیاحوں کو بھی دیکھ لیں گے" ــــ کنگ ڈاگ نے بوتل کا ڈھکن کھولتے ہوئے کہا۔ اور گڈمین نے سر ہلا دیا۔

عمران نے ڈاکٹر کوف کی کوٹھی سے نکل کر ٹیکسی پکڑی اور اسے جاشی بار چلنے کا کہا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے گاڑی آگے بڑھا دی۔ اور پھر مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک کمرشل روڈ پر آگیا۔ جہاں کاروں، ٹیکسیوں اور لوگوں کا خاصا رش تھا۔ یہ بلیک ہاؤس کا مین بازار تھا۔ ذرا سا آگے جا کر اس نے چار منزلہ جدید طرز کی عمارت کے سامنے جا کر ٹیکسی روک دی۔ عمارت کے اوپر جاشی بار کا نیون سائن لگا ہوا تھا۔ جس کے ساتھ روشنیوں سے بنی ہوئی ایک تقریباً ننگی لڑکی باقاعدہ ڈانس کر رہی تھی۔ عمران ٹیکسی سے نیچے اترا اور اس نے ڈرائیور کو کرایہ دے کر فارغ کیا اور خود قدم بڑھاتا گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ بار ہال میں داخل ہوتے ہی وہ ایک لمحے کے لئے تو ٹھٹھک گیا۔ کیونکہ اندر کا ماحول انتہائی گھٹیا اور سستا سا تھا۔ غنڈے ٹائپ کے مردوں اور طوائف ٹائپ عورتوں سے ہال بھرا ہوا تھا۔ وہ قہقہے

لگا رہے تھے۔ شرابیں پی رہے تھے۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ انتہائی
فحش حرکات کر رہے تھے۔ ایک طرف ایک سٹیج بنا ہوا تھا۔ جس پر
لڑکیاں بالکل مختصر سا لباس پہنے ناچ رہی تھیں اور لوگ ان پر آوازے
کس رہے تھے۔

عمران منہ بناتا ہوا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ کاؤنٹر کے پیچھے ایک
چھوٹے قد لیکن پھیلے ہوئے جسم کا نوجوان کھڑا تھا۔ جس کے چہرے
سے ہی خباثت ٹپک رہی تھی وہ ویٹرز کو شراب کی بوتلیں اٹھا اٹھا کر
دے رہا تھا۔

"کیا بات ہے۔ شراب پینی ہے تم نے"۔۔۔۔ کاؤنٹر بوائے نے
عمران کو کاؤنٹر پر کھڑے دیکھ کر بڑے کرخت سے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں۔ پینی تو ہے۔ لیکن تمہارے گندے اور غلیظ ہاتھوں سے نہیں
بلکہ مادام جاشی کے خوب صورت اور نفیس ہاتھوں سے۔ بولو بلوا سکتے ہو"
عمران نے بڑے ادباشانہ لہجے میں کہا۔

"تم یقیناً یہاں اجنبی ہو۔ جاؤ۔ بھاگ جاؤ۔ اور جا کر شکر ادا کرو۔ کہ
تمہاری جان بچ گئی ہے"۔۔۔۔ کاؤنٹر بوائے نے ایسے لہجے میں کہا
جیسے اس نے یہ بات کہہ کر عمران کی سات نسلوں پر احسان کر دیا ہو۔

"اچھا۔ لیکن میرا شکر ادا کرنے کا طریقہ اور ہے"۔۔۔۔ عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر کاؤنٹر
بوائے کو گلے سے پکڑا۔ اور دوسرے لمحے ایک زوردار جھٹکے سے وہ
گینڈے نما آدمی کاؤنٹر کے اوپر سے گھسٹتا ہوا ایک زوردار دھماکے
سے فرش پر جا گرا۔ اس دھماکے اور اس آدمی کے حلق سے نکلنے والی

بے اختیار چیخ نے ایک لمحے کے لئے پورے ہال میں سکوت طاری کر
دیا۔ دوسرے لمحے وہ آدمی بُری طرح چیختا ہوا اٹھا اور اس نے واقعی کسی
گینڈے کی طرح دوڑتے ہوئے عمران کے سینے پر خوف ناک انداز میں
ٹکر مارنی چاہی۔ لیکن عمران یک لخت اچھل کر ایک طرف ہٹا اور اس کے
ساتھ ہی اس کا بازو قوس کی طرح گھوما اور وہ آدمی چھاتی پر زوردار
دھکا کھا کر چیختا ہوا دو تین فٹ ہوا میں اچھلا اور پھر زوردار دھماکے سے
پشت کے بل نیچے زمین پر جا گرا۔ اس کے حلق سے ایک زوردار چیخ
نکل گئی تھی۔ ہال میں موجود تمام عورتیں اور مرد یک لخت بوکھلائے ہوئے
انداز میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ہال میں موجود کئی افراد ریوالور نکالے تیزی
سے ان کی طرف دوڑ پڑے۔

"رک جاؤ۔ اس نے بے خبری میں مجھ پر وار کیا ہے۔ میں ابھی
اسے بتاتا ہوں کہ ٹیری پر ہاتھ ڈالنے کا کیا نتیجہ نکلتا ہے"۔۔۔۔ کاؤنٹر
بوائے نے جس کا نام ٹیری تھا اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے چیخ کر کہا۔
اور ریوالور بردار جس جگہ تھے وہیں رک گئے۔ ٹیری کا چہرہ غصے کی شدت
سے مسخ ہو چکا تھا۔ آنکھوں سے شعلے سے نکل رہے تھے۔

"واہ۔ بیری۔ اب بیری پھل دینے کی بجائے لڑنے بھی لگی ہے"
عمران نے ٹیری کو بیری میں بدلتے ہوئے کہا۔ لیکن ظاہر ہے یہاں
بیری کے لفظ کے معنی سمجھنے والا کوئی نہ تھا۔

ٹیری نے اس دوران جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکالا۔ اور
وہ خنجر کو اس طرح تیزی سے مسلسل اپنے دونوں ہاتھوں میں بدلنے
لگا کہ اس پر نظریں نہ ٹھہرتی تھیں۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ خنجر زنی

میں واقعی بے پناہ مہارت رکھتا ہے ۔ عمران کی نگاہیں بھی ٹیری کے
پر جمی ہوئی تھیں ۔ کیونکہ عمران جانتا تھا کہ اگر اس کی نگاہیں ذرا بھی
چوک گئیں تو خنجر واقعی اس کے سینے میں ترازو ہو جائے گا ۔

مشین کی طرح ہاتھوں میں خنجر الٹتے پلٹتے ٹیری نے اچانک وار کر
دیا ۔ اور خنجر روشنی کی تیز دھار کی طرح عمران کے جسم کی طرف لپکا ۔
ہال میں موجود افراد نے بے اختیار آنکھیں بند کر لیں ۔ کیونکہ اب
عمران کی موت میں کوئی شک نہ رہا تھا ۔ لیکن عمران کا ہاتھ اس سے
بھی زیادہ تیزی سے ایک مخصوص انداز میں گھوما اور خنجر کا دستہ اس
کے ہاتھ کی تھپکی کھا کر اوپر ہوا میں اٹھتا چلا گیا ۔ اور پھر پلک جھپکنے میں
خنجر واپس آیا اور اب وہ عمران کے ہاتھوں میں تھا ۔

" اچھا ۔ اصلی خنجر ہے واہ ۔ دستے پر سونا بھی لگا ہوا ہے" ۔۔۔ عمران
نے خنجر کو اس طرح الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے کہا ۔ جیسے بچے کسی
نئے کھلونے کو دیکھتے ہیں ۔

ٹیری ایک طرف ہال میں موجود ہر فرد کی آنکھیں یہ حیرت انگیز
تماشہ دیکھ کر پھٹنے کے قریب ہو گئی تھیں ۔ وہ تصور بھی نہ کر سکتے تھے
کہ اس طرح بجلی کی سی تیزی سے آتے ہوئے خنجر کو کوئی تھپکی دے
کر فضا میں اڑا بھی سکتا ہے ۔ اور پھر اسے پکڑ کر اس طرح اطمینان
سے کھڑا بھی ہو سکتا ہے ۔

" تت ۔۔۔ تت ۔۔۔ تم بھوت ہو ۔ انسان نہیں ہو" ۔۔۔ یکلخت
ٹیری کے حلق سے خوفزدہ سے انداز میں نکلا ۔ اور عمران مسکرا
دیا ۔

" اگر میں چاہتا ٹیری صاحب ۔ تو یہ خنجر راستے میں ہی پلٹ کر تمہارے
اس ڈھول نما سینے میں جا لگتا ۔ لیکن مجھے دراصل ڈھول کی آواز سے
الرجی سی ہے ۔ بہرحال اب بولو کیا خیال ہے ۔ مادام جاشی کے ہاتھ سے
شراب پلوانی ہے یا اپنے ہاتھ سے" ۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن
سے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا ۔ اس کے چہرے پر واقعی بچوں
کی سی معصومیت تھی ۔

" تم نے مادام کا نام لیا ہے ۔ کون ہو تم" ۔۔۔ اچانک ایک
طرف کھڑا لمبا تڑنگا آدمی بول پڑا ۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور موجود تھا ۔

" فی الحال تو دوست ہی سمجھو ۔ کیونکہ ایکریمیا کا جارج مجھے اپنا دوست
کہنا فخر سمجھتا ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

ابھی عمران کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ ہال میں ایک مترنم آواز
گونجی ۔

" راسکل ۔ ٹیری کو گولی مار دو ۔ اور اس اجنبی کو میرے دفتر بھیج دو"
بولنے والی کی آواز تو مترنم تھی ۔ لیکن لہجہ بے حد کرخت تھا ۔ اس کا
فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ اسی لمبے تڑنگے آدمی کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے
ریوالور سے شعلہ چمکا اور دھماکے کے ساتھ ہی ٹیری کے حلق سے ایک
خوفناک چیخ نکلی اور وہ فرش پر گر کر تڑپنے لگا ۔ اس لمبے آدمی
نے جس کا نام شاید راسکل تھا ۔ دوسرا فائر کیا ۔ اور ٹیری کا تڑپتا ہوا
جسم ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا ۔

" اس کی لاش اٹھا کر گٹر میں ڈال دو ۔ آؤ مسٹر ۔ میں تمہیں مادام
کے دفتر چھوڑ آؤں" ۔۔۔ راسکل نے ارد گرد کھڑے لوگوں سے کہا ۔

اور آخری الفاظ میں وہ عمران سے مخاطب ہوا تھا۔
"چلو" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور پھر اس راسکل کے پیچھے چلتا ہوا وہ کاؤنٹر کے قریب موجود راہداری میں سے گزرتا اس کے آخر میں بنے ہوئے ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گیا۔ راسکل نے دروازہ بند کیا۔ اور دروازے کے قریب لگے ہوئے پینل کا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے کمرہ لفٹ کی طرح اوپر کو اٹھتا گیا۔ تھوڑی دیر بعد کمرہ رک گیا اور راسکل نے دروازہ کھولا اور باہر آ گیا۔ یہ ایک راہداری تھی جس میں مشین گنوں سے مسلح چار افراد ٹہل رہے تھے۔ آخر میں ایک دروازہ تھا جس کے اوپر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ راسکل عمران کو ساتھ لئے اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کے قریب دیوار پر لگے ہوئے ایک بٹن کو دبا دیا۔
"یس" ـــــ بٹن سے نیچے موجود جالی میں سے وہی مترنم آواز نکلی لہجہ اسی طرح کرخت تھا۔
"میں اس آدمی کو لے آیا ہوں مادام۔ جس کے متعلق آپ نے حکم دیا تھا" ـــــ راسکل نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
"ٹھیک ہے اسے اندر بھیج دو" ـــــ مادام جاشی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی دروازے پر لگا ہوا سرخ رنگ کا بلب بجھ گیا۔
"دروازہ کھول کر چلے جاؤ۔ اور سنو۔ مادام کے سامنے انتہائی مؤدب رہنا۔ ورنہ دوسرا سانس نہ لے سکو گے" ـــــ راسکل نے کہا۔ اور واپس مڑ گیا۔
عمران نے مسکراتے ہوئے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا گیا۔

عمران اندر داخل ہوا۔ یہ واقعی انتہائی خوب صورت انداز میں سجا ہوا ایک دفتر نما کمرہ تھا۔ جس کے آخر میں ایک دفتری سی میز تھی۔ اور میز کے پیچھے ایک نوجوان لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ جس کے نقوش یونانی طرز کے تھے۔ اس کے سنہرے گھنگھریالے بال شانوں تک لٹک رہے تھے۔ اس نے گہرے سبز رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا۔ وہ واقعی خاصی خوب صورت لڑکی تھی۔ لیکن اس کے چہرے پر سرد مہری اور سفاکی اس طرح چھائی ہوئی تھی۔ جیسے ہلاکو خان کی بیٹی ہو۔
"مادام جاشی کی خدمت میں ڈاکٹر اسکاٹ انتہائی مؤدبانہ انداز میں سلام پیش کرتا ہے۔ ویسے آپ کا نام جاشی بالکل صحیح ہے۔ میری بلی کا نام بھی جاشی ہے اور وہ بھی بڑی کٹکھنی بلی ہے۔ ہر وقت غراتی رہتی ہے" ـــــ عمران نے آگے بڑھ کر مسکراتے ہوئے کہا مادام جاشی کے چہرے پر یک لخت غصے کی بھڑک سی پیدا ہوئی۔ لیکن دوسرے لمحے وہ نارمل ہو گئی۔
"تم نے ہال میں جارج کا نام لیا تھا۔ کون ہو تم" ـــــ مادام جاشی نے اسی طرح کرخت لہجے میں کہا۔
"تم تو ایسے بات کر رہی ہو۔ جیسے جارج تمہارا شوہر ہو اور اس نے تمہیں مار پیٹ کر گھر سے نکال دیا ہو" ـــــ عمران نے بھی اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔ تو مادام جاشی اچھل کر کھڑی ہو گئی۔
"تم ـــــ تمہاری یہ جرأت کہ میرے ساتھ اس لہجے میں بات کرو" مادام جاشی نے چیختے ہوئے کہا۔ وہ واقعی اس وقت بھوکی شیرنی نظر آ رہی تھی۔ اس کے ساتھ ہی وہ میز کی سائیڈ سے باہر آ گئی۔ دوسرے

لمحے جیسے بجلی چمکتی ہے۔ اس طرح مادام جاشی اپنی جگہ سے اچھلی اور اس نے واقعی انتہائی پھرتیلے انداز میں عمران کے سینے پر فلائنگ کک مارنی چاہی۔ اگر عمران کی جگہ کوئی اور ہوتا تو پھر لازماً وہ مار کھا جاتا۔ لیکن اب مادام جاشی کو تو یہ معلوم نہ تھا کہ اس کے سامنے علی عمران کھڑا ہے۔ مادام جاشی کے اچھلتے ہی عمران یک لخت ایک قدم پیچھے ہٹا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے دونوں ہاتھ بیک وقت حرکت میں آئے اور مادام جاشی کا تیزی سے عمران کی طرف آتا ہوا جسم فضا میں کسی لٹو کی طرح گھومتا ہوا اسی رفتار سے واپس گیا اور دوسرے لمحے مادام جاشی ایک دھماکے سے دوبارہ اسی کرسی پر جا گری جہاں سے وہ اٹھی تھی۔

"سوری۔ میرے پاس کچھ زیادہ رقم نہیں ہے۔ ورنہ تمہاری اس سرکسی مہارت پر میں ضرور تمہیں بڑا سا انعام دیتا"۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

مادام جاشی کرسی پر گر کر چند لمحے تو پھٹی پھٹی آنکھوں سے سامنے کھڑے عمران کو دیکھتی رہی۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس کی سمجھ میں یہ بات نہ آرہی ہو کہ آخر وہ کس طرح فضا میں گھومتی ہوئی واپس کرسی پر آ گری ہے۔

"تت۔۔۔ تت۔۔۔ تم جادوگر ہو۔ تم نے ٹیری کے خنجر کے ساتھ بھی ایسے ہی کیا تھا"۔۔۔ مادام جاشی کے حلق سے اٹکتے ہوئے الفاظ نکلے۔ شدید حیرت نے واقعی اسے بوکھلا دیا تھا۔

"میرے مقدس ہاتھ لگنے کے بعد آدمی اس گناہ گاہ دنیا میں رہنے کی بجائے بالکل اسی طرح قبر میں پناہ لیتا ہے۔ جس طرح تم نے کرسی پر پناہ لی ہے۔ لیکن ایک تو تم خوب صورت ہو۔ دوسرا جارج نے کہا تھا کہ تم اچھی لڑکی ہو۔ اس لئے میں نے تمہیں قبر کی بجائے عزت دیتے ہوئے واپس کرسی پر بھیج دیا ہے۔ لیکن ایک بات یاد رکھو۔ میرے سامنے اب اگر تم نے غصہ دکھانے کی کوشش کی تو تمہارا یہ خوبصورت چہرہ چڑیل کے چہرے میں بھی بدل سکتا ہے"۔۔۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اور پھر بڑے اطمینان سے میز کے ساتھ پڑے ہوئے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"تت۔۔۔ تت۔۔۔ تم واقعی کوئی جادوگر ہو۔ تم نے مجھے زندگی میں پہلی بار حیران کر دیا ہے۔ میں تم سے دوستی کرنا چاہتی ہوں" مادام جاشی کا چہرہ یک لخت بدل گیا۔ اب وہ ایک ایسی لڑکی نظر آرہی تھی جو انتہائی معصوم ہو اور جسے دنیا کی ہوا ہی نہ لگی ہو۔

"گڈ۔ اب تم واقعی مجھے اپنے قبیلے کی لگنے لگی ہو۔ میرا مطلب ہے۔ بیوقوفوں کے قبیلے کی"۔۔۔ عمران نے اس کے چہرے پر چھائی ہوئی معصومیت دیکھ کر سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مجھے معاف کر دو۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ میں تم جیسے عظیم انسان سے مل رہی ہوں۔ مجھے معاف کر دو"۔۔۔ مادام جاشی نے کرسی سے اٹھ کر عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے وہ ابھی آکر عمران کے گلے سے چمٹ جائے گی۔

"ارے ارے۔ معاف کر دیا۔ لیکن بیٹھو وہیں کرسی پر"۔۔۔ عمران نے اس طرح بوکھلائے ہوئے انداز میں پیچھے ہٹتے ہوئے کہا جیسے وہ

مادام جاشی جیسی خوب صورت لڑکی نہ ہو کسی خوف ناک بیماری کا جرثومہ ہو۔ اور مادام جاشی ٹھٹھک کر رک گئی۔ وہ اب اس طرح ہونٹ کاٹ رہی تھی جیسے دل میں امڈتے ہوئے غصے پر جبراً قابو پا رہی ہو۔ پھر وہ ہنس کر واپس مڑ گئی۔

"تم واقعی عجیب آدمی ہو ڈاکٹر اسکاٹ۔ بہرحال مجھے اپنا دوست سمجھو۔ اور بتاؤ کہ میں تمہارے لئے کیا کر سکتی ہوں"۔۔۔ مادام جاشی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن اب وہ کرسی پر بیٹھ چکی تھی۔

"یہی بات پوچھنے کے لئے تو میں نے ناراک سے یہاں تک کا لمبا سفر کیا ہے۔ ویسے یہ کارڈ جارج نے دیا تھا۔ اسے بھی دیکھ لو" عمران نے کہا اور جیب سے وہی سفید کارڈ جس کے گرد سرخ حاشیہ لگا ہوا تھا نکال کر مادام جاشی کے سامنے میز پر اچھال دیا۔

"ہونہہ۔ سپیشل کارڈ۔ ٹھیک ہے۔ اب میں پوری طرح مطمئن ہوں۔ پہلے یہ بتاؤ کہ تم کیا پینا پسند کرو گے"۔۔۔ مادام جاشی نے کارڈ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں تو جب سے اس کمرے میں داخل ہوا ہوں مسلسل پی رہا ہوں۔ اس سے فرصت ملے گی تو کچھ اور پیوں گا"۔۔۔ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"پی رہے ہو۔ کیا مطلب۔ میں نے تمہیں کچھ پیتے ہوئے نہیں دیکھا۔ کیا تم پر پاگل پن کے دورے پڑتے ہیں"۔۔۔ مادام جوشی نے چونک کر کہا۔

"اگر اسی طرح پیتا رہا تو دورے بھی پڑ سکتے ہیں۔ لیکن فکر نہ کرو۔

میں اس معاملے میں بلانوش ہوں"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"تم آخر کیا کہنا چاہتے ہو۔ مجھے بھی تو پتہ چلے"۔۔۔ مادام جاشی نے بری طرح جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہمارے ہاں اسے شربت دیدار کہتے ہیں۔ یہاں بلیک پاگوس میں نجانے کیا کہتے ہوں گے۔ ہر علاقے کے عاشقوں کے اپنے اپنے کوڈ ورڈ ہوتے ہیں"۔۔۔ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"عاشق۔ اوہ تو تم مجھ پر عاشق ہو گئے ہو۔ ٹھیک ہے۔ مجھے تمہارا عشق قبول ہے۔ تم واقعی ایسے مرد ہو جس سے عشق کیا جا سکتا ہے" مادام جاشی نے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔ اور اس کی آنکھوں میں بات کرتے ہوئے ایسی چمک آ گئی تھی کہ عمران کا ہاتھ بے اختیار سر پر پہنچ گیا۔

"مگر اس طرح تو تم عاشق بن جاؤ گی اور گرامر کے لحاظ سے یہ غلط ہے۔ تم عاشقہ تو بن سکتی ہو عاشق نہیں"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تو مجھے عاشقہ ہی سمجھ لو"۔۔۔ مادام جاشی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لیکن عاشقہ کو تو جنگلوں میں مارا مارا پھرنا پڑتا ہے۔ ایسے جنگلوں میں جہاں واٹر پاور کا ہیڈ کوارٹر ہوتا ہے۔۔۔ اور پاور تم جانتی ہی ہو بجلی کو کہتے ہیں۔ اور بجلی جلا کر راکھ بھی کر سکتی ہے اور روشنی بھی دے سکتی ہے۔ ویسے روشنی دیتے ہوئے وہ کرنٹ مار دے تب بھی آدمی مر جاتا ہے۔ لیکن شرط وہی کہ اس کے پیر پانی میں ہوں۔ جب تک اس کے پیر پانی میں نہ ہوں کرنٹ لگتا ہی نہیں"۔۔۔ عمران کی زبان

چل پڑی۔ اور اس بار مادام جاشی کے ہونٹ بھنچ گئے۔ اور آنکھیں
اس طرح سکڑ گئیں جیسے وہ عمران کے چہرے کے پیچھے کوئی اور چہرہ
دیکھ رہی ہو۔

"تو تمہارا تعلق واٹر پاور سے ہے۔ یہودی ہو تم"۔۔۔۔ مادام جاشی
کے لہجے میں لاشعوری طور پر نفرت کا جذبہ ابھر آیا تھا۔

"میں یہودی نہیں ہوں۔ اور میں نے جارج سے پہلے یہی بات
پوچھی تھی کہ کہیں تم یہودن تو نہیں ہو۔ لیکن اب یہودیوں کے ساتھ
تمہاری نفرت دیکھ کر مجھے حیرت ہو رہی ہے کہ تم اس علاقے میں
رہ رہی ہو جہاں یہودیوں کی سب سے بڑی تنظیم کا ہیڈ کوارٹر ہے"
عمران نے اس بار کھل کر بات کر دی۔

"واٹر پاور کا ہیڈ کوارٹر۔ یہاں بلیک پاگوس میں۔ ارے نہیں۔
یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ یہاں یہودیوں کی ایک کثیر تعداد رہتی ضرور
ہے۔ لیکن اتنی بڑی تنظیم کا ہیڈ کوارٹر یہاں ہو۔ اور مجھے اس کا
علم نہ ہو۔ میں مر کر بھی اس پر یقین نہیں کر سکتی"۔۔۔۔ مادام جاشی نے
بڑے جوشیلے لہجے میں کہا۔

"اگر تمہیں مرنے سے پہلے کسی طرح یقین آ سکتا ہو تو زیادہ بہتر
ہے۔ تم جیسی خوب صورت لڑکی کی موت واقعی المناک واقعہ ہو گی"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ میں تو محاورتاً کہہ رہی تھی۔ لیکن کیا تم واٹر پاور کے خلاف
کام کرنے یہاں آئے ہو۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر تمہیں غلط اطلاع
ملی ہے۔ یہاں اس کا ہیڈ کوارٹر نہیں ہے"۔۔۔۔ مادام جاشی نے

بڑے حتمی سے لہجے میں کہا۔

"مادام جاشی۔ تم ایک الگ تھلگ سے جزیرے پر واقع ایک
چھوٹی سی بار کے ایک چھوٹے سے دفتر نما کمرے میں بیٹھی رہتی ہو۔ اور
یہاں بیٹھ کر تم سمجھتی ہو کہ تمہیں دنیا بھر کی خبر ہے۔ میں نے یہاں آ کر
چند گھنٹوں میں اتنا معلوم کر لیا ہے کہ واٹر پاور کا ہیڈ کوارٹر یہاں
کے ایک بڑے جنگل جسے ڈارک وڈ کہا جاتا ہے میں واقع ہے اور تم
شاید پیدا ابھی نہیں ہوئی ہو۔ اور اپنے آپ کو بلیک پاگوس کی ملکہ بھی
سمجھتی ہو گی۔ پھر بھی تم یہ کہہ رہی ہو کہ یہاں ہیڈ کوارٹر نہیں ہے"۔۔۔۔
عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ڈارک وڈ میں۔ اوہ۔ لیکن وہ تو انتہائی دشوار گزار اور خطرناک جنگل
ہے کہ وہاں تو کوئی آدمی نہیں جاتا۔ اگر وہاں اتنا بڑا ہیڈ کوارٹر بنتا تو
کم از کم مجھے اس کی اطلاع ضرور ہوتی"۔۔۔۔ مادام جاشی نے ایسے
لہجے میں کہا جیسے اسے کسی صورت بھی عمران کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"اگر یقین نہ کرنے کی صورت میں تمہارے حسن میں مزید اضافہ ہو
سکتا ہو تو مت کرو یقین۔ لیکن اگر تم مجھے اتنا بتا دو کہ اگر واقعی یہاں
واٹر پاور کا ہیڈ کوارٹر ہو تو یہاں کون اس کا ایجنٹ ہو سکتا ہے"۔۔۔۔
عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میرے خیال میں تو میں یہاں سب کو اچھی طرح جانتی ہوں۔ اگر
تمہاری بات پر یقین کر کے سوچا جائے تو ایک ہی نام سامنے آتا
ہے۔ اور وہ ہے کنگ ڈاگ۔ اس کا یہاں گروپ بھی خاصا
مضبوط ہے اور وہ خود بھی پکا یہودی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میری

اس سے آج تک نہیں بنی۔ ویسے ہم دونوں کے درمیان ایک ذہنی
معاہدہ موجود ہے۔ کہ وہ نہ میرے بزنس میں دخل دیتا ہے اور نہ
میں اس کے بزنس میں"۔۔۔ مادام جاشی نے جواب دیتے ہوئے
کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں اسے چیک کر لوں گا۔ او۔ کے۔ گڈ بائی"۔
عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

" ارے ارے بیٹھو۔ اب میں اتنی بھی گئی گزری نہیں ہوں کہ اپنے
جیسے دوست کی کوئی مدد نہ کر سکوں۔ میں یہیں بیٹھے اس پوائنٹ
کو چیک کر سکتی ہوں۔ کنگ ڈاگ کا ایک خاص آدمی جسے اس
کے تمام رازوں کی خبر رہتی ہے۔ میرا خاص آدمی ہے۔ وہ مجھ سے
بڑے سے بڑا راز بھی نہیں چھپا سکتا۔ میں ابھی اس سے بات کرتی
ہوں"۔۔۔ مادام جاشی نے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا بیٹھ گیا۔

مادام جاشی نے ہاتھ بڑھا کر میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور
اٹھایا اور پھر مختلف نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" یس۔ ٹام "۔۔۔ ایک مردانہ آواز رسیور سے نکلی۔

" مادام جاشی سپیکنگ ٹام۔ کیا تم ایسی جگہ موجود ہو جہاں
کوئی اور فون کال نہ سن رہا ہو"۔۔۔ مادام جاشی نے تیز لہجے
میں کہا۔

" یس مادام۔ میں اپنے دفتر میں موجود ہوں۔ آپ کھل کر بات
کیجئے"۔۔۔ ٹام نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ٹام۔ تمہارا باس کنگ ڈاگ کا واٹر بادر تنظیم سے کیا تعلق

ہے۔ دیکھو جو بات درست ہو وہی بتانا۔ اگر کل مجھے معلوم ہو گیا کہ
تم نے کوئی غلط بیانی کی ہے تو جانتے ہو کیا انجام ہو سکتا ہے"
مادام جاشی نے تلخ لہجے میں کہا۔

" مادام۔ آپ اچھی طرح جانتی ہیں کہ میں نے آپ سے کبھی کسی
معاملے میں کبھی غلط بیانی نہیں کی اور نہ کر سکتا ہوں"۔۔۔ ٹام نے
جواب دیا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ یہ بات اب پورے خلوص کے ساتھ کہہ
رہا ہے۔

" او۔ کے۔ اب میرے سوال کا جواب دو"۔۔۔ مادام جاشی
نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" مادام۔ کنگ ڈاگ کا اس مشہور تنظیم سے کوئی تعلق نہیں ہے اگر
اس کا ذرا برابر بھی تعلق ہوتا تو مجھ سے یہ بات چھپی نہ رہتی"۔۔۔ ٹام
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اچھا یہ بتاؤ کہ کیا یہاں بلیک پاگوس میں تمہاری نظروں میں
کوئی ایسا آدمی ہے جس کا تعلق واٹر بادر سے ہو"۔۔۔ مادام جاشی
نے کہا۔ اور دوسری طرف سے چند لمحے تو خاموشی رہی پھر ٹام کی
آواز سنائی دی۔

" مادام۔ کیا آپ مجھے یہ بتائیں گی کہ آپ یہ بات کیوں پوچھنا چاہتی
ہیں"۔۔۔ ٹام نے کہا۔

" میں اس آدمی کے ذریعے واٹر بادر سے تعلق پیدا کرنا چاہتی
ہوں"۔۔۔ مادام جاشی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے جواب دیا۔

" اوہ۔ مگر مادام۔ آپ تو یہودیوں سے بے پناہ نفرت کرتی ہیں۔

پھر ۔۔۔۔ ٹام نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"تم اسے چھوڑو۔ یہ نفرت سارے یہودیوں کے خلاف نہیں
یہ میرا ذاتی مسئلہ ہے۔ میں ذات کو بزنس سے علیحدہ رکھتی ہوں
تم میرے سوال کا جواب دو" ۔۔۔۔ مادام جاشی نے کہا۔
"مادام۔ دراصل پورے بلیک پاگوس میں صرف مجھے ہی معلوم ہے
کہ یہاں کا رہنے والا ایک آدمی واٹرپاور کے ہیڈکوارٹر میں کام
کرتا ہے۔ اس کی بیوی جس کا نام پاڈلا ہے وہ بھی اس کے ساتھ ہی
کام کرتی ہے۔ وہ پاڈلا دراصل میرے پاس آتی جاتی رہتی ہے
جب بھی وہ چھٹی پر آتی ہے۔ میرے پاس ضرور آتی ہے۔ اس سے کئی
بار مجھے یہ بات معلوم ہوئی تھی۔ لیکن چونکہ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں
ہے۔ اس لئے میں نے اس پر کوئی توجہ نہ دی تھی" ۔۔۔۔ ٹام نے
جھجکتے ہوئے انداز میں کہا۔ اور عمران سمجھ گیا کہ وہ جھجک اس لئے
رہا ہے کہ جاشی کے سامنے وہ کسی اور عورت کے ساتھ اپنے
تعلقات ظاہر نہیں کرنا چاہتا۔ ہوسکتا ہے وہ خود مادام جاشی پر
فریفتہ ہو۔ اگر مادام جاشی کا لہجہ اس سے بات کرتے ہوئے سخت
نہ ہوتا تو پھر لازماً عمران یہی سمجھتا کہ ان دونوں کے آپس میں تعلقات
ہیں۔ لیکن اب یہ یک طرفہ ٹریفک دکھائی دے رہی تھی۔
"کون ہے وہ۔ کیا نام ہے اس کا" ۔۔۔۔ مادام جاشی نے چونک
کر پوچھا اور عمران بھی ٹام کی بات سن کر سیدھا ہو گیا تھا۔ کیونکہ
اس کی توقع کے برخلاف بڑی آسانی سے ایک مفید کلیو سامنے
آرہا تھا۔

"اس کا نام گڈمین ہے مادام۔ وہ بھی یہودی ہے۔ اور مادام
وہ آج خلاف توقع یہاں کنگ ڈاگ سے ملنے آیا ہے۔ حالانکہ وہ
فرسٹ سنڈے کو ہی آتا تھا۔ بہرحال اس نے کنگ ڈاگ کو پندرہ ہزار
ڈالر دیئے اور کسی علی عمران نامی شخص کو جو ناراک سے یہاں آیا ہوا
ہے۔ اس کے ساتھ اس کے تین ساتھی بھی ہیں اور وہ کسی میک
اپ میں ہیں ٹریس کرنے اور قتل کرنے کا سودا کیا ہے۔ آپ کو تو
معلوم ہی ہے کہ کنگ ڈاگ نے ایسا سسٹم اپنے دفتر میں رکھا
ہوا ہے۔ کہ اس کے دفتر میں ہونے والی ساری بات چیت میرے
دفتر میں سنائی بھی دیتی ہے اور ٹیپ بھی ہوتی ہے تاکہ کسی بھی ایمرجنسی
کی صورت میں اس کی مدد کو پہنچ سکوں۔ چنانچہ کنگ ڈاگ اور گڈمین
کے درمیان ہونے والی ساری گفتگو میں نے خود اپنے کانوں سے
سنی ہے۔ کنگ ڈاگ کو بھی رقم کی ضرورت تھی۔ اور پھر اس معمولی
سے کام کے لئے اسے موٹی رقم مل رہی تھی۔ اس لئے اس نے
فوری طور پر کام پکڑ لیا۔ آپ اگر چاہیں تو اس گڈمین سے میں آپ کو
ملوا سکتا ہوں" ۔۔۔۔ ٹام نے کہا۔
"کیا یہ گڈمین پہلے بھی کام دیتا رہتا ہے کنگ ڈاگ کو" ۔۔۔۔
مادام جاشی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
"نہیں مادام۔ ویسے وہ پرانے دوست ہیں لیکن کام اس نے
پہلی بار دیا ہے" ۔۔۔۔ ٹام نے کہا۔
"اس سے پوچھو کہ گڈمین اس وقت کہاں مل سکتا ہے"
عمران نے اٹھ کر ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھتے ہوئے مادام سے کہا تاکہ

اس کی آواز ٹام کے کانوں تک نہ پہنچ سکے۔

"ٹام"۔۔۔ مادام جاشی نے عمران کے ماؤتھ پیس سے ہاتھ ہٹاتے ہی کہا۔

"یس مادام"۔۔۔ ٹام نے جواب دیا۔

"اس وقت گڈمین کہاں مل سکتا ہے"۔۔۔ مادام جاشی نے کہا۔

"مادام۔ اس وقت تو وہ کنگ ڈاگ کے ساتھ پوائنٹ تھری پر گیا ہوا ہے۔ کیونکہ کنگ ڈاگ کی عادت آپ جانتی ہی ہیں۔ وہ کوئی کام پکڑلے تو پھر فوری حرکت میں آجاتا ہے۔ چنانچہ کنگ ڈاگ نے فوراً ہی پڑتال شروع کردی۔ اس نے فرائیڈ کے ذمہ یہ کام لگا دیا۔ فرائیڈ اس معاملے میں بے حد ہوشیار اور تیز ہے۔ اس نے فوراً ہی پڑتال کرالی کہ آج ناراک سے آنے والی فلائٹ سے چھ عورتیں اور چودہ مرد ایسے آئے ہیں جو بلیک پاگوس کے لئے اجنبی ہیں۔ پھر مزید پڑتال کے بعد پتہ چلا کہ ان میں ایک عورت اور دو مرد تو ہوٹل سلور سٹار میں ٹھہرے ہیں وہ سیاح ہیں اور چار مرد جو جڑی بوٹیوں کے ماہر ہیں اور بلیک پاگوس میں جڑی بوٹیوں کی تلاش کے لئے آئے ہیں ہوٹل گرین لینڈ میں ٹھہرے ہیں۔ وہاں سے فرائیڈ نے ان کے حلیے معلوم کرا کر مزید چیکنگ کی تو ان میں سے ایک آدمی جس کا نام ڈاکٹر اسکاٹ ہے وہ تو کہیں غائب ہو گیا ہے جب کہ باقی تین آدمی شہر کی باروں اور کیفوں میں اس طرح گھومتے پھرتے ہیں جیسے انہیں کسی خاص آدمی کی تلاش ہو۔ اس پر کنگ ڈاگ

نے ان تینوں کو پوائنٹ تھری پہنچانے کا حکم دیا۔ یہ اس وقت ایشلے بار میں موجود تھے۔ وہاں سے فرائیڈ کے آدمیوں نے انہیں اسلحے کے زور پر اغوا کیا اور پوائنٹ تھری پر پہنچا دیا۔ ان کے وہاں پہنچنے کی اطلاع ملتے ہی کنگ ڈاگ گڈمین کو ساتھ لے کر وہاں پہنچ گیا ہے۔ اب ظاہر ہے گڈمین جب فارغ ہو گا تب ہی مل سکتا ہے۔ ویسے آپ بے فکر رہیں جیسے ہی وہ فارغ ہوا میں اسے آپ کے پاس پہنچوا دوں گا۔ لیکن مادام میرا نام درمیان میں نہ آئے" ٹام نے کہا۔

"پوائنٹ تھری پوچھو۔ جلدی"۔۔۔ عمران نے ایک بار پھر ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

"یہ پوائنٹ تھری تم کسے کہتے ہو ٹام"۔۔۔ مادام جاشی نے کہا۔

"اوہ مادام۔ یہ کنگ ڈاگ کا ایک خفیہ اڈہ ہے۔ جانسن کمرشل پلازہ کے نیچے تہہ خانے ہیں۔ اسے پوائنٹ تھری کہا جاتا ہے" ٹام نے جواب دیا۔

"اس کا راستہ وغیرہ کیا پلازہ سے ہی جاتا ہے"۔۔۔ مادام جاشی نے اس بار خود ہی پوچھ لیا۔ کیونکہ اس نے عمران کے چہرے پر ابھرنے والے تاثرات دیکھ کر ہی سمجھ لیا تھا کہ پوائنٹ تھری پر لے جائے جانے والے اس کے ہی ساتھی ہیں اور پھر ٹام نے ڈاکٹر اسکاٹ کا نام بھی لیا تھا۔

"مادام۔ اب آپ سے کیا چھپانا۔ حالانکہ کنگ ڈاگ نے اسے بے حد خفیہ رکھا ہوا ہے۔ کمرشل پلازہ کی عقبی سڑک پر ایک چھوٹی

سی رہائشی کوٹھی ہے۔ اس سے راستہ نیچے جاتا ہے "۔۔۔۔ ٹام نے جواب دیا۔

" او۔ کے۔ جب گڈمین فارغ ہو جائے تو مجھے پہلے اطلاع کر دینا۔ تھینک یو "۔۔۔۔ مادام جاشی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" کیا یہ تمہارے ساتھی ہیں "۔۔۔۔ مادام نے رسیور رکھتے ہی کہا۔

" ہاں۔ تمہارے پاس کار ہو گی۔ مجھے اس پلازہ تک چھوڑ دو۔ جلدی کرو۔ ایسا نہ ہو کہ میرے ساتھی کنگ ڈاگ کے ساتھ اس گڈمین کو بھی ہلاک کر دیں "۔۔۔۔ عمران نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ میں سمجھی کہ تمہیں اپنے ساتھیوں کی جان کی فکر ہے۔ ویسے کنگ ڈاگ بے حد سفاک اور خطرناک آدمی ہے۔ سنو۔ میں نے جب تمہیں دوست کہا ہے تو میں تمہارے ساتھ اس یہودی کے اڈے پر جاؤں گی۔ میں اسلحہ لے لوں "۔۔۔۔ مادام جاشی نے بڑے پُرجوش لہجے میں کہا۔

" میک اپ باکس مل جائے گا یہاں "۔۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اُسے واقعی یہی فکر تھی کہ کہیں وہ گڈمین صفدر اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں نہ مارا جائے۔ اپنے ساتھیوں کی فکر اُسے نہ تھی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کنگ ڈاگ جیسے عام غنڈے ان کے سامنے نہیں ٹھہر سکتے۔

" ہاں ہے۔ لیکن اس میں تو خاصا وقت لگ جائے گا "۔۔۔۔ مادام جاشی نے کہا۔

" تم لے تو آؤ۔ جلدی کرو "۔۔۔۔ عمران نے کہا اور مادام جاشی سر ہلاتی ہوئی عقبی دیوار کے دائیں کونے میں موجود ایک دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئی تو اس کے ہاتھوں میں ایک بڑا سا جدید قسم کا میک اپ باکس تھا۔

" بیٹھو یہاں، پہلے میں تمہارا میک اپ کر لوں۔ کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ تم دونوں گروپوں میں ہماری وجہ سے مستقل تنازعہ کھڑا ہو جائے "۔ عمران نے کہا اور مادام جاشی کو زبردستی کرسی پر بٹھا کر اس نے میک اپ باکس کھولا اور اس کے اندر موجود ٹیوبیں نکال کر میز پر رکھیں اور پھر اس کے ہاتھ انتہائی تیزی سے مادام جاشی کے چہرے پر میک اپ میں مصروف ہو گئے۔ زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ گزرے تھے کہ عمران نے اُسے اٹھنے کے لئے کہا۔ مادام جاشی اٹھ کر دوبارہ اُسی کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ جب کہ عمران نے اپنے پہلے سے میک اپ شدہ چہرے پر مزید ٹچ لگانے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد جب مادام جاشی باہر نکلی تو عمران کا چہرہ پہلے سے کافی حد تک بدل چکا تھا۔

" کمال ہے۔۔۔۔ تم واقعی جادوگر ہو۔ اس قدر مہارت سے اور اس قدر تیزی سے تم نے مجھے مکمل طور پر بدل دیا ہے۔ اور خود تم نے کیا کیا ہے۔ اتنی جلدی تمہاری شکل کیسے بدل سکتی ہے "۔۔۔۔ مادام جاشی کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

" پہلے سے خوب صورت ہو گئی ہو ناں۔ بس اتنا کافی ہے۔ اسلحہ اٹھاؤ اور جلدی چلو یہاں سے "۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آؤ میرے ساتھ ——— ادھر ایک علیحدہ راستہ موجود ہے۔ راستے میں اسلحے کا سٹور بھی ہے۔ وہاں سے جو تمہارا جی چاہے لے لینا" جاشی نے اسی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ لیکن اس نے بات کرتے کرتے ٹیوبیں سمیٹ کر دوبارہ باکس میں ڈالیں اور اُسے بند کر کے ساتھ اٹھالیا تھا۔

کیپٹن شکیل، صفدر اور تنویر بڑے اطمینان بھرے انداز میں بلیک پاگوس کے مختلف کیفوں اور باروں میں گھومتے پھر رہے تھے۔ چونکہ وہ تینوں ہی پہلی بار اس جزیرے میں آئے تھے۔ اس لئے وہ بے حد دلچسپی بھی لے رہے تھے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اپنے کان واقعی کھول رکھے تھے۔ لیکن اب تک کہیں بھی انہوں نے واٹر پاور کا نام سننا تو ایک طرف کوئی اشارہ بھی نہ سنا۔ اس وقت وہ ایک بار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ بار نسبتاً دوسری باروں کے زیادہ آباد تھی۔ لیکن یہاں زیر زمین دنیا کے افراد کی بھی کثرت تھی۔ ہال میں کھلم کھلا ایسی فحش حرکات ہو رہی تھیں کہ یوں لگتا تھا جیسے اس جزیرے اور خصوصاً اس بار ہال میں دنیا کا نہ کوئی قانون لاگو ہوتا ہے اور نہ کوئی ضابطۂ اخلاق۔ ویسے تو پورے بلیک پاگوس کا یہی حال تھا۔ لیکن یہاں تو کچھ زیادہ ہی فحاشی تھی۔ وہ تینوں ایک میز پر بیٹھے ہوئے تھے۔

انہوں نے باروں کا چکر لگانے سے پہلے ایک میڈیکل سٹور سے کافی تعداد میں وہ مخصوص گولیاں خرید لی تھیں جو الکحل کی خاصیت تبدیل کر دیتی تھیں۔ اس لئے وہ جہاں بھی جاتے جام میں خاموشی سے گولی ڈال دیتے اور پھر اس کی چسکیاں اس طرح لینا شروع کر دیتے جیسے عادی شرابی ہوں۔ ایسا کرنا ان کی مجبوری بھی تھی۔ کیونکہ اس کے بغیر ظاہر ہے۔ بار میں بیٹھنے کا کوئی جواز ہی نہ بنتا تھا۔

"میرے خیال میں عمران نے ہمیں الو بنایا ہے۔ وہ خود تو کسی خاص چکر میں گیا ہے اور ہمیں خواہ مخواہ کی آوارہ گردی پر مامور کر دیا ہے اب بھلا اس طرح بھی ایسی اہم باتوں کا پتہ لگ سکتا ہے"۔۔۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو کیا ہوا۔ ہم کون سے یہاں ہل چلاتے پھر رہے ہیں۔ سیر تو کر رہے ہیں"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے عمران کے پاس کوئی واضح لائن آف ایکشن نہیں ہے۔ اس کی عادت ہے کہ جب تک وہ کوئی واضح کلیو حاصل نہ کر لے گا۔ اس وقت تک وہ ہمیں لائن پر نہ ڈالے گا اکیلا ہی کام کرتا رہے گا"۔۔۔ صفدر نے کہا اور کیپٹن شکیل نے سر ہلا دیا۔

ابھی وہ اسی طرح کی باتوں میں ہی مصروف تھے کہ یک لخت بار ہال کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور چھ مشین گنوں سے مسلح آدمی اندر داخل ہوئے۔

"خبردار۔ اگر کسی نے حرکت کی"۔۔۔ ان میں سے ایک نے چیخ کر کہا اور ہال میں موجود افراد یک لخت سہم کر خاموش ہو گئے۔

"اوہ۔ کنگ ڈاگ کے آدمی ہیں"۔۔۔ تنویر کے کان میں ساتھ والی میز پر بیٹھے ہوئے ایک آدمی کے حلق سے نکلنے والی سرگوشی پڑی اور وہ چونک کر ان کو دیکھنے لگا۔ ان میں سے چار افراد تیزی سے چلتے ہوئے ان کی میز کے قریب آئے۔ وہ تینوں تو اس لئے اطمینان سے بیٹھے ہوئے تھے کہ وہ تو یہاں اجنبی تھے۔ ان سے کسی نے کیا لینا تھا۔

"اٹھو۔ کھڑے ہو جاؤ۔ خبردار اگر تم میں سے کسی نے غلط حرکت کی۔ کنگ ڈاگ نے تمہیں طلب کیا ہے۔ زندہ یا مردہ۔ اب یہ تمہاری مرضی ہے کہ تم زندہ اس کے سامنے جانا چاہتے ہو یا مردہ"۔۔۔ ان میں سے ایک نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور تنویر کے چہرے پر یک لخت غصے کی سی بھڑک اٹھی۔ لیکن صفدر نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر ہلکے سے دبا دیا۔ اور تنویر ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل چونکہ اٹھ کر کھڑے ہو چکے تھے۔ اس لئے تنویر بھی با دلِ نخواستہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"ہم تو یہاں اجنبی ہیں۔ ہمارا کسی سے کیا تعلق ہو سکتا ہے"۔۔۔ صفدر نے نرم لہجے میں کہا۔

"اسی لئے تو تمہیں طلب کیا گیا ہے۔ خاموشی سے گیٹ کی طرف چل پڑو۔ ہم بھی نہیں چاہتے کہ اجنبیوں کے خون سے ہاتھ رنگیں"۔۔۔ اس آدمی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ شاید تمہارے باس کو کوئی غلط فہمی ہو گئی ہے" صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور خاموشی سے گیٹ کی طرف چل پڑا ظاہر ہے تنویر اور کیپٹن شکیل نے اس کی پیروی ہی کرنی تھی۔

کیونکہ صفدر ویسے بھی ان میں سینئر تھا۔ اور وہ سب ایکسٹو کے
بالکل اسی طرح عزت کرتے تھے جیسے وہ ان کا باس ہو۔
ہوٹل سے باہر آ کر انہیں ایک ویگن میں سوار کیا گیا۔ وہ مسلح افراد
بھی ان کے ساتھ ہی بیٹھ گئے۔ دوسرے لمحے ویگن تیزی سے چلتی
آگے بڑھنے لگی۔ صفدر خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس لئے تنویر بھی خاموش
تھا۔ لیکن اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ نجانے کتنی مشکل سے اپنے
پر کنٹرول کئے ہوئے ہے۔
ویگن مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ایک کمرشل پلازہ کے
سامنے سے گزر کر سائیڈ روڈ پر سے ہوتی ہوئی اس کی عقبی سڑک
پر پہنچی۔ اور پھر ایک چھوٹی سی رہائشی کوٹھی کے گیٹ پر رک گئی۔ مخصوص
انداز میں ہارن دیا گیا تو گیٹ کھل گیا اور ویگن عمارت کے اندر
پورچ میں رک گئی۔
"چلو نیچے اترو۔ ویسے تم سمجھدار آدمی ہو۔ ورنہ واقعی ہمیں باس
نے یہی حکم دیا تھا کہ اگر تم ذرا بھی غلط حرکت کرو تو تمہیں گولیوں سے
اڑا دیا جائے" ___ اسی آدمی نے جو شاید اس گروپ کا انچارج
تھا۔ صفدر اور اس کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔
" ظاہر ہے تمہارے باس کو ہمارے متعلق کوئی غلط فہمی ہو گئی
ہے۔ ورنہ ہمارا تو کسی چکر سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے" ___ صفدر
نے ویگن سے نیچے اترتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا۔ اور اس
آدمی نے سر ہلا دیا۔ ویسے اب ان کے انداز میں بھی وہ پہلے جیسی
سختی نہ رہی تھی۔ ویگن سے اتار کر انہیں ایک کمرے میں لایا گیا جہاں

ایک کونے سے سرنگ نما راستہ نیچے جا رہا تھا۔ یہ سرنگ کافی
فاصلے تک جا کر ختم ہوئی اور پھر انہیں ایک بڑے سے کمرے میں پہنچا
دیا گیا۔ اس کمرے میں انہیں مشین گنوں کے زور پر کرسیوں پر بٹھا کر
رسیوں سے باندھ دیا گیا۔ اس کے بعد وہ مسلح افراد ایک ایک
کر کے وہاں سے چلے گئے اور کمرے کا اکلوتا دروازہ بھی باہر سے
بند کر دیا گیا۔
"کیا ضرورت تھی یوں ان کے ساتھ آنے کی۔ وہیں ڈھیر کر دینا
تھا" ___ دروازہ بند ہوتے ہی تنویر نے جھلائے ہوئے لہجے میں
کہا۔
"پھر کیا ہوتا۔ ہم یہاں اجنبی ہیں۔ ہمیں تو معلوم ہی نہیں کہ یہ کنگ
ڈاگ کیا بلا ہے۔ اس طرح کم از کم کوئی بات تو سامنے آئے گی۔ کچھ
پتہ تو چلے گا کہ اس کارروائی سے ان کا مقصد کیا ہے" ___ صفدر
نے کہا۔ اور کیپٹن شکیل نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔
تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور دو آدمی ایک ایک کرسی اٹھائے
اندر داخل ہوئے۔ انہوں نے ان کے سامنے کچھ فاصلے پر کرسیاں
رکھیں اور ایک بار پھر باہر چلے گئے۔
"ان کرسیوں کا مطلب ہے کہ ہم سے ملاقات کے لئے دو
آدمی آ رہے ہیں۔ ایک تو وہ کنگ ڈاگ ہو گا دوسرا نجانے کون
ہو" ___ صفدر نے کہا۔
"ہو سکتا ہے عمران ہو۔ وہ ایسی حرکتیں کرتا ہی رہتا ہے" ___
تنویر نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا اور صفدر اور کیپٹن شکیل

دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران کو کیا ضرورت پڑی ہے اس خواہ مخواہ کے ڈرامے کی اور پھر اُسے تو معلوم ہی نہ ہو گا کہ ہم کہاں بیٹھے ہوئے ہیں"۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"تو پھر اس کنگ ڈاگ سے ہمارا کیا تعلق ہو سکتا ہے"۔۔۔ تنویر نے کہا۔

"میرا خیال ہے۔ لازماً کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ بہر حال معلوم ہو جائے گا"۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"میرے ذہن میں ایک اور آئیڈیا ہے"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر اور تنویر دونوں چونک کر اُسے دیکھنے لگے۔

"ہو سکتا ہے ہم نے جو میک اپ کئے ہوئے ہیں۔ اُس کا کوئی چکر ہو"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور صفدر اور تنویر دونوں نے اس طرح اثبات میں سر ہلائے جیسے یہ آئیڈیا انہیں زیادہ قابل قبول لگا ہو۔

"تم نے بالکل درست سوچا ہے۔ میرے خیال میں ایسا ہی کوئی مسئلہ ہو گا"۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"اگر ایسی بات ہے تو پھر ہمیں کم از کم اس وقت سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ ہمیں رسیاں کچھ ڈھیلی کر لینی چاہئیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم کسی خوش فہمی میں بیٹھے رہیں اور وہ ہمیں گولیوں سے اڑا دیں"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوہ۔ تم نے درست کہا ہے۔ بہر حال ضرورت سے زیادہ خوش فہمی

بھی ٹھیک نہیں ہوتی"۔۔۔ اس بار تنویر نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے کھڑا ہو گیا۔ ظاہر ہے کرسی بھی اس کے ساتھ ہی اوپر کو اٹھی۔ تنویر دوبارہ کرسی سمیت بیٹھ گیا۔ اس نے دو تین بار اس طرح کیا تو اس کے جسم کے اوپر سے گزرنے والی رسیاں قدرے ڈھیلی پڑ گئیں۔ اس نے تیزی سے اپنے دونوں ہاتھ اوپر کی طرف کھسکانے شروع کر دیئے۔ ادھر صفدر اور کیپٹن شکیل بھی اپنی اپنی کوششوں میں مصروف تھے۔ چونکہ ان کے ہاتھ پشت پر کر کے باندھے گئے تھے۔ اس لئے تھوڑی سی جدوجہد کے بعد وہ اپنے اپنے ہاتھ رسیوں کی گرفت سے باہر نکالنے میں کامیاب ہو ہی گئے۔ رسیوں کی گانٹھ پشت پر باندھی گئی تھی۔ اس لئے ان تینوں نے ہاتھ آزاد ہوتے ہی پشت پر ہاتھ کر کے ان گانٹھوں کو کھولنا شروع کر دیا تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔ اور قدرے ڈھیلی پڑی ہوئی رسیاں اور ڈھیلی پڑ گئیں۔

"انہیں اسی طرح کھینچ کر ڈھیلا کر لو۔ اور پھر دوبارہ اپنے جسم کے آگے چپٹا لو۔ تاکہ بظاہر یہی نظر آئے کہ ہم رسیوں سے جکڑے ہوئے ہیں۔ لیکن زور دار جھٹکے سے یہ اتنی کھل جائیں کہ ہم آسانی سے حرکت میں آ سکیں"۔۔۔ صفدر نے کہا۔

رسیاں بھی صرف ان کے درمیانے جسم کے سامنے بندھی ہوئی تھیں۔ ان کی ٹانگیں پہلے ہی ان رسیوں کی گرفت سے آزاد تھیں۔ اس لئے انہیں کچھ زیادہ مشکل پیش نہ آ رہی تھی۔

"کھول کر کیوں نہ پھینک دیں۔ اور اس بڑے کتے کے اندر آتے

ہی اس کا جبڑا توڑ ڈالیں"۔۔۔۔ تنویر نے اپنی فطرت کے عین مطابق جھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"نہیں۔ پہلے معلوم تو ہو کہ چکر کیا ہے۔ ہو سکتا ہے ہمارے ہی فائدے کا کوئی پوائنٹ مل جائے"۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔ اور تنویر کو مجبوراً دلیسا ہی کرنا پڑا جیسا صفدر نے کہا تھا۔

ابھی وہ رسیوں کو ایڈجسٹ کر کے فارغ ہی ہوئے تھے کہ دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور پھر تینوں نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔ دروازے سے ایک دیو نما آدمی اندر داخل ہو رہا تھا نہ صرف اس کا قد کافی لمبا تھا بلکہ اس کا جسم بھی واقعی دیوؤں کی طرح پھیلا ہوا اور ٹھوس تھا۔ اس کے جسم پر چست لباس تھا اور چہرہ ویسے تو کافی چوڑا تھا۔ لیکن انتہائی پھیلے ہوئے جسم کی وجہ سے وہ عام چہرہ جیسا ہی لگ رہا تھا۔ لیکن چہرے پر خباثت اور شیطانیت پوری طرح ثبت نظر آتی تھی۔ چہرے پر ایک نظر ڈالتے ہی دیکھنے والے کو یہی احساس ہوتا تھا کہ وہ کسی شیطان صفت آدمی کو دیکھ رہا ہو۔ اس کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی تھا۔ جس کے جسم پر سوٹ تھا اور چہرے مہرے سے کسی فیکٹری کا فورمین لگ رہا تھا۔ وہ دونوں آکر ان کے سامنے رکھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ جب کہ ان کے پیچھے مشین گنوں سے مسلح دو افراد بڑے چوکنے انداز میں کھڑے ہو گئے تھے۔ کرسیوں پر بیٹھے ہوئے اس دیو اور ادھیڑ عمر آدمی کی نظریں صفدر اور اس کے ساتھیوں پر جمی ہوئی تھیں۔

"ہونہہ۔ تو تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے آدمی ہو۔ کیا پاکیشیا میں چوہے بستے ہیں جو انہوں نے تمہیں سیکرٹ سروس کا رکن بنا دیا ہے"۔۔۔۔ اس دیو نما آدمی نے بڑے تحقیرانہ انداز میں کہا۔ اس کی یہ بات اس قدر اچانک اور خلاف توقع تھی کہ باوجود کوشش کے وہ تینوں ہی چونک پڑے۔ لیکن ظاہر ہے وہ تینوں ہی منجھے ہوئے ایجنٹ تھے۔ اس لئے فوراً ہی انہوں نے اپنے آپ پر قابو پالیا۔ لیکن اس دیو نما آدمی کی بات سے ہی ان کے اعصاب تن گئے۔ کیونکہ اب تک وہ جسے غلط فہمی سمجھ رہے تھے۔ اب انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ یہ غلط فہمی نہیں ہے بلکہ کوئی گہرا چکر ہے۔

"کیا تمہارا نام کنگ ڈاگ ہے"۔۔۔۔ صفدر نے بات کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"ہاں مجھے کہتے ہیں کنگ ڈاگ۔ بلیک پاگوس کا کنگ۔ وہ تمہارا چوتھا ساتھی کہاں ہے"۔۔۔۔ کنگ ڈاگ نے تیز اور کرخت لہجے میں کہا۔

"تو پھر یہ پاگوس کتوں کا ملک ہوا جس کے تم کنگ ہو"۔۔۔۔ تنویر سے نہ رہا گیا تو وہ بول پڑا۔ اس وقت سے جب سے کنگ ڈاگ نے چوہوں والا فقرہ کہا تھا تنویر کا دماغ زلزلے کی زد میں تھا۔

"گولی مار دو اسے"۔۔۔۔ کنگ ڈاگ نے یک لخت بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"رک جاؤ"۔۔۔۔ یک لخت ساتھ بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر نے ہاتھ اٹھا کر تیز لہجے میں کہا تو ان دونوں کے پیچھے کھڑے ہوئے

مشین گن بردار جو تیزی سے اپنی گنیں سیدھی کر رہے تھے چونک کر کنگ ڈاگ کی طرف دیکھنے لگے۔

" کیا ۔۔۔ کیا مطلب۔ تم میرے آدمیوں کو حکم دو گے اور وہ بھی میرے حکم کے خلاف گڈمین۔ تمہاری یہ جرأت۔ یہ ٹھیک ہے کہ تم میرے دوست ہو۔ لیکن میں تمہیں اس کی اجازت نہیں دے سکتا "۔۔۔ کنگ ڈاگ نے یک لخت اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے چیخ کر کہا۔ اس کے گال غصے کی شدت سے تیزی سے پھول پچک رہے تھے۔

" میرا ہرگز یہ مطلب نہ تھا کنگ ڈاگ۔ دراصل میں چاہتا تھا کہ پہلے ان کا میک اپ صاف کیا جائے۔ تاکہ اگر وہ علی عمران ان میں موجود ہے تو پھر ان کا خاتمہ کر دیا جائے اور اگر ان میں موجود نہیں ہے تو پھر ان سے پوچھو کہ وہ کہاں ہے۔ کیونکہ ہمارا اصل ٹارگٹ وہی ہے۔ اگر یہ مر گئے اور وہ نہ ملا تو پھر سارا مشن ہی ختم ہو جائے گا "۔۔۔ گڈمین نے جلدی جلدی غصے سے بھرے ہوئے کنگ ڈاگ کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

" اوہ ہاں ٹھیک ہے۔ سنو۔ تم میں سے کوئی علی عمران ہے " کنگ ڈاگ نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

" علی عمران ۔۔۔ کون علی عمران۔ ہم تو کسی علی عمران کو نہیں جانتے " صفدر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" اوہ۔ تمہاری یہ جرأت۔ کہ تم کنگ ڈاگ کے سامنے جھوٹ

بولو "۔۔۔ کنگ ڈاگ نے چیخ کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ نہ صرف اچھل کر کھڑا ہوا۔ بلکہ اس نے بجلی کی سی تیزی سے عقبی طرف کھڑے آدمی سے مشین گن جھپٹ لی۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ مشین گن سیدھی کرتا یک لخت تنویر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

" ارے تم تو بندھے ہوئے تھے "۔۔۔ تنویر کے اس طرح اچانک کھڑے ہونے پر کنگ ڈاگ بھی حیران رہ گیا۔ اور اس حیرت کے وقفے سے تنویر اور اس کے دوسرے ساتھیوں نے فائدہ اٹھایا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل بھی اچھل کر کھڑے ہو گئے تھے۔ ظاہر ہے۔ تنویر کے کھڑے ہو جانے کے بعد تو یہ بات طے ہو جاتی تھی کہ وہ رسیوں سے آزاد ہیں۔ ایک جھٹکے سے کھڑے ہو جانے کی وجہ سے ڈھیلی رسیاں ان کے پیروں کے آگے گر پڑیں۔ اور اسی لمحے تنویر نے یک لخت اس کنگ ڈاگ پر چھلانگ لگا دی۔ جب کہ صفدر نے ایک اور کام کیا۔ اس نے انتہائی تیزی سے مڑ کر کرسی اٹھائی اور پلک جھپکنے میں کرسی اڑتی ہوئی حیرت سے بت بنے کھڑے دوسرے مشین گن بردار سے ٹکرائی اور وہ چیختا ہوا فرش پر گرا ہی تھا۔ کہ کیپٹن شکیل نے چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے وہ اس آدمی کے ہاتھ سے نکلنے والی مشین گن جھپٹ لینے میں کامیاب ہو گیا۔

اور تنویر اس طرح کنگ ڈاگ سے جا ٹکرایا تھا جیسے بھوکا عقاب کسی چڑیا پر جھپٹتا ہے۔ لیکن کنگ ڈاگ کا جسم واقعی انتہائی فولادی تھا۔ تنویر جیسے آدمی کے پوری قوت سے ٹکرانے کے باوجود وہ ذرا سا لہرایا ضرور اور اس کے ہاتھ سے مشین گن البتہ

نکل گئی۔ لیکن وہ گرا نہیں۔ بلکہ تنویر اس سے ٹکرا کر ایک دھماکے سے واپس پشت کے بل فرش پر جا گرا۔

"تم ـــ تمہاری یہ جرأت" ـــ کنگ ڈاگ واقعی پاگل ہو گیا۔ اس نے یک لخت اچھل کر دونوں پیر پوری قوت سے فرش پر گرے ہوئے تنویر کے پیٹ پر مارنے چاہے اور تنویر جس پوزیشن میں تھا۔ اُسے لازماً یہ خوفناک ضرب برداشت کرنی پڑتی۔ لیکن اُسی لمحے کیپٹن شکیل نے لاٹھی کی طرح گھما کر مشین گن کا دستہ کنگ ڈاگ کے سر پر مارا۔ اور کنگ ڈاگ بجائے اچھل کر تنویر کے پیٹ پر ضرب لگانے کے منہ کے بل سیدھا تنویر کے اوپر آیا۔ لیکن تنویر کو مہلت مل گئی تھی۔ اس لئے وہ تیزی سے کروٹ بدل کر سائیڈ پر ہوا اور کنگ ڈاگ نے بے اختیار ہاتھ نیچے رکھ کر اپنے چہرے کو بھرتہ بنانے سے محفوظ کیا۔ اُسی لمحے صفدر کی مشین گن تڑتڑا اٹھی۔ اور کمرہ انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ صفدر کی فائرنگ کی زد میں وہ آدمی آئے تھے جن کے پاس مشین گنیں تھیں جب کہ گڈمین فرش پر پڑا بُری طرح کانپ رہا تھا۔

اُسی لمحے کنگ ڈاگ یک لخت اچھل کر کھڑا ہوا تو تنویر بھی کھڑا ہو چکا تھا۔

"ہاتھ اٹھا دو کنگ ڈاگ ورنہ" ـــ کیپٹن شکیل نے ضرب لگانے کے بعد مشین گن کو ہوا میں اچھال کر دستے کی طرف سے پکڑ لیا تھا۔ اور اب اس کی مشین گن کا رخ کنگ ڈاگ کی طرف تھا۔

"اسے مت مارنا شکیل۔ یہ میرا شکار ہے" ـــ تنویر نے

چیختے ہوئے کہا۔

"تم بھی اٹھ کر دیوار کے ساتھ لگ جاؤ گڈمین۔ تم سے تو ہم نے بہت کچھ پوچھنا ہے" ـــ صفدر نے دروازے کے قریب کھڑے ہو کر فرش پر پڑے کانپتے ہوئے گڈمین سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مم ـــ مم ـــ مجھے مت مارو" ـــ گڈمین نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔ اور اٹھ کر دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔

"تم ـــ تم میرا مقابلہ کرو گے مچھر کی اولاد۔ میرا۔ کنگ ڈاگ کا" ـــ کنگ ڈاگ واقعی ذہنی طور پر پاگل سا ہو رہا تھا۔ کہ وہ دو مشین گنوں کی پرواہ کئے بغیر تنویر سے اس طرح بات کر رہا تھا جیسے وہ دونوں کمرے میں اکیلے ہوں۔

"تم کتوں کے کنگ ہو۔ اور میں کتا مار مشہور ہوں" ـــ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ" ـــ کنگ ڈاگ نے بپھرے ہوئے انداز میں ہنکارا بھرا۔ اور پھر یک لخت اس نے اچھل کر تنویر پر حملہ کر دیا۔ تنویر نے تیزی سے اپنی جگہ بدلی اور اس نے تیزی سے گھومتے ہوئے پوری قوت سے ہاتھ کنگ ڈاگ کے آگے بڑھتے ہوئے بھاری جسم پر ٹھیک گردن کی پشت پر مارا۔ لیکن کنگ ڈاگ یک لخت مڑا۔ اور دوسرے لمحے تنویر جیسے فضا میں اڑتا ہوا کافی دور دیوار سے ایک دھماکے سے جا ٹکرایا۔ کنگ ڈاگ واقعی بے پناہ طاقتور تھا۔ اس نے گھومتے ہوئے تنویر کے سینے پر بازو کی ضرب لگائی تھی اور تنویر کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے کسی نے اس کے سینے پر کوئی بھاری گرز مار دیا ہو۔

"بس رک جاؤ۔ یہ وقت لڑائی کا نہیں ہے"۔۔۔ یک لخت صفدر نے چیختے ہوئے کہا۔ لیکن ظاہر ہے کنگ ڈاگ کی عقل تو اس وقت ماؤف ہو چکی تھی۔ وہ صفدر کی بات سنے بغیر تیزی سے فرش پر گرے ہوئے تنویر کی طرف بھاگ پڑا۔ ابھی کنگ ڈاگ آگے بڑھا ہی تھا۔ کہ یک لخت باہر سے تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں۔ اور فائرنگ کی آوازیں سنتے ہی نہ صرف صفدر اور کیپٹن شکیل چونک پڑے۔ بلکہ کنگ ڈاگ بھی یک لخت ٹھٹھک کر رک گیا۔ دوسرے لمحے وہ تیزی سے مڑا۔ اور دروازے کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ یک لخت فرش پر پڑا تنویر اچھل کر کھڑا ہوا۔ اس کا چہرہ غیظ وغضب سے سیاہ پڑ چکا تھا۔

"اب سنبھلو"۔۔۔ تنویر نے چیخ کر کہا۔ اور پھر جیسے بجلی چمکتی ہے۔ اسی طرح وہ یک لخت ہوا میں اچھلا اور پھر اس کا جسم فضا میں پھیل کر حیرت انگیز طور پر گھومتا ہوا پوری قوت سے کنگ ڈاگ سے ٹکرایا۔ یہ ضرب اس قدر زوردار تھی کہ کنگ ڈاگ چیختا ہوا نیچے گرا۔ اور تنویر پلٹ کر اس کے اوپر جا گرا۔ لیکن تنویر نے گرتے ہوئے اپنے دونوں گھٹنے سمیٹ لیئے۔ اس طرح اس کے دونوں گھٹنوں کی ضرب پوری قوت سے نیچے گرے ہوئے کنگ ڈاگ کی ناف پر پڑی اور کنگ ڈاگ کے حلق سے چیخ سی نکلی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی کنگ ڈاگ کی دونوں ٹانگیں گھوم کر اوپر کی طرف آئیں اور تنویر جو کنگ ڈاگ کی ناف پر گر کر اوپر کو اچھل رہا تھا یک لخت اڑتا ہوا کنگ ڈاگ کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا دوسری طرف جا گرا۔ لیکن پھر نیچے گرتے ہی وہ انتہائی پھرتی سے قلابازی کھا کر اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ ادھر کنگ ڈاگ نے بھی قلابازی کھائی اور اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں مشین گنیں لیئے دروازے کی سائیڈوں میں کھڑے تھے۔ کیونکہ فائرنگ کی آوازیں پہلے پہل سنائی دی تھیں پھر بند ہو گئی تھیں۔

"کمال ہے۔ یہ تو باقاعدہ سرنگ بنائی ہوئی ہے"۔۔۔ اچانک ان دونوں کے کانوں سے عمران کی آواز ٹکرائی جو ڈاکٹر اسکاٹ والے لہجے میں بول رہا تھا۔ اور وہ دونوں ہی چونک پڑے۔

"ڈاکٹر اسکاٹ۔ ہم اندر ہیں"۔۔۔ صفدر نے زور سے چیختے ہوئے کہا۔ اس کا مقصد تھا کہ کہیں عمران سائیڈ سے ہی فائرنگ نہ کر دے۔

کنگ ڈاگ اور تنویر دونوں ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے گھور رہے تھے۔ کنگ ڈاگ کے چہرے پر اب فاخرانہ تاثرات کی بجائے حیرت کے تاثرات تھے۔ کیونکہ وہ شاید اب تک یہی سمجھتا رہا تھا کہ وہ ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر ہے۔ اور پہلے پہل وہ تنویر پر چھا بھی گیا تھا۔ لیکن تنویر نے جس مہارت اور پھرتی سے اُسے زمین چاٹنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اس سے اس کی عقل کچھ ٹھکانے آ گئی تھی۔

"آؤ دوستی کر لیں"۔۔۔ یک لخت تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ہاتھ اٹھائے کنگ ڈاگ کی طرف ایسے بڑھا جیسے واقعی اس سے دوستانہ انداز میں مصافحہ کرنا چاہتا ہو۔

"نہیں۔ میں۔۔"۔۔۔ کنگ ڈاگ نے غراتے ہوئے کہا۔ لیکن

اس کا فقرہ مکمل ہونے سے پہلے ہی اس کے حلق سے خوف ناک چیخ نکلی
کیونکہ تنویر نے واقعی حیرت انگیز داؤ کھیلا تھا۔ اس نے یک لخت اس
کی دائیں کلائی پر ہاتھ ڈالا اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم ہوا میں قلابازی
کھاتا ہوا کنگ ڈاگ کے عقب میں زمین تک چلا گیا۔ اور کنگ ڈاگ
بھاری جسم کے ہونے کی وجہ سے فوری طور پر چونکہ مڑ نہ سکا تھا۔ اس
لئے کٹاک کی زوردار آواز سے اس کے ستون نما کاندھے کا جوڑ
اکھڑ گیا اور تنویر نے ایک اور قلا بازی کھائی اور دوسرے لمحے وہ
دروازے کی سائیڈ میں صفدر کے ساتھ جا کھڑا ہوا۔ جب کہ کنگ ڈاگ
کا ٹوٹا ہوا بازو ہوا میں لہرا رہا تھا۔ اور کنگ ڈاگ دوسرے بازو سے
اُسے پکڑے اس طرح چیختا ہوا کمرے میں دوڑ رہا تھا جیسے پاگل کتا اپنی
دم کو منہ میں پکڑے چکراتا رہتا ہے۔

"یہ تو کنگ ڈاگ کی چیخیں ہیں" ـــــ دروازے کے قریب
ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ اور تنویر کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی
بھی چونک پڑے۔ اُسی لمحے دروازے پر ایک ایکریمی نوجوان ایک
خوب صورت لڑکی کے ساتھ نمودار ہوا۔

"کیا ہو رہا ہے دوستو" ـــــ اس ایکریمی نوجوان نے مسکراتے
ہوئے کہا۔ اور ان سب نے طویل سانس لئے۔ کیونکہ وہ عمران تھا
نئے میک اپ میں۔ لیکن بول وہ ڈاکٹر اسکاٹ والے لہجے میں ہی رہا
تھا۔

"یہ جانسن کتا مار رہا تھا" ـــــ صفدر نے ہنستے ہوئے تنویر کا نیا
نام لیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کنگ ڈاگ کی یہ کیا حالت ہو رہی ہے" ـــــ لڑکی اس
طرح حیرت بھرے انداز میں کنگ ڈاگ کو دیکھ رہی تھی جیسے اُسے
اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔ اس کے لہجے میں بھی حیرت تھی
کنگ ڈاگ اب ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر
اب دہشت سی نظر آ رہی تھی۔ اور وہ غور سے عمران اور اس لڑکی کو
دیکھ رہا تھا۔

"تو جانسن صاحب بادشاہ کتا مار رہے تھے۔ لیکن کتوں کے ساتھ
کشتی نہیں لڑی جاتی۔ انہیں کچلا دیا جاتا ہے یا گولی مار دی جاتی
ہے ـــــ وہ نیک آدمی کہاں ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔ اور ادھر دیکھنے لگا جدھر وہ گڈمین دیوار سے لگا اب خاموش
کھڑا تھا۔ اس کی آنکھیں شدید خوف کی وجہ سے پتھرائی ہوئی تھیں۔

"میں تم سب کو فنا کر دوں گا۔ مار ڈالوں گا۔ میں تمہاری ہڈیاں توڑ دوں
گا" ـــــ اچانک کنگ ڈاگ ہذیانی انداز میں چیختا ہوا ان کی طرف دوڑا۔
اس کا انداز ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ واقعی پاگل ہو گیا ہو۔ لیکن اُسی
لمحے کیپٹن شکیل کی مشین گن تڑتڑائی اور ان کی طرف دوڑتا ہوا کنگ
ڈاگ چیختا ہوا کسی لٹو کی طرح گھوما اور پھر ایک دھماکے سے فرش
پر جا گرا۔ مشین گن کا پورا برسٹ اس کے جسم میں گھس چکا تھا۔ اس کے
جسم سے جگہ جگہ خون کے فوارے چھوٹ رہے تھے۔ اور وہ مشین گن
کا پورا برسٹ کھا لینے کے باوجود فرش پر پڑا اپنے ہی خون میں
مسلسل لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔

"واہ ـــــ واقعی پاگل کتے کا یہی انجام ہونا چاہیئے" ـــــ عمران

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر اسکاٹ۔ یہ کنگ ڈاگ تو اپنے آپ کو ناقابل تسخیر سمجھ
تھا اور آج تک واقعی اس کا بازو ناکارہ کرنا تو ایک طرف اس کے بر
کو بڑے سے بڑا لڑاکا چھو نہ سکا تھا۔ حیرت ہے۔ تمہارے یہ جان
صاحب تو واقعی بہترین لڑاکا ہیں"۔۔۔ لڑکی نے بڑے تحسین آمیز
نظروں سے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ مادام جاشی ہیں۔ کہہ رہی تھیں کہ کہیں کنگ ڈاگ تمہارے
ساتھیوں کا خاتمہ نہ کر دے۔ میں نے اُسے بہت کہا کہ میرے ساتھ
اور خصوصاً مسٹر جانسن عورتوں سے تو شکست کھا سکتے ہیں لیکن کتوں
سے نہیں"۔۔۔ عمران نے مسکرا کر اس لڑکی کا تعارف کراتے ہوئے
کہا۔ اور پھر خود گڈمین کی طرف بڑھ گیا۔ جو بالکل بت بنا کھڑا تھا شاید
خوف کی شدت نے اس کے اعصاب کو منجمد کر کے رکھ دیا تھا۔

"مسٹر جانسن۔ اگر میں اپنی آنکھوں سے اس کنگ ڈاگ کا ٹوٹا ہو
بازو نہ دیکھ لیتی تو کبھی یقین نہ کرتی۔ آپ واقعی بہادر آدمی ہیں"۔۔۔
جاشی نے آگے بڑھ کر نہ صرف تنویر کی تعریف کرتے ہوئے کہا تھا
بلکہ اس نے مصافحہ کے لئے بھی ہاتھ بڑھا دیا۔ چونکہ تنویر ایکریمی
میک اپ میں تھا۔ اس لئے اس نے بھی نہ صرف مصافحہ کیا بلکہ اس
کی آنکھوں میں مسرت کے سے چراغ جل اٹھے تھے۔

"شکریہ مادام"۔۔۔ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے
چہرے پر ایسے تاثرات تھے کہ صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں
بے اختیار مسکرا دیئے۔

تمہارا نام گڈمین ہے۔ اور تم اس کنگ ڈاگ کے لئے
ور کا کام لے کر آئے تھے"۔۔۔ عمران نے گڈمین کے سامنے
ی انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ن۔۔۔ نن۔۔۔ نہیں۔ میں تو اس کے ساتھ ویسے چلا آیا تھا۔
شریف آدمی ہوں"۔۔۔ گڈمین نے انتہائی بوکھلائے ہوئے
یں کہا۔

"تمہارے ماں باپ نے تو اس امید پر تمہارا نام گڈمین یعنی
دمی رکھا تھا۔ کہ تم اچھے آدمی بنو گے۔ لیکن تمہیں اچھا آدمی
کے لئے مجھے مشین گن کا پورا برسٹ تمہارے بھی جسم میں
ڑے گا"۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد
ہو گیا تھا۔

"م۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے مت مارو۔ میں نے کچھ نہیں کیا"۔۔۔ گڈمین
یکلخت ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ شاید وہ فیلڈ سے
ر رہ کر اب انتہائی بزدل ہو چکا تھا۔ اس کا چہرہ خوف سے
و رہا تھا۔ اور آنکھیں پھٹی ہوئی سی تھیں۔

زنیک۔ مشین گن لے آؤ ادھر۔ میں ان صاحب کو واقعی نیک
"۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کیپٹن شکیل سے مخاطب
کہا۔

لیکن دوسرے لمحے گڈمین یکلخت عمران کے پیروں میں گر
وہ بری طرح کانپ رہا تھا اور چیخ رہا تھا۔

"مجھے مت مارو۔ مجھے مت مارو"۔۔۔ گڈمین کی حالت ایسی

تھی کہ جیسے اگر اُسے فوراً دلاسہ نہ دیا گیا تو وہ خوف سے ہی مر جائے
گا۔

"ٹھیک ہے۔ ایک صورت میں تمہاری جان بخشی ہو سکتی ہے۔ کہ
تم مجھے تفصیل سے واٹر پاور کے ہیڈ کوارٹر کا محل وقوع اس کے
بیرونی راستہ اور اندرونی نظام کے بارے میں سب کچھ تفصیل سے بتا
دو"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور دوسرے لمحے گڈمین یک لخت سیدھا ہو
کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے سے یک لخت خوف اس طرح غائب
ہو گیا تھا جیسے وہ کبھی خوف زدہ رہا ہی نہ ہو۔

"تم علی عمران ہو۔ وہی علی عمران جس نے پوری دنیا کے یہودیوں
کا ناطقہ بند کر رکھا ہے"۔۔۔ گڈمین نے تیز لہجے میں کہا۔ اس کی
آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی تھی۔

"تم سوال کرنے کی بجائے جواب دو صرف۔ ورنہ"۔۔۔ عمران
نے غراتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا۔ سب کچھ۔ پورا نظام۔ مجھ پر یقین
کرو۔ لیکن میری ایک بات سن لو"۔۔۔ گڈمین نے سر ملاتے
ہوئے کہا۔ اور ایک قدم اٹھا کر عمران کی طرف بڑھا۔ عمران حیرت
سے اس کی بدلتی ہوئی کیفیات کو دیکھ رہا تھا۔ وہ سوچ بھی نہ
سکتا تھا کہ اس قدر خوف زدہ نظر آنے والا آدمی اتنی جلدی
اس قدر دلیر بھی بن سکتا ہے۔

"واٹر پاور کا ہیڈ کوارٹر بڑے جنگل کے نیچے۔۔۔"
گڈمین نے عمران کے قریب آتے ہی تیز تیز لہجے میں کہنا شروع کیا

لیکن ابھی اس کا فقرہ شروع ہی ہوا تھا کہ یک لخت اس کے جسم
میں ایک خوف ناک دھماکہ ہوا۔ اس کے ساتھ ہی عمران کے حلق سے
بے اختیار چیخ نکلی اور وہ دھڑام سے نیچے فرش پر جا گرا۔ مادام
جاشی، صفدر اور باقی ساتھی عمران کو اس طرح چیخ کر نیچے گرتے
دیکھ کر بوکھلائے ہوئے انداز میں اس کی طرف بڑھے ہی تھے کہ
یک لخت عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے جسم کا سامنے والا
حصہ گڈمین کے خون۔ گوشت کے لوتھڑوں اور ہڈیوں کے ٹکڑوں
سے بھرا ہوا تھا۔

"آپ ٹھیک ہیں ڈاکٹر اسکاٹ"۔۔۔ مادام جاشی نے اس
طرح بوکھلاتے ہوئے انداز میں کہا کہ تنویر کے چہرے پر بے اختیار
ناگواری کے تاثرات ابھر آئے۔

"ہاں۔ فی الحال تو خیریت سے ہوں۔ اور آپ کی خیریت نیک
مطلوب ہے۔ میں تو اس لئے چیخ مار کر گرا تھا کہ اگر کوئی اس نظام
کے پیچھے بیٹھا ہوا ہو تو وہ یہی سمجھے کہ میں ہٹ ہو گیا ہوں۔ لیکن
اس گڈمین کے جسم میں صرف اتنی طاقت کا ہی بم تھا۔ جس سے
اس کے اپنے پرخچے اڑ گئے ہیں"۔۔۔ عمران نے بازو سے اپنے
چہرے پر لگا ہوا خون صاف کرتے ہوئے کہا۔

"مگر یہ مر کیسے گیا۔ کیا اس نے خود پر بم فائر کیا ہے"۔۔۔ مادام
جاشی کی آنکھیں حیرت سے پھٹی ہوئی تھیں۔

"ہو سکتا ہے۔ ویسے اس کی آنکھوں میں ابھرنے والی چمک میں
نے دیکھ لی تھی۔ اور پھر جب اس کے اندر دھماکہ ہوا تو میں یہی سمجھا

کہ اسے پیچھے سے کسی نظام کے تحت کنٹرول کیا جا رہا ہے۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر اسکاٹ۔ میرا خیال ہے اس کے اندر کا بم دائر یا ہیڈ کوارٹر کی تفصیلات بتلانے کی وجہ سے پھٹا ہے۔ کیونکہ اس وقت تک بم نہ پھٹا جب تک اس نے دائر یا در کی تفصیلات نہیں شروع کی تھیں" ——— صفدر نے کہا۔

"ہاں اس لئے تو میں حفظ ماتقدم کے طور پر چیخ مار کر گر گیا تھا۔ بہرحال یہ تو ختم ہو گیا وہ بتا رہا تھا کہ اس کی بیوی بھی وہیں کام کرتی ہے۔ اس کا پتہ کرنا چاہیئے" ——— عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اور باقی بھی سر ہلاتے ہوئے اس کے پیچھے چل پڑے۔

دروازے پر دستک کی آواز سنتے ہی کرنل کاٹرد چونک کر سیدھا ہو گیا۔ کیونکہ اس طرح بغیر کسی اطلاع کے کسی کا اس کے دفتر میں آنا خلاف معمول سی بات تھی۔

"یس ——— کم ان" ——— کرنل کاٹرد نے چونک کر کہا۔ اور دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ لٹکا ہوا تھا۔

"کیا بات ہے مارک" ——— کرنل کاٹرد نے چونک کر پوچھا۔

"کرنل۔ گڈمین ہلاک ہو گیا ہے" ——— آنے والے نے افسردہ سے لہجے میں کہا۔

"کیا ——— کیا کہہ رہے ہو" ——— کرنل کاٹرد بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں کرنل۔ ایکس مشین نے کاشن دے دیا

ہے۔ کہ گڈمین کے جسم کے اندر موجود بم پھٹ گیا ہے۔ اس کا شن پر
میں بری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ یہ بم تو صرف اس صورت میں پھٹ
سکتا تھا جب گڈمین کسی کو ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تفصیلات
بتلانے لگتا۔ اس کے علاوہ تو یہ پھٹ ہی نہ سکتا تھا۔ چنانچہ میں
نے پہلے تو یہی سمجھا کہ ایکس مشین میں کوئی خرابی ہو گئی ہے۔ لیکن
جب میں نے اُسے چیک کیا تو مشین درست تھی۔ اس پر میں
نے اس کا وڈیو کیسٹ چیک کیا۔ کیونکہ اس مشین میں ایسا نظام
موجود ہے کہ جب ہیڈ کوارٹر کا کوئی مستقل آدمی ہیڈ کوارٹر سے
باہر جاتا ہے تو اس بم کے اندر لگا ہوا نظام آن ہو جاتا ہے۔
اس طرح وہ آدمی جو کچھ بولتا ہے جو کچھ کرتا ہے۔ سب کی باقاعدہ
فلم اس مشین کے اندر بن جاتی ہے۔ تاکہ اگر کوئی ایمرجنسی ہو تو اس
فلم کے تحت چیک کیا جا سکے کہ آخر یہ آدمی کیا کرتا رہا ہے۔ یہ
نظام اس وقت بند ہو جاتا ہے۔ جب وہ آدمی واپس ہیڈ کوارٹر
میں داخل ہوتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کی بنی ہوئی فلم بھی
خود بخود واش ہو جاتی ہے۔ لیکن چونکہ گڈمین ختم ہو گیا تھا۔ اس
لئے اس کی فلم موجود ہے۔ اور اس میں انتہائی حیرت انگیز باتیں
ہیں۔ اگر آپ مشین روم تک چلیں تو میں آپ کو یہ فلم دکھا سکتا
ہوں" ـــــ مارک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ ٹھیک ہے چلو " ـــــ کرنل کاٹرو نے سر ہلاتے ہوئے
کہا۔ اور پھر وہ اپنے دفتر سے نکل کر ایک بند راہداری میں سے
گزرتا ہوا وہ ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ گیا۔ جس میں دیواروں

چاروں طرف عجیب و غریب قسم کی بڑی بڑی مشینیں نصب تھیں۔
ایک سائیڈ پر شفاف شیشے کا ایک کیبن بنا ہوا تھا۔ جس کے اندر
ایک میز پر بڑی سی مشین رکھی ہوئی تھی۔ جب کہ اس کے سامنے
دو کرسیاں پڑی تھیں۔ یہ مشین روم تھا۔ ہیڈ کوارٹر میں نصب
تمام مشینری یہیں فٹ تھی۔ اور یہیں سے ہی کنٹرول کی جاتی تھی۔
مارک مشین روم کا انچارج تھا۔ اس نے جا کر میز پر رکھی ہوئی
مشین کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ مشین کے ایک
حصے پر رنگ برنگے بلب جلنے بجھنے لگے۔ اور پھر سامنے شفاف
شیشے کی دیوار کا حصہ دھندلا ہونے لگ گیا۔ دھندلا ہوتے
ہی اس پر تیز چمکدار آڑی ترچھی لکیریں سی نمودار ہونے لگیں۔
کرنل کاٹرو ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ جب کہ مارک اسی طرح مشین
کو آپریٹ کرنے میں مصروف تھا۔ تھوڑی دیر بعد سکرین پر
جھماکا سا ہوا اور گڈمین اور اس کی بیوی باڈلا ایک کٹے پھٹے
ساحل پر پیدل چلتے ہوئے نظر آنے لگے۔ کافی دیر پیدل چلنے
کے بعد وہ ایک آبادی سی جگہ پہنچ گئے۔ جہاں سے وہ ایک ٹیکسی
میں بیٹھے اور ٹیکسی آگے بڑھ گئی۔

" اصل دیکھنے کی چیز کافی آگے ہے باس۔ اس لئے میں اسے
ڈبل سپیڈ کر دیتا ہوں" ـــــ مارک نے ایک بٹن دباتے
ہوئے کہا۔ اور کرنل کاٹرو نے سر ہلا دیا۔ سکرین پر اب تیزی
سے مسلسل جھماکے سے ہونے لگے۔ مارک کی نظریں ایک ڈائل
پر جمی ہوئی تھیں۔ جس پر نمبر تیزی سے بڑھ رہے تھے۔ کرنل کاٹرو

ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ پتھر کی طرح سخت
ہو رہا تھا۔ اور آنکھیں سکرین سے چپکی ہوئی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد
مارک نے ایک بٹن کو پریس کیا تو سکرین پہ ایک منظر ٹھہر گیا۔ اس
میں ایک دیوہیکل آدمی صوفے پہ نیم دراز تھا۔ جب کہ گڈمین سامنے
والے صوفے پہ بیٹھا نظر آ رہا تھا۔ ان کے درمیان ہونے والی گفتگو
بھی مشین سے نشر ہو رہی تھی۔ پھر وہ دیوہیکل جسے کنگ ڈاگ کے
نام سے پکارا جا رہا تھا اٹھ کر میز کی طرف گیا اس نے ٹیلی فون کر
کے کسی فرائیڈ کو احکامات دینے شروع کر دیئے۔

"اور آگے کرو۔ اس طرح تو ہمیں گھنٹوں بیٹھنا پڑے گا"۔۔۔
کرنل کاٹرو نے کہا۔ اور مارک نے سر ہلاتے ہوئے ایک بار
پھر ڈبل سپیڈ کا بٹن پریس کر دیا۔ سکرین پہ تیزی سے جھماکے
ہونے لگ گئے۔ چند لمحوں بعد جب اس نے دوسرا بٹن پریس کیا
تو کرنل کاٹرو یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ یہ ایک بڑے سے کمرے کا منظر
تھا جس پہ کرسیوں پر تین آدمی رسیوں سے بندھے بیٹھے ہوئے
تھے۔ اور سامنے رکھی دو کرسیوں میں سے ایک پہ گڈمین اور
دوسری پہ کنگ ڈاگ بیٹھا تھا۔ جب کہ دو مسلح آدمی مشین گنیں
پکڑے ان کے عقب میں کھڑے تھے۔ ان کے درمیان ہونے
والی گفتگو نشر ہوتی رہی۔ پھر وہاں ہونے والی جنگ بھی انہوں نے
دیکھی اور کرنل کاٹرو کی آنکھیں پھیل سی گئیں۔ اس کے بعد ایک
مرد اور ایک عورت اندر داخل ہوئے۔ مرد کا نام ڈاکٹر اسکاٹ
اور عورت کا نام مادام جاشی بتایا گیا تھا۔ اس کے بعد کنگ ڈاگ

مشین گن کا برسٹ مارے جانے سے لے کر گڈمین سے اس ڈاکٹر
اسکاٹ کی باتیں اور پھر گڈمین کے جسم کے اندر بم پھٹنے تک ساری
کارروائی کرنل کاٹرو نے دیکھی اور سنی۔ بم پھٹتے ہی سکرین صاف ہو
گئی۔ اور مارک نے ہاتھ بڑھا کر مشین گن کے بٹن آف کرنے شروع
کر دیئے۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہی ڈاکٹر اسکاٹ ہی علی عمران ہے۔ اور
دوسرے لوگ اس کے ساتھی ہیں۔ گڈمین نے دراصل مقدس
قربانی دی ہے۔ میں نے محسوس کیا ہے کہ جب اس نے یہ دیکھ لیا کہ
یہ اسے نہ بتانے کی صورت میں زندہ نہ چھوڑیں گے تو وہ جان بوجھ
کر اس ڈاکٹر اسکاٹ کی طرف بڑھا۔ اس کا شاید خیال تھا کہ بم اتنا
طاقتور ضرور ہو گا کہ اس کے ساتھ ساتھ اس ڈاکٹر اسکاٹ کا بھی
خاتمہ کر دے گا۔ لیکن بم اس قدر پاورفل نہ تھا۔ اس لئے گڈمین
مر گیا مگر اس ڈاکٹر اسکاٹ کو کچھ نہ ہوا۔ ویسے یہ ڈاکٹر اسکاٹ ہی
علی عمران ہے۔ یہ عورت مادام جاشی کون ہے جو اس علی عمران کے
ساتھ وہاں آئی ہے"۔۔۔ کرنل کاٹرو نے کہا۔

"میں جانتا ہوں باس۔ مادام جاشی بھی کنگ ڈاگ کی طرح جرائم
سے وابستہ ہے۔ لیکن اس کی شکل و صورت بدلی ہوئی ہے۔ شاید
میک اپ میں ہو"۔۔۔ مارک نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ اب مجھے خود اس علی عمران کے خاتمے کے لئے جانا
پڑے گا اب اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہے"۔۔۔ کرنل کاٹرو
نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ خود۔ مگر......" ___ مارک نے کچھ کہنا چاہا۔ لیکن پھر وہ کس
خیال کے تحت بات کرتے کرتے رک گیا۔

"ہاں اور کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جو اس کا خاتمہ کر سکے" ___
کرنل کاٹرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"باس۔ آپ کا ہیڈ کوارٹر چھوڑنا تنظیم کے اصولوں کے خلاف
ہے۔ آپ ایسا کریں کہ کسی بھی دوسری جگہ سے فوری طور پر کوئی گروپ
منگوالیں۔ اُسے مکمل طور پر بریف کر دیں وہ آسانی سے ان کا خاتمہ
کر دے گا" ___ مارک نے کہا تو کرنل کاٹرو کے چہرے پر تفکر کی
لکیریں سی پھیل گئیں۔

"میرا خیال ہے کہ ہم انہیں شہر میں ختم کرنے کی بجائے یہاں
جنگل میں لا کر کیوں نہ ماریں۔ اس طرح ان کا خاتمہ آسانی سے کیا جا
سکتا ہے" ___ کرنل کاٹرو نے کہا۔

"اوہ۔ یس باس۔ ہمارے پاس ہیڈ کوارٹر کے تحفظ کے لئے ہر
قسم کی مشینری موجود ہے۔ ہم یہیں بیٹھ کر باہر بیس میل کے ایریے
میں ہر چیز کو فنا کر سکتے ہیں" ___ مارک نے کہا تو کرنل کاٹرو نے سر
ہلا دیا۔

"گڈ آئیڈیا۔ یہ ٹھیک رہے گا۔ ان لوگوں کو اگر کوئی ایسی ٹپ دے
دی جائے۔ کہ وہ یہاں اوپر جنگل میں پہنچ جائیں تو پھر ان کا خاتمہ انتہائی
آسانی سے ہو سکتا ہے" ___ کرنل کاٹرو نے کہا اور دوبارہ کرسی
پر بیٹھ گیا۔

"ٹپ تو کیا انہیں تفصیل بھی بتائی جا سکتی ہے۔ میرا مطلب ہے

[...]س کی طرف والے بندر راستے کی۔ چونکہ جسم میں موجود بم صرف اسی
[...]رت میں پھٹ سکتا ہے۔ جب کہ یہاں کا کوئی آدمی ہیڈ کوارٹر سے
[با]ہر جا کر تفصیلات اپنی زبان سے بتائے۔ اس لئے دو صورتیں ہو سکتی
[ہی]ں۔ یا تو یہاں بیٹھ کر فون پر انہیں بتلایا جائے یا پھر بس کاغذ پر لکھ
[ک]ر وہ کاغذ ان تک پہنچا دیا جائے" ___ مارک نے کہا۔

"دونوں ہی صورتوں میں عمران چونک پڑے گا۔ وہ بے حد
شاطر انسان ہے۔ ارے ہاں گڈمین کی بیوی پاڈلا بھی تو باہر موجود
ہے۔ اُسے اگر کسی طرح استعمال کیا جائے۔ اوہ ہاں۔ ایک طریقہ
ہے کہ اُسے کہا جائے کہ وہ فون پر جو کچھ اس سے کہا جائے۔
کاغذ پر لکھ لے اور کاغذ اپنے پاس رکھ لے۔ یہ عمران لازماً گڈمین
کے بعد اس کی بیوی کو ٹٹولنے کی کوشش کرے گا۔ اگر کاغذ پاڈلا
سے برآمد ہو جائے تو پھر اسے یہ خیال نہ آئے گا کہ اس کے ساتھ
کوئی گیم کھیلی گئی ہے۔ تم پہلے پاڈلا کی فلم چیک کرو۔ وہ کیا کر رہی
ہے" ___ کرنل کاٹرو نے ایسے انداز میں کہا جیسے وہ اپنے آپ
سے باتیں کر رہا ہو۔

"یس باس" ___ مارک نے کہا۔ اور ایک بار پھر مشین پر جھک
گیا۔ کافی دیر تک مختلف بٹن دباتا رہا۔ پھر اس نے جیسے ہی ایک
سرخ رنگ کا بٹن دبایا سکرین پر جھماکا سا ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی
ایک منظر ابھر آیا۔ لیکن یہ منظر دیکھتے ہی کرنل کاٹرو بے اختیار اٹھ کر
کھڑا ہو گیا۔

"اوہ اوہ۔ یہ کیا کر رہے ہیں پاڈلا کے ساتھ" ___ کرنل کاٹرو

نے بے اختیار چیختے ہوئے کہا۔

"نب ـــــ باس۔ میرا خیال ہے یہ اس کے جسم میں فٹ وہ کمپیوٹر بم آپریشن کر کے نکال رہے ہیں۔ کیونکہ یہ کمپیوٹر بم بالکل ریڑھ کی ہڈی کے اندر چھپایا گیا تھا" ـــــ مارک نے کہا۔

"بالکل ایسا ہی ہے اور اس طرح تو یہ شاطر لوگ پاڈلا سے ساری تفصیل معلوم کر لیں گے۔ فوراً اس بم کو پھاڑ دو۔ فوراً۔ جلدی کرو" ـــــ کرنل کاٹرد نے چیختے ہوئے کہا۔ سکرین پر ایک عورت بستر پر اوندھے منہ لیٹی ہوئی تھی اور وہ ڈاکٹر اسکاٹ اور وہ مادام جاشی دونوں اس پر جھکے ہوئے تھے۔ اس عورت کا چہرہ چونکہ سا پر تھا۔ اور سکرین پر صاف نظر آرہا تھا اس لئے وہ اُسے آسانی سے پہچان سکتے تھے یہ گڈمین کی بیوی پاڈلا تھی۔ ڈاکٹر اسکاٹ نے ہاتھ میں باقاعدہ نشتر پکڑا ہوا تھا اور وہ کسی ماہر سرجن کی طرح پاڈلا کی پشت پر جھکا اس کے جسم کی چیر پھاڑ میں مصروف تھا۔

"مم ـــــ مگر باس۔ یہ تو خود کار ہے۔ یہاں سے تو نہیں پھاڑ جاسکتا" ـــــ مارک نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور کرنل کاٹرد نے اس طرح ہونٹ بھینچ لئے۔ جیسے اُسے مارک کی بات سن کر شدید ذہنی دھچکا پہنچا ہو۔ اور اُسی لمحے یک لخت ایک جھماکہ سا ہوا اور سکرین صاف ہو گئی۔

"اوہ۔ یہ کیا ہوا۔ کیا بم پھٹ گیا ہے" ـــــ کرنل کاٹرد نے چونک کر کہا۔

"نہیں باس۔ بلکہ کمپیوٹر بم کا پاڈلا کے اعصابی نظام سے رابطہ ختم ہو گیا ہے۔ اب یہ کام نہیں کرے گا۔ میرا خیال ہے انہوں نے یہ بم پاڈلا کے جسم سے علیحدہ کر لیا ہے" ـــــ مارک نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ اوہ ـــــ یہ بہت بُرا ہوا بہت ہی بُرا۔ اب یہ لوگ پاڈلا پر تشدد کر کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں اس سے پوری تفصیلات معلوم کر لیں گے" ـــــ کرنل کاٹرد نے ایسے لہجے میں کہا۔ جیسے کوئی کھلاڑی میچ جیتتے جیتتے آخری پوائنٹ پر سارا میچ ہار جائے۔

"باس۔ اگر یہ لوگ پاڈلا سے معلوم بھی کر لیں تب بھی یہ ہیڈ کوارٹر میں تو داخل نہیں ہو سکتے۔ ہیڈ کوارٹر تو سیل کر دیا گیا ہے۔ اور باس جب یہ پاڈلا سے پوچھیں گے تو پھر لازماً یہ ہیڈ کوارٹر پر حملہ کرنے آئیں گے۔ اس صورت میں ہم آسانی سے ان کا اندر بیٹھے خاتمہ کر سکتے ہیں" ـــــ مارک نے کہا۔ اور کرنل کاٹرد کے لٹکے ہوئے چہرے پر ایک بار پھر امید کے آثار پیدا ہو گئے۔

"اوہ ہاں۔ ہم تو خود انہیں ہیڈ کوارٹر کے بارے میں بتانا چاہتے تھے تاکہ یہ یہاں آئیں۔ ٹھیک ہے۔ ویری گڈ۔ ایک بار یہ ہماری رینج میں آجائیں پھر تو ان کی روحیں بھی سلامت نہ جاسکیں گی" ـــــ کرنل کاٹرد نے چہکتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"یس باس" ـــــ مارک نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"سنو۔ اب سب سے زیادہ تمہیں چوکنا رہنا ہو گا۔ جیسے ہی یہ لوگ رینج پہ نظر آئیں تم نے فوراً مجھے کال کرنا ہے۔ پھر ان کا خاتمہ میری نظروں کے سامنے ہونا چاہیے" ——— کرنل کاٹروز نے سخت لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس۔ میں الارم سسٹم ابھی آن کر دیتا ہوں۔ پھر جیسے ہی یہ لوگ رینج میں داخل ہوں گے پورے ہیڈ کوارٹر کو اس کی اطلاع ہو جائے گی" ——— مارک نے جواب دیا۔

"گڈ۔ ویسے تمام فائرنگ مشینری کو اچھی طرح چیک کر لینا تاکہ عین وقت پہ کوئی دھوکہ نہ ہو جائے" ——— کرنل کاٹروز نے کہا۔ اور پھر کیبن سے نکل کر ہال کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اب اس کے چہرے پہ اطمینان کے آثار موجود تھے۔

بھرے بھرے جسم والی خوب صورت سی عورت کرسی پہ بیٹھی بڑی حیرت بھری نظروں سے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔ اس کا جسم رسیوں کے ساتھ کرسی سے اس مضبوطی کے ساتھ بندھا ہوا تھا کہ وہ سوائے سر اور گردن پھیرنے کے مزید معمولی سی حرکت بھی نہ کر سکتی تھی۔ البتہ اس کی پشت پہ ایسی ٹیسیں سی اٹھ رہی تھیں جیسے پکے ہوئے پھوڑے سے ٹیسیں اٹھتی ہیں۔ یہ باڈلا تھی گڈمین کی بیوی۔

"یہ آخر میں کہاں آ گئی ہوں۔ یہ کون سی جگہ ہے" ——— باڈلا نے حیرت بھرے انداز میں ہونٹ کاٹتے ہوئے ادھر ادھر دیکھا۔ لیکن سپاٹ دیواروں والے اس کمرے میں اس کے علاوہ نہ ہی کوئی اور آدمی موجود تھا اور نہ ہی اس کرسی کے علاوہ جس پہ وہ بیٹھی ہوئی تھی اور کوئی فرنیچر وغیرہ موجود تھا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور پاڈلا چونک پڑی۔ دروازے سے
ایک ایکریمین نوجوان اور اس کے ساتھ ایک انتہائی خوبصورت
لڑکی داخل ہو رہی تھی۔ نوجوان کے چہرے پر کھلنڈری سی مسکراہٹ
تھی۔ جب کہ وہ لڑکی خاصی سنجیدہ نظر آ رہی تھی۔

"تو مسز پاڈلا گڈمین۔ تمہیں ہوش آ گیا"۔۔۔ اس ایکریمین
نوجوان نے پاڈلا کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"تم کون ہو اور میں یہاں کیسے آئی"۔۔۔ پاڈلا نے سخت لہجے
میں کہا۔

"میرا نام ڈاکٹر اسکاٹ ہے۔ اور یہ ہیں مادام جاشی۔ تمہیں تعارف
کرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ تمہارے بارے میں ہم
پوری تفصیل جانتے ہیں"۔۔۔ ڈاکٹر اسکاٹ نے کہا۔

"میں تو تمہیں نہیں جانتی کون ہو تم۔ اور سنو۔ میں یہاں کیسے
آ گئی۔ کون لایا ہے مجھے۔ اور میری پشت پر ٹیسیں سی کیوں اٹھ رہی
ہیں"۔۔۔ پاڈلا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"دیکھو پاڈلا۔ میرے پاس لمبی چوڑی گفتگو کے لئے قطعی وقت نہیں
ہے۔ اس لئے میں تمہیں مختصر سا پس منظر بتا دیتا ہوں تاکہ تمہاری
حیرت دور ہو جائے۔ اس کے بعد تمہیں میرے سوالوں کے جواب
دینے ہوں گے"۔۔۔ ڈاکٹر اسکاٹ نے کہا۔

"کیسا پس منظر۔ میری سمجھ میں تو تمہاری کوئی بات نہیں آ رہی"
پاڈلا نے تیز لہجے میں کہا۔

"سنو۔ تم گڈمین کی بیوی ہو۔ اور گڈمین کے ساتھ ہی واٹر باد

کے ہیڈ کوارٹر میں کام کرتی ہو۔ تم دونوں وہاں سے اس لئے آئے
تھے تاکہ تم اس کنگ ڈاگ سے مل کر میرا اور میرے ساتھیوں کا
خاتمہ کر سکو۔ لیکن دیکھو میں تمہارے سامنے زندہ کھڑا ہوں جب کہ
تمہارا شوہر گڈمین اور وہ کنگ ڈاگ دونوں اپنے آٹھ ساتھیوں سمیت
قبروں میں پہنچ چکے ہیں"۔۔۔ ڈاکٹر اسکاٹ نے انتہائی سنجیدہ لہجے
میں کہا۔

"گگ۔۔۔ گگ۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو۔ گڈمین میرا شوہر۔۔۔۔"
پاڈلا کے ذہن میں جیسے بم سا پھٹا تھا۔

"ہاں۔ اب تم بیوہ ہو۔ گڈمین اپنی نیکیوں کا حساب دینے قبر
میں پہنچ چکا ہے"۔۔۔ ڈاکٹر اسکاٹ نے بڑے بے رحم سے
لہجے میں کہا۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ مگر کیوں۔ ہم تو چھٹیاں منانے فیکٹری سے
یہاں آئے تھے۔ ہمارا تم سے یا اس کنگ ڈاگ سے کیا تعلق ہو
سکتا ہے۔ اوہ۔ تم نے گڈمین کو مار ڈالا۔ اوہ"۔۔۔ پاڈلا نے بری
طرح چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس کی آنکھوں سے آنسوؤں
کی جھڑی لگ گئی۔

"مادام جاشی۔ ذرا ریوالور دینا۔ یہ بے چاری اپنے شوہر کے بغیر
زندہ نہیں رہنا چاہتی۔ اس لئے کیوں نہ اسے بھی وہیں بھیج دیا
جائے"۔۔۔ اس ڈاکٹر اسکاٹ نے انتہائی سفاک لہجے میں کہا۔
اور مادام جاشی نے ایک خوف ناک سا ریوالور اس ڈاکٹر اسکاٹ
کے ہاتھ میں دے دیا۔

"نہیں نہیں۔ مجھے مت مارو۔ مت مارو مجھے۔ تم ظالم آدمی ہو
میرے شوہر کو مار کر تمہارا سینہ ٹھنڈا نہیں ہوا۔ آخر میں نے تمہارا
کیا بگاڑا ہے"۔۔۔۔ پاڈلا نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں چیختے ہوئے
کہا۔ اُسے اس ڈاکٹر اسکاٹ کی آنکھوں میں ایسی سفاکی نظر آئی تھی
کہ اس کے جسم کا رواں رواں بے اختیار کانپ اٹھا تھا۔

"اگر تم زندہ رہنا چاہتی ہو تو پھر واٹر پاور کے ہیڈ کوارٹر کے
بارے میں ساری تفصیلات بتا دو"۔۔۔۔ ڈاکٹر اسکاٹ نے غراتے
ہوئے کہا

"اوہ نہیں۔ مجھے کچھ نہیں معلوم۔ میں کچھ نہیں جانتی۔ مجھے چھوڑ دو
مجھے مت مارو۔ مجھے زندہ رہنے دو"۔۔۔۔ پاڈلا نے بری طرح چیختے
ہوئے کہا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ اگر اس نے ہیڈ کوارٹر کے بارے
میں کچھ بتایا تو اس کے جسم میں موجود بم پھٹ پڑے گا اور وہ فوراً
ہلاک ہو جائے گی۔

"یہ تمہاری پشت پر جو ٹیسیں اٹھ رہی ہیں یہ اس بات کا ثبوت ہیں
کہ تمہاری پشت میں موجود بم پہلے ہی نکال لیا گیا ہے۔ اور اگر یقین
نہ آرہا ہو تو یہ دیکھو"۔۔۔۔ ڈاکٹر اسکاٹ نے کہا اور پھر اس نے
جیب سے ایک چھوٹا سا ٹیڑھا میڑھا سا بٹن نکال کر اپنی ہتھیلی پر
رکھ کر اس کی آنکھوں کے سامنے کر دیا۔ پاڈلا ایک طویل سانس لے
کر رہ گئی۔ کیونکہ وہ اس بٹن کو اچھی طرح پہچانتی تھی وہ ہیڈ کوارٹر
میں موجود اسلحہ خانے کی انچارج تھی اس لئے وہ ایسی چیزوں کو
بخوبی پہچانتی تھی۔

"تمہارے چہرے کے تاثرات بتا رہے ہیں کہ تم اسے پہچانتی ہو
اس لئے اب اطمینان سے سب کچھ بتا دو ورنہ یہ بم تو بعد میں پھٹے
گا۔ تمہارے جسم سے روح پہلے نکل جائے گی"۔۔۔۔ ڈاکٹر اسکاٹ
نے کہا۔

اور پاڈلا کے دل میں اس ڈاکٹر اسکاٹ کے لئے شدید نفرت
کی لہر سی اٹھی۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ یہ شخص جو اس کے شوہر کا قاتل بھی
ہے۔ ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنا چاہتا ہے۔ اس ہیڈ کوارٹر کو جو پوری دنیا
کے یہودیوں کے لئے فتح کا مرکز تھا۔ جس کے ذریعے یہودیوں نے
پوری دنیا پر اپنی عظیم سلطنت قائم کرنی تھی۔ اُسی لمحے اُسے خیال
آیا کہ یہ یقیناً وہی آدمی ہو گا جس نے یہودیوں کے سب سے بڑے
مشن گریٹ بال کو تباہ کیا ہو گا۔ چونکہ وہ ہیڈ کوارٹر میں کام کرتی
تھی اس لئے اُسے سارے معاملے کی پوری خبر تھی۔ اُسے معلوم
تھا کہ سابقہ چیف باس اسی وجہ سے ہلاک ہوا۔ اور اُسے یہ بھی
معلوم تھا کہ گریٹ مشن کو تباہ کرنے والوں کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ
سروس سے ہے۔ جس کا سرغنہ ایک علی عمران نامی شخص تھا۔
لیکن یہ تو ڈاکٹر اسکاٹ تھا۔ اور ایکریمین تھا۔

"تم کیا سوچ رہی ہو۔ میں نے پہلے کہا ہے کہ میرے پاس وقت
نہیں ہے"۔۔۔۔ ڈاکٹر اسکاٹ کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی
اور پاڈلا چونک پڑی۔

"تم۔۔۔۔ تم علی عمران ہو۔ پاکیشیا کے علی عمران"۔۔۔۔ پاڈلا
کی زبان سے بے اختیار نکل گیا۔

"تم اس بات کو چھوڑو کہ میں کون ہوں اور کون نہیں ہوں ۔ تم ہیڈکوارٹر کے بارے میں تفصیل بتاؤ" ——— ڈاکٹر اسکاٹ نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"تم میری بوٹیاں اڑا دو۔ مجھے گولی مار دو۔ لیکن میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکتی" ——— یک لخت پاڈلا نے انتہائی مضبوط لہجے میں کہا۔

"تمہاری یہ جرأت۔ کمینی عورت۔ کہ تم میرے سامنے انکار کرو" یک لخت خاموش کھڑی ہوئی مادام جاشی غصے سے بھری ہوئی پاڈلا کی طرف آئی اور دوسرے لمحے پاڈلا کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ اس عورت نے پوری قوت سے اس کے چہرے پر تھپڑ مارا تھا۔ اور پھر تو جیسے اس عورت پر پاگل پن کا دورہ سا پڑ گیا وہ مسلسل پاڈلا کو تھپڑ مارے جا رہی تھی اور پاڈلا کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ہر تھپڑ کے ساتھ وہ جہنم کی آگ میں دھنستی جا رہی ہو۔ اس کے ذہن میں دھماکے سے ہو رہے تھے اور جسم میں درد کی تیز اور ناقابل برداشت لہریں سی دوڑنے لگی تھیں۔ لیکن اس کی زبان سے کسی مشین کی طرح مسلسل نہیں نہیں کے الفاظ ہی نکل رہے تھے۔

"میں تمہارا گلہ دبا دوں گی کمینی عورت" ——— آخر کار مادام جاشی نے بری طرح جھلاتے ہوئے اس کی گردن دونوں ہاتھوں سے پکڑ لی اور اسے دبانے لگی۔

"پیچھے ہٹ جاؤ جاشی۔ اس طرح یہ نہیں بتائے گی" ——— ڈاکٹر اسکاٹ نے آگے بڑھ کر جاشی کو زبردستی کھینچ کر پیچھے کرتے

ہوئے کہا۔

"میں اسے مار ڈالوں گی۔ میں اس کی ہڈیاں توڑ دوں گی" ——— مادام جاشی نے بری طرح پیر پٹختے ہوئے کہا۔

"تم عورت ضرور ہو۔ لیکن اپنی ہی نفسیات سے واقف نہیں ہو۔ دیکھو یہ ابھی کس طرح طوطے کی طرح بولنے لگتی ہے" ——— اس ڈاکٹر اسکاٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے جیب سے ایک ڈبیا نکالی اور اسے لا کر اس نے اس کی آنکھوں کے سامنے کھول دیا۔ پاڈلا نے کراہتے ہوئے بڑی مشکل سے آنکھیں کھولیں تو دوسرے لمحے اس کے پورے جسم میں خوف کی لہریں سی دوڑنے لگیں۔ اس کے ذہن میں انتہائی کراہیت کے تاثرات نمودار ہوئے۔ کیونکہ ڈبیا میں ایک لمبا سا کیڑا موجود تھا۔ جس کی شاید ہزار سے زیادہ ٹانگیں تھیں۔ وہ انتہائی کریہہ نظر آ رہا تھا۔

"تم دیکھ رہی ہو یہ کیڑا۔ اسے ہزار پایہ کہتے ہیں۔ یہ ابھی تمہارے جسم پر چلے گا اور پھر تمہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ جب ہزار پایہ جسم پر چلتا ہے تو کیسے محسوس ہوتا ہے" ——— اس ڈاکٹر اسکاٹ نے کہا۔ اور اس نے ڈبیا کے ایک کونے میں چٹکی بھری اور اپنا ہاتھ جب اوپر اٹھایا تو اس نے سیاہ رنگ کا ایک دھاگہ پکڑا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ وہ انتہائی مکروہ کیڑا لٹک اور تڑپ رہا تھا۔ اس ڈاکٹر اسکاٹ نے جیسے ہی وہ کیڑا پاڈلا کی آنکھوں کے سامنے کیا پاڈلا کو یک لخت ابکائیاں سی آنے لگیں۔ اس کے پورے جسم میں پھریریاں اور ذہن میں دھماکے سے ہونے لگے۔

"ہٹاؤ ہٹاؤ اسے فار گاڈز سیک۔ ہٹاؤ اسے" ـــــ پاڈلا نے
بے اختیار چیختے ہوئے کہا۔
"مجھے معلوم تھا کہ واٹر پاور کے ہیڈ کوارٹر میں کام کرنے والی لڑکی
اتنی آسانی سے کچھ نہ بتائے گی اس لئے میں یہ انتظام کر کے آیا تھا۔
آؤ۔ یہ کیڑا اس کے جسم پر ڈال دو" ـــــ ڈاکٹر اسکاٹ نے بات
کرتے کرتے جاشی سے کہا جو خود منہ دوسری طرف کئے بیٹھی تھی
"تت ـــ تت ـــ تم خود یہ کام کرو میرے پاس مت
آؤ" ـــــ جاشی نے منہ دوسری طرف کئے ہذیانی سے انداز
میں کہا اور ڈاکٹر اسکاٹ بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔
"اب شروع ہو جاؤ پاڈلا۔ ورنہ" ـــــ ڈاکٹر اسکاٹ نے کہا
اور اس مکروہ سے کیڑے کو اس کی گردن کے قریب لے آیا۔
"بتاتی ہوں بتاتی ہوں۔ ہٹاؤ اسے۔ اس غلیظ اور مکروہ چیز کو
ہٹاؤ" ـــــ یک لخت پاڈلا نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اسے
ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے ایک لمحے میں اس کا ذہن کراہت
کی وجہ سے دھماکے سے پھٹ جائے گا۔
"بولنا شروع کرو۔ جیسے ہی تم خاموش ہوئیں میں یہ کیڑا تمہاری
گردن پر ڈال دوں گا۔ تم بندھی ہوئی ہو۔ یہ تمہارے جسم پر رینگنا
شروع کر دے گا۔ اور تم اسے ہٹا بھی نہ سکو گی" ـــــ ڈاکٹر اسکاٹ
نے سرد لہجے میں کہا اور کیڑے کو ذرا سا اوپر کر دیا۔ پاڈلا نے
بے اختیار نظریں جھکا لیں اور دوسرے لمحے اسے یوں محسوس ہوا
جیسے سب کچھ اس کے ذہن سے نکل کر خود بخود زبان پر آکر پھسل

رہا ہے۔ نجانے وہ کیا کیا کہتی رہی۔ اسے خود بھی واضح طور پر معلوم
نہ تھا۔ اس کے ذہن پر تو وہ انتہائی مکروہ کیڑا چھایا ہوا تھا۔
"ویری گڈ پاڈلا۔ تم نے واقعی پوری تفصیل بتا دی ہے۔ یہ لو میں
اس کیڑے کو تمہارے سامنے مار ڈالتا ہوں" ـــــ اس ڈاکٹر
اسکاٹ نے مطمئن لہجے میں کہا۔ اور پیچھے ہٹ کر اس نے کیڑے
کو فرش پر ڈال کر اسے بوٹ سے کچل دیا اور پاڈلا کے حلق سے
اطمینان کا طویل سانس نکل گیا۔ اسی لمحے منہ دوسری طرف کئے
بیٹھی مادام جاشی نے بھی منہ ادھر کر لیا۔
"اوہ۔ خدا کی پناہ۔ کس قدر مکروہ کیڑا تھا" ـــــ مادام جاشی
نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔
"تم ـــ تم کبھی ہیڈ کوارٹر میں داخل نہیں ہو سکتے۔ وہ تمہیں
ہر صورت میں مار ڈالیں گے ہر صورت میں" ـــــ پاڈلا نے
یک لخت چیختے ہوئے کہا۔ وہ اب اپنے آپ پر لعن طعن کر رہی
تھی۔ اس نے کیوں اس ڈاکٹر اسکاٹ کو یہودیوں کے اس
مقدس اڈے کے متعلق بتا دیا۔
"تم فکر نہ کرو پاڈلا۔ میں تمہیں ساتھ لے جاؤں گا تاکہ تم اپنی
آنکھوں سے دیکھ سکو کہ ہم کس طرح تمہارے اس ہیڈ کوارٹر
میں داخل ہوتے ہیں اور کس طرح اسے تباہ کرتے ہیں" ـــــ
ڈاکٹر اسکاٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر مادام جاشی کو
اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر کے کمرے کے دروازے کی طرف
مڑنے ہی لگا تھا کہ یک لخت اس کا گھومتا ہوا کف پاڈلا کے

چہرے سے ٹکرایا اور یا ڈلا کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن میں یک لخت کوئی آتش فشاں پھٹ پڑا ہو۔ اور دوسرے لمحے وہ تاریک دلدل میں دھنستی چلی گئی۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی آرام کرسی پر قدرے نیم دراز کرنل کاٹرو نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس کرنل اٹنڈنگ یو"۔۔۔ کرنل کاٹرو نے تیز لہجے میں کہا۔

"مارک بول رہا ہوں جناب مشین روم سے۔ آپ یہاں آجائیں وہ گروپ ہماری رینج میں داخل ہونے والا ہے"۔۔۔ مارک کی آواز سنائی دی۔

"اوہ اچھا۔ میں آرہا ہوں"۔۔۔ کرنل کاٹرو نے یک لخت چونکتے ہوئے کہا۔ اور پھر رسیور کریڈل پر ڈال کر وہ کرسی سے اچھل کر کھڑا ہوا۔ اور پھر تقریباً دوڑتا ہوا وہ کمرے سے نکلا اور راہداری میں سے ہوتا ہوا چند ہی لمحوں میں وہ مشین روم میں پہنچ گیا۔

مارک اپنے اسی شیشے والے کمرے میں موجود تھا۔ کرنل کاٹرو اس کمرے میں داخل ہوا تو اس کی نظریں سامنے دیوار پر موجود سکرین پر پڑیں اور وہ چونک پڑا۔ سکرین پر سمندر کی موجیں اٹھکیلیاں کرتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ اور ان موجوں پر ایک بڑی سی لانچ میں غوطہ خوری کا لباس پہنے ہوئے چار مرد اور ایک عورت موجود تھی۔ لانچ تیزی سے چلتی ہوئی سکرین پر کرنل کاٹرو کو اپنی طرف آتی دکھائی دے رہی تھی۔

"باس۔ یہ ابھی ہماری رینج سے دور ہیں۔ لیکن یہ جس رفتار سے آرہے ہیں یہ زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ بعد رینج میں داخل ہو جائیں گے"۔۔۔ مارک نے کہا۔

"پھر تم نے انہیں ختم کرنے کے لئے کوئی حربہ تیار کر لیا ہے" کرنل کاٹرو نے دانت پیستے ہوئے پوچھا۔ وہ اب کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

"باس۔ میں نے ٹی۔ الیون ریز بم کو ٹارگٹ پر ایڈجسٹ کر دیا ہے۔ جیسے ہی رینج میں داخل ہوں گے۔ یہ بم فائر ہو گا۔ اور ایک لمحے میں ان کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے گا"۔۔۔ مارک نے کہا۔ اور کرنل کاٹرو نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

لانچ اسی رفتار سے آگے بڑھی چلی آرہی تھی۔ اور کرنل کاٹرو کی نظریں اس لانچ پر جمی ہوئی تھیں۔

"اسے کلوز اپ میں لاؤ۔ میں ان کی شکلیں دیکھنا چاہتا ہوں"۔
کرنل کاٹرڈ نے کہا تو مارک نے سر ہلاتے ہوئے مشین پر لگی ہوئی ایک ناب کو دائیں طرف گھمانا شروع کیا۔ ناب گھومتے ہی سکرین پر نظر آنے والا منظر نزدیک ہونے لگا۔ اور پھر سکرین پر صرف لانچ ہی نظر آنے لگی۔ مارک ابھی ناب گھماتا جا رہا تھا۔ اور پھر جب اس نے ہاتھ ہٹایا تو سکرین پر لانچ کی بجائے وہ چار مرد اور ایک عورت کا چہرہ واضح طور پر نظر آ رہا تھا۔ یہ چاروں مرد ایشیائی تھے۔ جب کہ وہ عورت ایکریمین تھی۔

"یہی مادام جاشی ہے باس۔ اب یہ اصل شکل میں ہے۔ انتہائی ظالم اور سفاک عورت ہے"۔۔۔ مارک نے کہا۔

"ہونہہ۔ ان کے خاتمے کے بعد میں اس کے پورے گروپ کے ایک ایک آدمی کو چن چن کر ہلاک کرا دوں گا۔ اس عورت نے یہودیوں کے بدترین دشمنوں کا ساتھ دے کر اپنی اور اپنے پورے گروپ کی قسمت پر مہر لگا دی ہے"۔۔۔ کرنل کاٹرڈ نے بڑے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ عمران ہے جو دائیں طرف کونے میں بیٹھا ہوا ہے۔ وہ شیطان جس کا یہ سارا جال پھیلایا ہوا ہے۔ لیکن اس کی موت مقدر ہو چکی ہے"۔۔۔ کرنل کاٹرڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو یہ ہے وہ علی عمران۔ جس نے گریٹ بال کا خاتمہ کیا ہے"۔ مارک نے چونک کر دائیں ہاتھ پر بیٹھے ہوئے ایک خوب صورت اور وجیہہ ایشیائی نوجوان کی طرف دیکھا۔ جس کے چہرے پر بے پناہ

معصومیت اس طرح پھیلی ہوئی تھی جیسے کوئی فرشتہ انسانی روپ میں زمین پر اتر آیا ہو۔

"ہاں یہی ہے۔ بہرحال اب میری تسلی ہو گئی ہے کہ یہ غلط لوگ نہیں ہیں۔ اب منظر واپس لے جاؤ"۔۔۔ کرنل کاٹرڈ نے کہا اور مارک نے ناب کو بائیں طرف تیزی سے گھمانا شروع کر دیا۔ منظر پیچھے ہٹتا گیا۔ جب وہ پہلی والی صورت میں آ گیا تو مارک نے ہاتھ اٹھا لیا۔ لانچ اب دوبارہ سمندر کی لہروں پر تیزی سے بھاگتی ہوئی نظر آ رہی تھی۔

"اب کتنا فاصلہ رہ گیا ہے انہیں رینج میں آنے تک"۔۔۔ کرنل کاٹرڈ نے کہا۔

"جناب صرف پانچ منٹ رہ گئے ہیں۔ ارے یہ کیا۔ یہ لانچ تو رک گئی ہے"۔۔۔ مارک نے بات کرتے کرتے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اور کرنل کاٹرڈ بھی چونک پڑا۔ کیونکہ لانچ واقعی آہستہ ہوتے ہوتے رک گئی تھی۔ اور وہ پانچوں افراد اب اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ پھر انہوں نے اپنے مخصوص ہیلمٹ سر اور چہروں پر ایڈجسٹ کئے۔ دوسرے لمحے وہ ایک ایک کر کے سمندر میں کود گئے اور خالی لانچ سمندر کی موجوں پر اوپر نیچے ہونے لگی۔

"ہونہہ۔ تو یہ تیر کر یہاں تک آنا چاہتے ہیں"۔۔۔ کرنل کاٹرڈ نے کہا۔

"یہ کسی طرح بھی آئیں باس۔ موت سے نہیں بچ سکتے"۔۔۔ مارک نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پر موجود کئی اور

بٹن دبائے تو دیوار پر موجود سکرین پر جھماکے سے ہونے لگے۔ پھر اس پر سمندر کے نیچے کا منظر نظر آنے لگا۔ جس میں پانچ غوطہ خور تیزی سے سمندر کی گہرائی میں اترتے چلے جا رہے تھے۔ کافی گہرائی میں پہنچ کر وہ سیدھے ہوئے اور پھر تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔ اسی سمت جس طرف لانچ آ رہی تھی۔

"تیار ہو جاؤ مارک۔ ان میں سے کسی کو بچ کر نہ جانا چاہئے" ۔۔۔ کرنل کاٹرو نے تیز لہجے میں کہا۔

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا باس۔ یہ تو کیا ان کی روحیں بھی بچ کر نہیں جا سکتیں" ۔۔۔ مارک نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں ایک ڈائل پر جمی ہوئی تھیں۔

"کیا ٹی۔ الیون ریز بم ایڈجسٹ ہے" ۔۔۔ کرنل کاٹرو نے بے چین لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ وہ کمپیوٹر کنٹرولڈ ہے جیسے ہی یہ لوگ رینج میں داخل ہوں گے۔ وہ خود بخود ان کی طرف فائر ہو جائے گا" ۔۔۔ مارک نے کہا۔ وہ غوطہ خور تیزی سے سفر کرتے ہوئے بڑھے چلے آ رہے تھے۔

"آ گئے۔ باس۔ صرف چند لمحے اور ان کی زندگی کے رہ گئے ہیں" ۔۔۔ یک لخت مارک نے چیختے ہوئے کہا۔ اور کرنل کاٹرو بھی چونک کر سیدھا ہو گیا۔ اس کے ہونٹ بھنچ گئے تھے اور آنکھیں سکڑ گئی تھیں۔ کیونکہ یہ اس کے خیال کے مطابق اس کی زندگی کا سب سے پر تجسس لمحہ تھا۔ اگر وہ اس عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہٹ کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو پھر قیامت تک وہ یہودیوں کے عظیم ہیرو کا رتبہ حاصل کرے گا۔ اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ جس پر نظر آنے والے پانی کے اندر وہ پانچوں گروپ کی صورت میں تیزی سے تیرتے ہوئے آگے بڑھے چلے آ رہے تھے۔ چند لمحوں بعد یک لخت مشین پر ایک سرخ رنگ کا بلب تیزی سے چمکا اور پھر بجھ گیا۔

"فائر ہو گیا" ۔۔۔ مارک کے حلق سے چیخ سی نکلی اور دوسرے لمحے کرنل کاٹرو نے پانی میں سیاہ رنگ کی ایک لکیر کو تیزی سے اس گروپ کی طرف بڑھتے دیکھا۔ وہ سانس روکے بیٹھا تھا۔ چند لمحوں بعد وہ سیاہ رنگ کی لکیر ان پانچوں کے جسموں سے ٹکرائی۔ اور وہ پانچوں سیاہ رنگ کے دھویں میں غائب ہو گئے۔ لیکن یہ دھواں صرف چند سیکنڈوں کے لئے نظر آیا۔ اس کے بعد پانی صاف ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی کرنل کاٹرو کے حلق سے مسرت بھری چیخ نکل گئی۔ وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا تھا۔ کیونکہ پانچوں غوطہ خوروں کے جسم تختوں کی طرح سیدھے ہوتے تیزی سے اوپر سطح کی طرف اٹھتے جا رہے تھے۔

"عظیم یہودی فتح مبارک ہو مارک۔ تم نے واقعی عظیم الشان کارنامہ سرانجام دیا ہے" ۔۔۔ کرنل کاٹرو بے پناہ مسرت سے مغلوب ہو کر اپنے ہی ماتحت کے گلے سے یوں چمٹ گیا جیسے وہ واٹر پاور کا چیف نہ ہو بلکہ بچہ ہو جسے اچانک یہ خبر ملی ہو کہ وہ امتحان میں اول آیا ہے۔ اور وہ بے پناہ مسرت کی وجہ سے اپنے والد

کے گلے سے چمٹ جاتا ہے۔

"باس۔ یہ تو سب آپ کی سرپرستی میں ہوا ہے" ۔۔۔ مارک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ان کی موت ہمارے ہی ہاتھوں سے لکھی ہوئی تھی۔ اب ان کی لاشیں ایسے ہی سمندر پر تیرتی ہوئی آخر کار پھٹ جائیں گی۔ اور انہیں سمندری جانور کھا جائیں گے" ۔۔۔ کرنل کاٹرو نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں دوبارہ سکرین پر پڑیں تو واقعی ان پانچوں کی لاشیں اب سمندر کی سطح پر ادھر ادھر تیرتی پھر رہی تھیں۔ چونکہ وہ پانچوں ایک رسی سے ایک دوسرے کے ساتھ بندھے ہوئے تھے اس لئے ساری لاشیں تقریباً اکٹھی ہی تیر رہی تھیں۔

"باس۔ اگر آپ حکم دیں تو ہیڈ کوارٹر کھول کر ان کی لاشیں اندر منگوا لیں" ۔۔۔ مارک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں۔ ضرور۔ مجھے تو اس کا خیال ہی نہ رہا تھا۔ اگر ان کی لاشیں ہم نے بطور ثبوت پیش نہ کیں تو ہمارے ڈائریکٹران یقین ہی نہ کریں گے۔ کہ ہم نے واقعی انہیں ختم کر دیا ہے۔ لیکن پہلے ان کی موت کا مکمل یقین ہونا ضروری ہے" ۔۔۔ کرنل کاٹرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"باس۔ آپ ان کی حالت نہیں دیکھ رہے۔ زندہ آدمی تو نہ اس طرح گہرائی سے اوپر اٹھ سکتا ہے اور نہ اس طرح لاش کی صورت میں تیر سکتا ہے" ۔۔۔ مارک نے کہا۔

"نہیں۔ اس کے باوجود ان کی موت کا یقینی ہونا ضروری ہے۔ تم ایسا

کرو کہ ان کی لاشیں جال کے ذریعے کھنچوا کر پہلے بائیک روم میں رکھو اور پھر وہاں اچھی طرح چیک کرو۔ کمپیوٹر کے ذریعے جب کمپیوٹر ان کی موت کی تصدیق کر دے اس کے بعد انہیں اوپر لایا جائے گا" ۔ کرنل کاٹرو اپنی آنکھوں سے ان کی لاشیں دیکھنے کے باوجود ایک نامعلوم سے خوف میں مبتلا تھا۔

"جو حکم باس" ۔۔۔ مارک نے کہا۔ اور شیشے والے کمرے سے نکل کر ہال کی دائیں دیوار میں نصب ایک بڑی سی مشین کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ہال مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ مشین کے آپریٹ ہوتے ہی شفاف شیشے کے کمرے میں میز پر موجود مشین کے دوسرے کونے پر رنگ برنگے چھوٹے چھوٹے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے۔ اور اس کے ساتھ ہی اوپر دیوار پر موجود سکرین پر منظر ختم ہو کر آڑی ترچھی لکیریں سی ادھر ادھر دوڑتی ہوئی نظر آنے لگیں۔ کرنل کاٹرو خاموش بیٹھا رہا۔ چند لمحوں بعد مارک واپس اس شیشے والے کمرے میں آیا۔ اور اس نے مشین کے اس حصے کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا جس پر ہال والی مشین کے آپریٹ ہوتے ہی رنگ برنگے بلب جلنے بجھنے لگے تھے۔ اس کے ساتھ ہی سکرین پر ایک بار پھر سمندر کی سطح کا منظر ابھر آیا۔ سطح پر وہ پانچوں لاشیں ابھی تک تیر رہی تھیں۔

دوسرے لمحے ہال میں موجود مشین میں سے تیز سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔ اور اس کے ساتھ ہی سمندر کے اوپر ایک سیاہ رنگ کا ایک سا جال تیزی سے پھیلتا ہوا دکھائی دیا اور پھر اس جال نے ان پانچوں لاشوں کو اپنے اندر سمیٹا اور پھر تیزی سے سمٹتا ہوا

منظر سے غائب ہو گیا۔ چند لمحوں بعد سیٹی کی آواز نکلنی بند ہو گئی اور
اس کے ساتھ ہی مشین پر جلنے بجھنے والے بلب بھی آف ہو گئے۔
"لاشیں بلیک روم میں پہنچ گئی ہیں باس" ـــــ مارک نے
مڑ کر کرنل کاٹرد سے کہا۔
"ٹھیک ہے کمپیوٹر سے چیک کرو" ـــــ کرنل کاٹرد نے
سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر فتح و مسرت کی انوکھی
سی جگمگاہٹ موجود تھی۔ مارک نے مشین کے ایک اور حصے کے
بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ اس بار دیوار پر موجود سکرین آف ہو گئی
اور اس کی بجائے مشین کے اندر ہی ایک چھوٹی سی سکرین روشن
ہو گئی۔ سکرین پر سبز رنگ کا نقطہ جل بجھ رہا تھا۔ مارک خاموش
بیٹھا اس نقطے کو دیکھ رہا تھا۔ چند لمحوں بعد ہی سکرین پر جلنے بجھنے والا
سبز رنگ کا نقطہ ایک جھماکے سے سرخ رنگ کا ہو گیا۔ اس کے
ساتھ ہی سکرین پر پانچ کا ہندسہ ابھرا اور اس کے آگے ڈی کا
حرف تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔
"کمپیوٹر نے ان پانچوں کی موت کی تصدیق کر دی ہے باس۔
آپ خود چیک کر لیں" ـــــ مارک نے کہا۔ اور کرنل کاٹرد نے
سر ہلا دیا۔
"ٹھیک ہے اب میری تسلی ہو گئی ہے۔ اب یہ شیطان واقعی
موت کے گھاٹ اتر گئے ہیں۔ ہرا۔ آخر کار یہودی جیت ہی گئے
گڈ شو مارک۔ آج سے تم میرے نمبر ٹو ہو۔ تم ایسا کرو۔ ان کی
لاشیں بلیک روم سے نکلوا کر فرسٹ ہال میں رکھوا دو۔ میں ان

کی لاشوں کو حنوط کر کے مسلمانوں کی عبرت کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے
محفوظ کر دوں گا" ـــــ کرنل کاٹرد نے مسرت بھرے لہجے میں کہا
اور اٹھ کر اس شیشے والے کمرے سے نکل کر ہال کے بیرونی دروازے
کی طرف بڑھ گیا۔ فتح و کامیابی کے نشے سے اس کے قدم اس طرح
لڑکھڑا رہے تھے جیسے اس نے اکٹھی سو بوتلیں شراب کی پی لی ہوں۔
وہ واقعی ہواؤں میں اڑ رہا تھا۔ اور اسے ہواؤں میں اڑنا بھی چاہیئے
تھا۔ کیونکہ اس نے ایک ایسی کامیابی حاصل کر لی تھی۔ جس پر
یہودی دنیا ہمیشہ اس کی عظمت کے گیت گاتی رہے گی۔

"بہتر ہے کہ تم اب اپنی اصل شکل میں آجاؤ۔ اب چھپانے کا کیا فائدہ" ـــــ مادام جاشی نے سامنے بیٹھے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ارے بڑی مشکل سے تو خوب صورت سا میک اپ کیا ہے۔ تم وہ بھی ختم کرانا چاہتی ہو" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور مادام جاشی ہنس پڑی۔

"تو کیا تم بدصورت ہو" ـــــ مادام جاشی نے پُرتجسس لہجے میں کہا۔

"خوب صورتی اور بدصورتی تو انسان کی اپنی آنکھ میں ہوتی ہے۔ اب دیکھو جانسن کا کہنا ہے کہ وہ مجھ سے زیادہ خوب صورت ہے" عمران نے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ مادام جاشی کوئی جواب دیتی، کمرے کا دروازہ کھلا اور صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل اندر داخل

ہوئے۔ مادام جاشی انہیں دیکھ کر حیرت بھرے انداز میں اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

"کون ہو تم اور یہاں کیسے آئے" ـــــ مادام جاشی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے ریوالور نکال لیا۔

"ارے ارے۔ یہ کیا کر رہی ہو۔ یہ میرے ساتھی ہیں۔ اپنی اصل شکلوں میں" ـــــ عمران نے کہا۔ اور مادام جاشی کا ریوالور والا ہاتھ نیچے ہو گیا۔

"اوہ۔ تو یہ ہیں تمہارے ساتھی۔ اس کا مطلب ہے کہ تم نے پہلے ہی میک اپ ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا" ـــــ مادام جاشی نے کہا۔ صفدر اور اس کے ساتھی بڑے اطمینان سے چلتے ہوئے خالی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"دراصل ان کا کہنا تھا کہ وہ اپنے میک اپ والے چہروں سے زیادہ خوب صورت ہیں۔ اس لئے اصل شکل میں سوئمبر جیت جائیں گے۔ میں نے کہا آزما کر دیکھ لو۔ لیکن اب تو واقعی جدید زمانہ آگیا ہے۔ پہلے گلے میں پھولوں کا ہار ڈال کر انتخاب کیا جاتا تھا۔ اب ریوالور کی گولی ماری جاتی ہے۔ لیکن میں تو باز آیا ایسے سوئمبر سے" عمران نے کہا۔ اور مادام جاشی بے اختیار ہنس پڑی۔ صفدر اور کیپٹن شکیل کے لبوں پر بھی مسکراہٹ تیرنے لگی۔

"سوئمبر تو تب ہی مکمل ہو گا۔ جب تم بھی اصل شکل میں آجاؤ" ـــــ مادام جاشی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہ ریوالور کی گولی۔ میرا جسم واقعی انسانوں جیسا ہے"۔۔۔۔ عمران نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔ اور مادام جاشی ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"یہ تم کس چکر میں پڑ گئے ہو۔ کیا ہم یہاں ان فضولیات کے لیے آئے ہیں"۔۔۔۔ تنویر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یار۔ کیوں گھبراتے ہو۔ سو نمبر تم ہی جیتو گے۔ اب یہ تمہاری قسمت کہ پھولوں کا ہار پڑتا ہے یا ریوالور کی گولی دل میں سوراخ کرتی ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکرا کر اٹھتے ہوئے کہا۔

"مادام جاشی۔ تم معلوم کرو کہ وہ سامان کس وقت پہنچے گا"۔۔۔۔ عمران نے مادام جاشی سے کہا۔ اور مادام جاشی نے سر ہلاتے ہوئے ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔ جب کہ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا اس کمرے سے ملحقہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ جاشی نے ٹیلی فون پر کسی آدمی سے بات کی اور پھر ریسیور رکھ دیا۔

"کیا یہ سامان کہیں باہر سے آنا ہے مادام جاشی"۔۔۔۔ صفدر نے مادام جاشی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ جو سامان ڈاکٹر اسکاٹ نے طلب کیا ہے۔ وہ یہاں بلیک پاگوس میں تو مل ہی نہیں سکتا۔ اور ملنا تو ایک طرف شاید ان کے نام بھی یہاں کسی نے نہ سنے ہوں۔ مجھے خود پتہ نہ چل رہا تھا۔ عجیب عجیب سے نام تھے۔ پھر ڈاکٹر اسکاٹ نے ناراک میں کسی آدمی کو فون کر کے کہا۔ کہ وہ کوڈ لسٹ ٹیلکس کے ذریعے بھجوا رہا ہے یہ سامان وہاں سے ہر صورت میں حاصل کر کے بھجوا دیا جائے۔ چونکہ

یہ آلات قانونی طور پر تو یہاں نہ آ سکتے تھے۔ اس لیے میں نے اپنے گروپ کے ایک آدمی کو خصوصی طور پر بھیجا ہے۔ وہ وہاں سے سامان خصوصی ذرائع سے یہاں لے آئے گا"۔۔۔۔ مادام جاشی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے ڈریسنگ روم کا دروازہ کھلا اور عمران اپنی اصل شکل میں نمودار ہوا۔ اس نے اپنے حقیقی بالوں جیسی وگ، بھنویں اور پلکیں لگائی ہوئی تھیں۔ مادام جاشی نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ اور دوسرے لمحے اس کے چہرے پر پسندیدگی کے آثار نمودار ہو گئے۔ تنویر کے ہونٹ بے اختیار بھنچ سے گئے۔ لیکن وہ کچھ بولا نہیں۔

"اوہ۔ تم خواہ مخواہ کہہ رہے تھے کہ تم اس ایکریمین میک اپ میں زیادہ خوب صورت ہو"۔۔۔۔ مادام جاشی نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"سن لیا تم نے تنویر۔ اب کم از کم گواہی تو دے سکو گے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اور مادام جاشی چونک پڑی۔

"تنویر۔۔۔۔ اوہ۔ تو یہ جانسن نام بھی فرضی تھا"۔۔۔۔ مادام جاشی نے کہا۔

"ہاں۔ صرف نام ہی فرضی تھا۔ میک اپ کی طرح۔ ویسے یہ خود اصلی ہیں۔ یقین نہ آئے تو چٹکی بھر کر دیکھ لو"۔۔۔۔ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور مادام جاشی کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"مجھے بغیر چٹکی بھرے ہی یقین ہے"۔۔۔۔ مادام جاشی نے کہا۔

"اب یہ تمہاری قسمت تنویر۔ میں مزید تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم کوئی اور بات نہیں کر سکتے"۔۔۔ تنویر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چلو تم مادام جاشی کے چٹکی بھر لو۔ اور بات تو یہی ہو سکتی ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور اس بار تنویر بھی بجائے کسی خیال کے تحت مسکرا دیا۔

"یہ صفدر ہیں اور یہ کیپٹن شکیل۔ لیکن ابھی صرف اعزازی کیپٹن ہیں۔ ان کی ٹیم ابھی پیدا ہی نہیں ہوئی۔ کیونکہ ابھی یہ کنوارے ہیں"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور مادام جاشی قدرے قہقہہ لگا کر ہنس پڑی۔

"تمہارا نام علی عمران ہے۔ یہی نام لے رہے تھے وہ"۔۔۔ مادام جاشی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اگر تمہیں پسند ہو تو تم رکھ لو۔ میں جاشی رکھ لوں گا"۔۔۔ عمران نے فوراً ہی آفر کرتے ہوئے کہا۔ اور مادام جاشی ایک بار پھر ہنس پڑی۔ اس کے خوب صورت چہرے پر انجانے سے جذبوں کی کہکشاں سی چمکتی نظر آ رہی تھی۔ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ مادام جاشی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔۔۔ مادام جاشی کا لہجہ یک لخت بدل گیا تھا۔

"مادام۔ میں ٹام بول رہا ہوں۔ سامان پہنچ گیا ہے۔ اسے کہاں رکھنا ہے"۔۔۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اور

مادام جاشی نے عمران کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"یہیں منگوا لو"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور جاشی نے ٹام کو ہدایات دے کر رسیور رکھ دیا۔

"عمران صاحب۔ اس پاڈلا نے جو تفصیلات بتائی ہیں اس کے مطابق تو اس ہیڈ کوارٹر میں لاشیں ہی داخل ہو سکتی ہیں۔ آپ نے کیا پلاننگ کی ہے"۔۔۔ صفدر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"لاشوں کا مطلب لاشیں ہی ہوتا ہے۔ البتہ زندہ لاش بھی ہوتی ہے جیسے تنویر کی اس وقت حالت ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"شٹ اپ۔ اب مزید بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے"۔۔۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا بات ہے۔ تم ہر بات میں تنویر صاحب کو ٹارگٹ بنا لیتے ہو۔ حالانکہ تنویر صاحب نے تمہارے خلاف کوئی بات نہیں کی"۔۔۔ مادام جاشی نے کہا۔ اور تنویر کا چہرہ یک لخت چمک اٹھا۔

"اچھا۔ اب تنویر تمہارے لئے صاحب بن گیا۔ ٹھیک ہے۔ مادام اور صاحب کے درمیان مجھ جیسا غریب آدمی کیسے بول سکتا ہے"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور مادام جاشی یک لخت ہنس پڑی۔

"عمران صاحب۔ آپ لاشوں کے بارے میں بات کر رہے

تھے"۔۔۔۔ صفدر نے شاید موضوع بدلنے کے لئے کہا۔

"ہاں۔ میں سوچ رہا ہوں کہ اس مشن کے بعد استعفیٰ دے کر گورکن کا پیشہ اختیار کر لوں۔ گو اس کے لئے مجھے تنویر کی شاگردی اختیار کرنی پڑے گی۔ لیکن آج کل سب سے زیادہ اس پیشے میں کمائی ہے۔ مکان بنانے سے زیادہ قبر بنانے پر خرچ آتا ہے۔ اور پھر بعد میں کفن مفت میں"۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہ تمہارا آبائی پیشہ ہو گا۔ اس لئے تمہیں شاگردی کی کیا ضرورت ہے"۔۔۔۔ تنویر سے نہ رہا گیا تو وہ بول پڑا۔

لیکن اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ دروازہ کھلا اور ایک آدمی کاندھے پر ایک بڑا سا گتے کا پیکٹ اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں پیکٹ مادام جاشی کے سامنے فرش پر رکھا اور پھر جیب سے ایک تہہ شدہ کاغذ نکال کر مادام جاشی کی طرف بڑھا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم جا سکتے ہو"۔۔۔۔ مادام جاشی نے کاغذ لیتے ہوئے کہا۔ اور وہ آدمی سلام کر کے کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس آدمی کے کمرے سے باہر جانے کے بعد مادام جاشی نے وہ تہہ شدہ کاغذ اسی طرح عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے کاغذ کھول کر پڑھا۔ اور اس کے چہرے پر مسرت کے آثار ابھر آئے۔

"ویری گڈ۔ واقعی راک فیلر نے کام دکھایا ہے۔ ورنہ مجھے یقین

کہ یہ سارا سامان اتنی جلدی وہ حاصل کر لے گا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کاغذ کو تہہ کر کے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں چمک لہرانے لگی تھی۔

"کچھ ہمیں بھی بتلائیے عمران صاحب۔ کہ آپ آخر کرنا کیا چاہتے ہیں"۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"بس تم لاشوں میں تبدیل ہونے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ لیکن سمندر میں قبریں کہاں سے بنیں گی۔ چلو یہ خرچہ بھی بچا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور اس پیکٹ کو کھولنے میں مصروف ہو گیا۔ مادام جاشی کے ساتھ ساتھ عمران کے ساتھیوں کے چہروں پر بھی الجھن اور حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ کیونکہ عمران کا بار بار لاشوں کا حوالہ دینا بتا رہا تھا کہ وہ کسی انوکھے پلان پر عمل کرنا چاہتا ہے۔

"کیسی لاشیں۔ یہ تم اچانک ایسی باتیں کیوں کرنا شروع کر دیتے ہو"۔۔۔۔ مادام جاشی نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے۔ تمہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں زنانہ لاشوں کو دفن نہیں کیا کرتا۔ بے حرمتی ہوتی ہے۔ یہ کام البتہ تنویر کر سکتا ہے۔ کیوں تنویر"۔۔۔۔ عمران نے پیکٹ میں سے نیلے رنگ کا ایک ڈبہ نکال کر اس پر لکھی ہوئی عبارت کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ آخر تم نے لاشوں لاشوں کی رٹ کیوں لگا رکھی ہے"۔۔۔۔ تنویر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں عمران صاحب۔ آپ پلیز کھل کر بات کریں"۔۔۔۔ اب تک خاموش بیٹھا ہوا کیپٹن شکیل بھی بول پڑا۔

"یعنی تم تو گونگے کا گڑ کھا کر بیٹھے رہو اور مجھے کھل کر بات کرنے کا مشورہ دو۔ یہ اچھی زبردستی ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ کیپٹن شکیل مسکرا دیا۔

"دراصل ہمارے بولنے یا نہ بولنے کا کوئی فائدہ تو ہے نہیں۔ کام تو وہی ہونا ہے جو آپ نے سوچنا ہے"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"اچھا سنو۔ تین درویشو جو تھے درویش کا قصہ۔ مگر کان بند کر کے سننا کہ قصہ بڑا ہولناک ہے۔ ایک ملک ہے بڑا وسیع و عریض جس کا نام ہے زندگی۔ اور اس ملک سے دور ایک جزیرہ ہے جسے موت کا جزیرہ کہا جاتا ہے۔ درمیان میں ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے۔ اور ہم نے زندگی کی سرحد سے نکل کر موت کے جزیرے تک پہنچنا ہے۔ لیکن اب یہ جو تھا درویش کیا کر سکتا ہے کہ زندگی کی سرحد پار کرتے ہی اچھا بھلا آدمی خود بخود لاش میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ یہ تو ہے اس قصے کا پہلا باب۔ موت کے جزیرے میں جا کر یہ لاشیں کیا گل کھلاتی ہیں۔ بلکہ گل کیا کھلاتے ہیں۔ کانٹے بچھانے کہو۔ یہ وہاں پہنچ کر خود دیکھ"۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں واقعی کسی ماہر قصہ گو کی طرح بات کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب وہ لاشیں زندہ کیسے ہوں گی کہ گل کھلا

۔۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا وہ کسی حد تک عمران کی بات سمجھ چکا تھا۔

یار۔ میں نے پہلے ہی بتایا ہے کہ لاشوں کی ایک قسم ہوتی ہے۔ زندہ لاش کہا جاتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے ۔۔۔ب دیا۔

یہ تم آخر کیا باتیں کر رہے ہو۔ میرے تو کچھ پلے بھی نہیں پڑا کیا ۔۔۔ئی خصوصی کوڈ ہے"۔۔۔۔ مادام جاشی نے حیرت بھرے لہجے ۔۔۔ کہا۔

عمران صاحب کا مطلب میں بتاتا ہوں۔ انہوں نے واٹر پادر کے ہیڈکوارٹر میں داخل ہونے کی پلاننگ کی ہے۔ اور ہم لوگ وہاں زندہ ۔۔۔ شوں کی صورت میں پہنچیں گے"۔۔۔۔ صفدر نے کہا اور عمران کے ۔۔۔رے پر تحسین کے آثار ابھر آئے۔ صفدر واقعی جینئس تھا کہ اس قدر ۔۔۔ہری بات کو سمجھ گیا تھا۔

"اوہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ یہ سب بکواس ہے۔ زندہ لاشیں۔ میرے ۔۔۔ل میں عمران اب پاگل ہو گیا ہے"۔۔۔۔ تنویر نے انتہائی غصیلے ۔۔۔ہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے تمہیں اجازت ہے کہ تم ہماری واپسی تک اور اگر ۔۔۔پس نہ آ سکے تو پھر اپنی مرضی تک مادام جاشی کے پاس رہ سکتے ۔۔۔۔ اس کے بعد واپس چلے جانا"۔۔۔۔ عمران نے یک لخت انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔ میں یہاں کیوں رہوں گی۔ میں تمہارے ساتھ جاؤں گی

چاہے مجھے واقعی لاش کی صورت میں کیوں نہ جانا پڑے" ـــ مادام
جاشی نے چونک کر کہا۔
"اوہ نہیں مادام جاشی۔ ہم کہیں پکنک منانے نہیں جا رہے۔ جس
مشن پر ہم جا رہے ہیں۔ اس میں ننانوے فیصد موت اور صرف ایک فیصد
زندگی کا چانس ہے۔ اور پھر تمہارا اس سارے مسئلے سے کوئی تعلق
بھی نہیں ہے۔ تم نے یہی تعاون کم کیا ہے کہ تمہاری وجہ سے یہ سب
اتنی جلدی یہاں پہنچ گیا ہے" ـــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"عمران۔ چاہے تم بُرا مناؤ یا نہیں۔ یہ میرا فیصلہ ہے کہ میں تمہارے
ساتھ جاؤں گی ہر صورت میں ہر قیمت پر۔ اور تم شاید نہیں جانتے کہ
میں اس معاملے میں کس قدر ضدی واقع ہوئی ہوں" ـــ مادام
جاشی نے انتہائی مضبوط لہجے میں کہا۔
"لیکن تمہارے ساتھ جانے کی وجہ۔ اگر ہمیں اپنے ساتھ کسی لڑکی
کو لے جانے کی ضرورت ہوتی تو ہم اپنے ملک سے کسی کو نہ بلوا سکتے
تھے" ـــ عمران کا لہجہ پہلے سے بھی زیادہ سنجیدہ ہو گیا تھا۔
"اگر تم واضح طور پر سننا چاہتے ہو تو پھر سن لو کہ میں نے فیصلہ کر
لیا ہے کہ میں مستقل طور پر تمہارے ساتھ رہوں گی۔ یہاں بھی اور
تمہارے ملک میں بھی۔ میں اپنی اس زندگی سے تنگ آ چکی ہوں۔
لیکن مجبوراً اس میں پھنسی ہوئی تھی۔ کیونکہ مجھے اور کوئی راستہ نہ مل رہا تھا
لیکن اب تم لوگوں کے ساتھ کام کر کے اور تمہارے حوصلے، جرأت
اور بہادری دیکھ کر میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میری آئندہ زندگی جرائم
میں گزارنے کی بجائے جرائم کے خلاف جدوجہد کرتے ہوئے گزرے

…گی ـــ مادام جاشی نے بڑے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے
پر انوکھی چمک ابھر آئی تھی۔
"اچھا فیصلہ ہے۔ ہم واپسی میں تمہیں اپنے ساتھ لیتے جائیں گے"
عمران نے کہا۔
"نہیں۔ میں تمہارے ساتھ جاؤں گی یا پھر ابھی تمہارے سامنے
خودکشی کر لوں گی" ـــ مادام جاشی نے کہا۔ اور دوسرے لمحے اس
نے ریوالور نکالا اور اسے اپنی کنپٹی سے لگا لیا۔
"سوری مادام جاشی۔ میں کسی غیر متعلق آدمی کو ساتھ نہیں لے جا
سکتا۔ اس طرح ہمارا یہ مشن کسی بھی وقت خطرے میں پڑ سکتا ہے۔
اگر تم واقعی خودکشی کرنا چاہتی ہو تو یہ تمہاری اپنی مرضی ہے" ـــ عمران
کے لہجے میں انتہائی سرد مہری تھی۔
"تم ـــ تم اس قدر کٹھور اور سرد مہر بھی ہو سکتے ہو میں تصور
بھی نہ کر سکتی تھی۔ ٹھیک ہے۔ میں اپنے فیصلے پر قائم ہوں۔ بولو ساتھ
لے جاؤ گے یا نہیں" ـــ مادام جاشی نے دانت پیستے ہوئے کہا۔
"نہیں" ـــ عمران نے اسی طرح سرد مہری سے جواب دیتے
ہوئے کہا۔
اور مادام جاشی کی انگلی ٹریگر پر حرکت کرنے ہی لگی تھی کہ ساتھ بیٹھے
ہوئے تنویر نے جھپٹ کر اس کا ہاتھ کھینچ لیا۔
"کیا احمق ہو گئی ہو۔ یہ تو اسی طرح کا آدمی ہے۔ بلکہ آدمی ہی نہیں
پتھر ہے" ـــ تنویر نے کہا۔
"اگر یہ سنگدل ہے تو میرا نام بھی مادام جاشی ہے۔ میں بھی اپنے

فیصلے پر قائم ہوں۔ تم میرا ہاتھ چھوڑ دو "۔۔۔۔ مادام جاشی نے چیختے ہوئے کہا۔ اور تنویر کی گرفت میں موجود اپنا ہاتھ زبردستی چھڑانے لگی۔

" ہمارے ایشیا میں ہاتھ پکڑ کر چھڑانا بزدلی کہلاتا ہے۔ اور خاص طور پر کسی مرد کا کسی عورت کا ہاتھ پکڑنا اور پھر چھوڑ دینا وہاں تو زندگی بھر کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔ ہاتھ پکڑنے سے "۔۔۔۔ عمران نے یک لخت مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تنویر نے بے اختیار گھبراتے ہوئے مادام کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے ریوالور مادام جاشی کے ہاتھ سے چھین کر اپنے قبضے میں کر لیا تھا۔

" عمران صاحب۔ مادام جاشی کو اگر ساتھ لے لیا جائے تو آخر ہرج ہی کیا ہے "۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

" بالکل کیا ہرج ہے۔ تم خواہ مخواہ اسے موت کے گھاٹ اتارنا چاہتے ہو۔ آخر اس نے ہمارے ساتھ اتنا تعاون کیا ہے "۔۔۔۔ تنویر نے فوراً ہی صفدر کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔

" اگر تنویر صاحب اپنی ذمہ داری نبھانے کا فیصلہ کر لیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے "۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ذمہ داری۔۔۔۔ کیسی ذمہ داری "۔۔۔۔ تنویر نے چونک کر پوچھا۔

" یہی جو تم نے مادام کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سر لینے کی کوشش کی تھی " عمران نے کہا۔

" نہیں۔ میں کسی کا احسان نہیں لینا چاہتی۔ ویسے مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ تم اوپر سے جتنے نرم نظر آتے ہو اندر سے اتنے ہی سخت، گھٹور اور ظالم انسان ہو۔ تم سے اچھا تو تنویر ہے۔ جس نے مجھے ازراہِ ہمدردی

موت سے بچانے کی کوشش کی ہے۔ شکریہ تنویر۔ تم حقیقتاً ایک اچھے انسان ہو۔ میں ساری عمر تمہاری مشکور رہوں گی "۔۔۔۔ مادام جاشی نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کا لہجہ ایسے جذبات سے پُر تھا کہ تنویر بے چارے کی نظریں خود بخود جھک گئیں۔ جب کہ عمران کے چہرے پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔

" گڈ۔۔۔۔ اسے کہتے ہیں دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔ ویسے تنویر یہ ریوالور مادام کو دے دو۔ اس میں گولیاں ہی نہیں ہیں "۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کیا۔۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو تم "۔۔۔۔ مادام جاشی نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ تنویر بھی یہ بات سن کر چونک پڑا تھا۔ اس نے جلدی سے ریوالور کا چیمبر کھولا اور پھر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ چیمبر واقعی خالی تھا۔

" کیا۔۔۔۔ کیا یہ تو فل تھا۔ پھر خالی کیسے ہو گیا "۔۔۔۔ مادام جاشی کے چہرے پر بے پناہ حیرت تھی۔

" جب کوئی عورت خودکشی کی دھمکی دے تو سمجھ لو کہ ریوالور خالی ہو گا۔ یہ سیانوں کا قول ہے۔ اور تم نے اس کا عملی مظاہرہ دیکھ لیا۔ ویسے تمہارا وہ بھرا ہوا ریوالور میز کی دائیں دراز میں موجود ہے۔ تمہیں شاید یاد نہیں رہا کہ تم نے اُسے دائیں دراز میں رکھا تھا۔ یہ تو وہ ریوالور ہے۔ جس میں سے تم نے خود گولیاں نکال کر دوسرے ریوالور میں بھری تھیں۔ کیونکہ اس میں چار گولیاں کم تھیں اور اس کے اندر میں چار ہی گولیاں تھیں "۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو تمہیں معلوم تھا کہ میں اس سے خودکشی نہیں کر سکتی اس لئے تم کٹھور بنے ہوئے تھے" ـــــ مادام جاشی نے ایک بار پھر میٹھی نظروں سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اور تنویر کے چہرے کے عضلات ایک بار پھر کھنچ سے گئے۔

"میری طرف سے تمہیں اجازت ہے۔ بے شک دراز سے بھرا ہوا ریوالور نکال کر خودکشی کر لو۔ اگر کر سکتی ہو۔ ظاہر ہے اب ایسا ناممکن ہے" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیوں ناممکن ہے۔ میں ایسی ہی لڑکی ہوں" ـــــ مادام جاشی نے تیز لہجے میں کہا۔

"اس لئے کہ اب ہاتھ پکڑنے والا موجود ہے" ـــــ عمران نے کہا۔ اور اس بار صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

"ہاں۔ واقعی یہ بات تو ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تنویر مجھے مرنے نہ دے گا۔ کیوں تنویر" ـــــ مادام جاشی نے اس بار تنویر سے مخاطب ہو کر بڑے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔ اور تنویر کے لبوں پہ ہلکی سی مسکراہٹ رینگنے لگی۔

"یہ خواہ مخواہ بکواس کرتا رہتا ہے۔ میں نے تو انسانی ہمدردی کے تحت ایسا کیا ہے" ـــــ تنویر نے جھینپے ہوئے لہجے میں کہا۔

"انسانی نہیں نسوانی ہمدردی کہو۔ جس کا پورا سمندر تمہارے دل میں ہر وقت موجزن رہتا ہے" ـــــ عمران نے کہا۔ اور کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"عمران صاحب۔ آپ وہ قصہ سنا رہے تھے" ـــــ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ پہلے یہ فیصلہ ہو گا۔ کہ میں ساتھ جاؤں گی یا نہیں" ـــــ مادام جاشی نے ایک بار پھر سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تنویر سے پوچھ لو۔ اب یہ اختیار تنویر کو حاصل ہے کہ وہ تمہیں اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہے یا نہیں" ـــــ عمران نے بھی یک تخت انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آخر اس میں ہرج ہی کیا ہے۔ جاشی کوئی کمزور دل لڑکی تو نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے وہاں اس کی ضرورت پڑ جائے" ـــــ تنویر نے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے۔ جب وہ کیا کہتے ہیں وہ راضی اور قاضی والا محاورہ۔ ایک تو عین موقع پر یہ محاورے ذہن سے غائب ہو جاتے ہیں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ تم حد سے بڑھ جاتے ہو" ـــــ تنویر نے بری طرح جھینپتے ہوئے کہا۔

"شکریہ تنویر۔ تمہارا یہ احسان میں زندگی بھر نہ بھولوں گی" ـــــ مادام جاشی نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے بڑے ممنونانہ لہجے میں کہا۔ اور تنویر مسکرا دیا۔ جب کہ صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں ہی اس دلچسپ صورت حال کا بڑے بھرپور طریقے سے لطف لے رہے تھے۔

"اچھا۔ اب تو بتائیں پروگرام" ـــــ صفدر نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

"ہاں اب جب کہ مادام جاشی نے ہمارے ساتھ جانا ہے تو اب اس کے سامنے کھل کر بات کرنے میں کوئی ہرج نہیں ہے"۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اور مادام جاشی کے ہونٹ بے اختیار بھنچ گئے وہ اب سمجھی تھی کہ آخر عمران کھل کر بات کیوں نہیں کر رہا۔

"اچھا تو تم اسی لئے کھل کر بات نہ کر رہے تھے"۔۔۔ مادام جاشی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"پلیز مادام جاشی۔ آپ خاموش رہیں۔ یہ ہمارے لئے بے حد اہم مسئلہ ہے"۔۔۔ صفدر نے اس بار قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"ایک شرط پر خاموش ہو سکتی ہوں کہ آئندہ تم سب مجھے مادام جاشی کی بجائے صرف جاشی کہو گے۔ جب میں نے اس فیلڈ سے علیحدہ ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے تو پھر یہ مادام وغیرہ کا چکر کیوں رہنے دیا جائے"۔۔۔ جاشی نے کہا۔

"عمران صاحب۔ پلیز آپ بتا رہے تھے"۔۔۔ صفدر جاشی کو کوئی جواب دینے کی بجائے عمران سے دوبارہ مخاطب ہو گیا۔

"باڈلا نے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں جو تفصیلات بتائی ہیں۔ ان کے مطابق ہیڈ کوارٹر میں کسی طرح بھی داخلہ ممکن نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ باڈلا کے جسم سے آپریشن کے ذریعے میں نے جو بم نکالا ہے۔ اس نے مجھے واقعی حیران کر دیا ہے۔

وہ صرف ایک بم ہی نہیں ہے بلکہ اس میں انتہائی لانگ رینج ٹیلی ویو ریز کا ایک ایسا مکمل سسٹم بھی موجود ہے کہ طویل فاصلے سے اس کے ذریعے پورے ماحول کی نہ صرف فلم بنائی جا سکتی ہے۔ بلکہ ویڈیو ایکٹو لہروں کے ذریعے آواز بھی کیچ کی جا سکتی ہے۔ یہ واقعی ایسا جدید ترین نظام ہے کہ اس سے پہلے میری نظروں سے بھی نہیں گزرا اور میرے تصور میں بھی نہ تھا۔ بہرحال اس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں کہ واٹر پاور کے ہیڈ کوارٹر میں انتہائی جدید ترین مشینری نصب کی گئی ہے۔ ایسی مشینری جو شاید ہمارے تصور میں بھی نہ ہو اور دوسری بات یہ کہ ایسا نظام کسی انسان کے جسم میں مستقل طور پر رکھنے والے اس کی چیکنگ بھی ساتھ ساتھ رکھتے ہوں گے۔ اس لئے یقیناً گڈمین کی موت اور باڈلا کے جسم سے اس بم کی علیحدگی وغیرہ اور اس سے پہلے یا اس کے بعد کے واقعات کا علم انہیں ہو گیا ہو گا اور اب وہ ہمارے شکار کے لئے بے چینی سے منتظر ہوں گے۔

"یقیناً ایسا ہی ہو گا"۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"باڈلا نے یہ بھی بتایا ہے کہ فضا اور سمندر میں واٹر پاور کے ہیڈ کوارٹر کے چاروں طرف بیس میل کی رینج میں وہ لوگ ہیڈ کوارٹر کے اندر بیٹھ کر انتہائی مہلک میزائل اور ریز بم وغیرہ سے بڑی سے بڑی چیز کو تباہ کر سکتے ہیں۔ باڈلا سے بعد میں جو میں نے تفصیلی انٹرویو لیا تھا اس سے مجھے ہیڈ کوارٹر کے اندر موجود اسلحے کی پوری تفصیل کا علم ہوا ہے۔ کیونکہ باڈلا ہیڈ کوارٹر میں اسلحہ سٹور

کی ہی انچارج ہے۔ اس سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ ہیڈ کوارٹر میں
اوپر زمین کی طرف تو میزائل فائر کئے جاتے ہیں جب کہ سمندر کی
طرف انہوں نے ٹی ایون ریز کا باقاعدہ گائیڈڈ سسٹم ایڈجسٹ
کر رکھا ہے۔ ٹی۔ ایون ریز انتہائی خطرناک شعاعیں گردانی جاتی
ہیں۔ یہ صرف پانی کے اندر کام کرتی ہیں باہر نہیں، اور یہ انسانی
جسم کی حرارت کو اپنا ٹارگٹ بناتی ہیں۔ اس طرح کوئی انسان کسی
صورت بھی سمندر کے راستے سے ہیڈ کوارٹر کے اندر جبراً داخل
نہیں ہو سکتا۔ جنگل کی طرف سے ایک راستہ ہیڈ کوارٹر میں جانے
کا ہے۔ لیکن اس راستے سے جانا اپنے آپ کو صریحاً ہلاکت میں
ڈالنا ہے۔ کیونکہ جنگل میں جھاڑیوں کے پھیلنے کی وجہ سے راستے
کی تلاش ناممکن ہو جاتی ہے۔ پھر وہاں خوفناک درندے ہیں۔
اور آخری بات یہ کہ وہ لوگ اندر سے میزائل مار کر وہ سارا حصہ
ہی جلا کر راکھ کر سکتے ہیں۔ اس لئے میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ سمندر
کے راستے سے ہی ہیڈ کوارٹر کے اندر جانا ہے۔ اب مسئلہ ہے
ٹی۔ ایون ریز کا۔ یہ ریز انسانی جسم پہ اس طرح اثر کرتی ہیں کہ ان
سے خون کا دوران فوراً رک جاتا ہے اور انسان مر جاتا ہے۔ لیکن
بظاہر اس کے جسم پہ ان ریز کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ٹی۔ ایون ریز
کا صرف ایک ہی توڑ ہے۔ اور وہ ہے۔ چکس کھرٹی مادہ۔ یہ مادہ
خون کو جمنے نہیں دیتا۔ لیکن یہ مادہ اس قدر نایاب اور قیمتی ہے
کہ اس کا حصول بے حد مشکل تھا۔ لیکن مجھے معلوم تھا کہ ایکریمیا
کی ایک لیبارٹری میں اس پہ مزید تحقیقات ہو رہی ہیں۔ چنانچہ

میں نے اپنے آدمی کو اس کے حصول کے لئے کہا اور اس نیلے رنگ
کے پیکٹ میں یہ مادہ موجود ہے۔ اس کے انجکشن کا اثر دو گھنٹے
تک رہتا ہے۔ اگر ہم اسے اپنے جسم میں انجکٹ کر لیں تو ٹی۔ ایون
ریز کی ہلاکت خیزی سے بچ جائیں گے۔ لیکن ظاہر ہے۔ ہیڈ کوارٹر
والے ٹی۔ ایون ریز فائر کرنے کے بعد خاموش تو نہ ہو کر بیٹھ جائیں
گے۔ وہ لازماً اس کا نتیجہ بھی چیک کریں گے۔ چنانچہ میں نے انہیں
ڈاج دینے کا ایک ہی طریقہ سوچا ہے کہ جیسے ہی ریز ہمارے جسم
سے ٹکرائیں ہمارے جسم اس طرح سیدھے ہو جائیں جیسے لاش
کا جسم ہو جاتا ہے۔ یعنی ہم زندہ لاش بن جائیں۔ ظاہر ہے جب وہ
ہمیں لاشوں کی صورت میں دیکھیں گے تو لازماً مطمئن ہو جائیں
گے" ــــ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اور سب دم بخود
حالت میں بیٹھے یہ عجیب و غریب منصوبہ سن رہے تھے۔

"مگر عمران صاحب۔ اس سے ہمیں فائدہ کیا ہو گا۔ ہم لاشوں
کی صورت میں سمندر میں ہی پڑے رہیں گے۔ ہیڈ کوارٹر میں
پھر بھی داخل نہ ہو سکیں گے" ــــ صفدر نے حیرت بھرے لہجے
میں کہا۔

"تمہارا یہ سوال فطری ہے۔ دراصل بھوکے پیٹ مسلسل بول بول
کر میں تھک گیا ہوں۔ اس لئے مجبوراً خاموش ہو گیا" ــــ عمران
نے کہا تو مادام جاشی یک لخت چونک پڑی۔

"اوہ اوہ۔ ویری سوری۔ واقعی مجھے خیال نہ رہا تھا" ــــ مادام
جاشی نے انتہائی شرمندہ سے لہجے میں کہا۔ اور پھر ٹیلی فون اٹھا

کہ اس نے کھانا منگوانے کا آرڈر دے دیا۔

" چلو اب آرڈر سن کہ مجھ میں اتنی قوت آگئی ہے کہ مزید بات کر سکوں "۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب ۔ ایک تو یہ بات ہے کہ آدمی کتنی دیر تک لاش کی صورت میں رہ کر اداکاری کر سکتا ہے ۔ میرے خیال میں زیادہ سے زیادہ پانچ دس منٹ ۔ اس سے زیادہ نہیں "۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

" تمہاری بات درست ہے ۔ واقعی اس قسم کی اداکاری زیادہ دیر تک نہیں کی جا سکتی ۔ کیونکہ یہ غیر فطری سی بات ہو جاتی ہے ۔ اس لئے میں نے اس کا باقاعدہ انتظام کیا ہے ۔ میں نے لباس کے اندر لگائے جانے والا ایک ایسا آلہ منگوایا ہے جو پشت پر بندھا ہوا ہو گا ۔ اور اس کا بٹن دبتے ہی اس میں سے ایسی ریز نکلتی ہیں جو انسان کے جسم کو کسی تختے کی طرح سیدھا کر دیتی ہیں ۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ان ریز کا یہ اثر بھی ہوتا ہے کہ انسانی جسم اپنا وزن کھو دیتا ہے ۔ اس لئے وہ جتنی گہرائی میں ہو ۔ واقعی کسی لاش کی طرح اوپر سطح کی طرف اٹھتا چلا جاتا ہے ۔ یہ آلہ خصوصی طور پر ایسے سمندری علاقوں میں غوطہ خوری کے لئے بنایا گیا ہے ۔ جہاں شارک مچھلیوں کی موجودگی کا خطرہ ہو ۔ کیونکہ شارک مچھلی کی جبلت ہے کہ وہ حرکت کرتی ہوئی چیز پر جھپٹتی ہے ۔ اور شارک مچھلیوں کے درمیان اگر کوئی غوطہ خور پھنس جائے تو پھر اس کا زندہ بچ نکلنا محال ہو جاتا ہے ۔ اس کی زندگی بچانے کے لئے یہ آلہ ایجاد کیا گیا ہے ۔ اس آلے

کا نام ڈیتھ شو رکھا گیا ہے ۔ یہ انسان کی حالت اس طرح بنا دیتا ہے کہ جیسے وہ واقعی لاش ہو ۔ اس طرح شارک مچھلیاں اس پر حملہ بھی نہیں کرتیں ۔ اور وزن ختم ہو جانے کی وجہ سے اس کا جسم بھی تیزی سے خود بخود سطح کی طرف اٹھنے لگ جاتا ہے ۔ اس طرح ڈیتھ شو کی وجہ سے ان کی جان بچ جاتی ہے ۔ چنانچہ یہ ڈیتھ شو بھی میں نے منگوائے ہیں ۔ اس لئے اداکاری والا مسئلہ بھی ختم ہو گیا "۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" چلو یہ تو مسئلہ حل ہو گیا ۔ لیکن ہیڈ کوارٹر کے اندر کیسے جائیں گے ہم "۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

" اس مقصد کے لئے تو میں نے اپنا اور تم سب کا میک اپ صاف کرا دیا ہے ۔ کیونکہ تمہیں نہیں تو کم از کم وہ مجھے ضرور پہچانتے ہوں گے ۔ اور مجھے معلوم ہے کہ میری موت کا یقین یہودیوں کو صرف اس صورت میں آ سکتا ہے جب میری لاش ان کو دکھائی جائے اس لئے لازماً کرنل کا ٹمر لاشوں کو ہیڈ کوارٹر میں منگوائے گا ۔ تاکہ وہ مجھے حنوط کر کے یہودیوں کے میوزیم میں رکھ سکیں ۔ اور ظاہر ہے ۔ جب میری لاش جائے گی تو باقی لاشیں بھی ساتھ جائیں گی ۔ ویسے کسی بھی امکانی صورت سے بچنے کے لئے ہماری لاشیں ایک ہی کے ساتھ بندھی ہوئی ہوں گی ۔ اور جب ہم ہیڈ کوارٹر میں پہنچ جائیں گے تو پھر ہرچہ بادا باد "۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" اوہ ۔ بہت ہی عجیب اور انتہائی خطرناک پلاننگ ہے ۔ کم از کم میں تو سوچ بھی نہ سکتی تھی کہ ایسی پلاننگ بھی بنائی جا سکتی ہے "

مادام جاشی نے بے اختیار جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب - ایک بات میرے ذہن میں آئی ہے آپ
کے کہنے کے مطابق ہیڈ کوارٹر میں ایسی مشینری نصب ہے جو
انتہائی جدید ترین ہے تو ہو سکتا ہے کہ انہیں کبھی اس ڈیتھ شو
کا علم ہو یا چکس تھرٹی مادہ کو وہ بھی جانتے ہوں - اس صورت
وہ ٹی - ایلون ریز کی بجائے کوئی خوف ناک میزائل بھی فائر کر سکے
ہیں اس طرح تو ہمارے جسموں کے پرخچے اڑ جائیں گے" ـــــــ
کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں ایسا ہو تو سکتا ہے - لیکن باڈلا کے مطابق چونکہ ہیڈ کو
کا راستہ سمندر کے اندر موجود ہے - اس لئے انہوں نے
سمندر میں ٹی - ایلون ریز ایڈجسٹ کر رکھی ہیں - اوپر سطح پر موجود
کوئی بھی چیز ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی - اس لئے ہم وہاں تک
لانچ پر جائیں گے اور پھر پانی کے اندر چلے جائیں گے - اس
طرح میزائل والا خطرہ تو کسی حد تک ختم ہو جاتا ہے" ـــــــ عمران
نے جواب دیا۔

" ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ جب ہماری لاشیں ہیڈ کوارٹر
میں لے جائیں تو اصل ہیڈ کوارٹر میں لے جانے سے پہلے وہ
باقاعدہ خود یا کسی مشین کے ذریعے اس بات کی تصدیق کریں کہ
کیا واقعی ہم زندہ ہیں یا مردہ " ـــــــ تنویر نے کہا۔

" اوہ - جاشی کا ہاتھ پکڑتے ہی تمہارے اندر عقل کے جراثیم
بھی داخل ہو گئے ہیں - ویری گڈ - واقعی ایسا ہو سکتا ہے - اگر تو

انہوں نے کسی مشین کے ذریعے چیکنگ کی تو پھر تو ان کی چیکنگ
ناکام رہے گی - کیونکہ چکس تھرٹی مادہ جب خون میں موجود ہو اور
اس پر ٹی - ایلون ریز فائر ہو جائیں تو بظاہر انسانی جسم سکتے کی سی
کیفیت میں محسوس ہوتا ہے - اور یہ ایسی کیفیت ہے جسے مشین
ڈیتھ کی صورت میں ہی لیتی ہے - لیکن اگر انہوں نے خود چیکنگ
کی تو ظاہر ہے پہلے وہ ہمارے جسم پر موجود غوطہ خوری کا لباس
اتاریں گے پھر چیکنگ کریں گے - تو جب وہ مردوں کا کفن خود ہی
پھاڑ دیں گے تو مردوں کو کفن پھاڑ کر بولنے میرا مطلب ہے ان
پر حملہ کرنے سے کون روک سکتا ہے" ـــــــ عمران نے کہا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

" مادام ـــــــ کھانا لگوا دیا گیا ہے" ـــــــ نوجوان نے مؤدبانہ
لہجے میں کہا۔

" او - کے ـــــــ آؤ - اب باقی باتیں کھانے کی میز پر ہوں گی"
مادام نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" جب کھانا سامنے ہو اور بھوک بھی لگی ہوئی ہو تو پھر کس کافر
کا دل چاہتا ہے باتیں کرنے کو - اور ویسے بھی اب باتوں کا
پیریڈ ختم ہو گیا ہے اور کام کا شروع" ـــــــ عمران نے
مسکرا کر کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

" صرف یہ بتا دو کہ یہ سارا انتظام تم نے صرف اپنے لئے کیا ہے
یا اس میں میرا انتظام بھی شامل ہے" ـــــــ مادام جاشی نے
سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مجھے بعض اوقات الہام بھی ہونے لگتا ہے۔ اس لئے مجھے پہلے سے معلوم تھا کہ آخر تنویر نے تمہاری کلائی پکڑنی ہی ہے۔ اس لئے میں نے پانچ کے حساب سے ہی سارا سامان منگوایا ہے۔"

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور مادام جاشی کے چہرے پر مسرت کی لہر سی دوڑ گئی۔

"یہ میری زندگی کے واقعی شاندار لمحات ہوں گے جب میں تم جیسے ذہین اور دلیر آدمیوں کے ساتھ کام کروں گی" مادام نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

کرنل کاٹرڈ اپنے دفتر میں موجود کرسی پر جا کر اس طرح بیٹھ گیا۔ جیسے کوئی فاتح نئی تسخیر شدہ مملکت میں دربار لگا کر بیٹھتا ہے۔

"ابھی یہ خبر پوری دنیا کے یہودیوں میں پھیل جائے گی کہ داٹر پاور کے چیف کرنل کاٹرڈ نے ان کے بدترین دشمن کا خاتمہ کر دیا ہے۔ ہا ــــ ہا ــــ اب کرنل کاٹرڈ پوری دنیا کے یہودیوں کا ہیرو بن چکا ہے" ــــ کرنل کاٹرڈ نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے سامنے رکھے ہوئے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور ایک بٹن دبا دیا۔

"یس باس" ــــ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"جیمی ــــ فوراً ہیڈ مین سر لارنس سے ٹرانسمیٹر پہ میری

بات کراؤ۔ فوراً" ــــ کرنل کاٹرد نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور کرنل کاٹرد نے ریسیور رکھ دیا۔ اور پھر میز کی دراز کھول کر اس میں رکھا ہوا ایک چھوٹا سا ٹرانسسٹر نما ٹرانسمیٹر نکال کر اُسے میز کے اوپر رکھ دیا۔ اسس کا دل واقعی بلیوں اچھل رہا تھا۔ اس کا بس نہ چل رہا تھا کہ ایک لمحہ بھی نہ گزرے اور وہ اپنے اس تاریخی اور یادگار کارنامے کی روئیداد سر لارنس کے کانوں تک پہنچا دے۔ لیکن ظاہر ہے ٹرانسمیٹر کال ملنے میں کچھ وقت تو بہرحال لگنا ہی تھا۔

تھوڑی دیر بعد ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آواز نکلنے لگی۔ اور اسس پر موجود ایک چھوٹا سا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ کرنل کاٹرد خاموش بیٹھا رہا۔ پھر جلتا بجھتا بلب ایک جھٹکے سے مسلسل جلنے لگا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آواز کی بجائے ایک انسانی آواز برآمد ہوئی۔ لہجہ بے حد تحکمانہ اور بھاری سا تھا۔

"ہیلو ــــ لارنس اٹنڈنگ اوور" ــــ بولنے والے نے کہا۔ یہ سر لارنس تھے۔ واٹر یارڈ کے بورڈ آف ڈائریکٹران کے چیئرمین۔ اور انہی کی وجہ سے کرنل کاٹرد واٹر یارڈ کا چیف بنا تھا۔ سر لارنس ایکریمین یہودی تھا اور ایکریمیا کے دولت مند یہودیوں میں ان کا نمبر سب سے پہلا تھا۔ دولت مند ہونے کے ساتھ ساتھ وہ مسلمانوں کے انتہائی کٹر مخالف تھے۔ لیکن ٹانگوں سے معذور ہونے کی وجہ سے وہ خود تو مسلمانوں کے خلاف حرکت

ں نہ آ سکتے تھے۔ لیکن ان کا ذہن ہمیشہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے تے کے بارے میں نئی نئی پلاننگ بنانے میں مصروف رہتا تھا۔ ر ان منصوبوں پر وہ بے دریغ دولت بھی خرچ کرتے تھے۔ گریٹ ل کے منصوبے کے لئے ملنے والے عطیات میں ان کا عطیہ ب پر بھاری تھا بلکہ ایک لحاظ سے دیکھا جائے تو واٹر یارڈ نظیم کی پلاننگ اور پھر اسس کے قیام میں بھی سب سے زیادہ ہی کا ہاتھ تھا۔ پوری دنیا کے دولت مند یہودیوں کے ساتھ ہی کے گہرے تعلقات تھے۔ حتیٰ کہ یہاں تک کہا جاتا تھا کہ سرائیلی ریاست کے قیام میں بھی ان کی کوششوں کا بڑا دخل تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اسرائیل کا صدر، وزیراعظم اور تمام اعلیٰ حکام ان کی بے حد عزت کرتے تھے۔

"سر ــــ میں کرنل کاٹرد بول رہا ہوں۔ واٹر یارڈ ہیڈ کوارٹر سے اوور" ــــ کرنل کاٹرد نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ کرنل کاٹرد۔ تم نے اب تک کوئی رپورٹ ہی نہیں دی ان بدمعاشوں کے متعلق۔ حالانکہ تم نے دعویٰ کیا تھا کہ تم جلد از جلد ان کا خاتمہ کر دو گے اوور" ــــ سر لارنس نے گمبھیر لہجے میں کہا۔

"سر یہی رپورٹ دینے کے لئے تو میں نے کال کی ہے اوور" کرنل کاٹرد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا ــــ کیا رپورٹ ہے اوور" ــــ سر لارنس نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"سر۔ عظیم کامیابی۔ گریٹ وکٹری اوور"۔۔۔ کرنل کاٹرڈ نے
بے اختیار ہوتے ہوئے قدرے چیخ کر کہا۔
"اس سابقہ چیف نے بھی گریٹ بال مشن کو گریٹ وکٹری
کا ہی نام دے رکھا تھا۔ لیکن پھر اس گریٹ وکٹری کا کیا حشر ہوا
کیا تم بھی ایسی ہی گریٹ وکٹری کی رپورٹ دینا چاہتے ہو اوور"
سر لارنس نے قدرے ناخوشگوار سے لہجے میں کہا۔
"اوہ نہیں سر۔ یہ واقعی گریٹ وکٹری رپورٹ ہے۔ وہ علی
عمران اپنے ساتھیوں سمیت لاشوں کی صورت میں میرے سامنے
پڑے ہوئے ہیں اوور"۔۔۔ کرنل کاٹرڈ نے کہا۔
"کیا۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو۔ تمہارے سامنے پڑے ہیں لاشوں
کی صورت میں۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ ہیڈ کوارٹر میں داخل
ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے اوور"۔۔۔ سر لارنس نے
چیختے ہوئے پوچھا۔
"جی نہیں سر۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ وہ زندہ ہیڈ کوارٹر
میں داخل ہو ہی نہیں سکتے تھے۔ البتہ ان کی لاشیں ثبوت کے
طور پر ہیڈ کوارٹر میں منگوا لی گئی ہیں۔ ظاہر ہے لاشوں سے تو
ہیڈ کوارٹر کو کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا۔ پھر مجھے معلوم تھا کہ اس
علی عمران کی موت پر یقین اس کی لاش دیکھے بغیر کوئی نہ کرے
گا اوور"۔۔۔ کرنل کاٹرڈ نے کہا۔
"اوہ۔ پھر تو واقعی یہ گریٹ وکٹری ہے۔ لیکن مجھے تفصیل بتاؤ
واقعی مجھے تمہاری بات پر یقین نہیں آ رہا اوور"۔۔۔ سر لارنس

نے تیز لہجے میں کہا۔
"سر۔ آپ یقین کریں میں درست کہہ رہا ہوں۔ اس کی لاش میری
نظروں کے سامنے پڑی ہوئی ہے اور میں نے چیک کر لیا ہے۔ وہ
واقعی علی عمران ہے اور مردہ ہے اوور"۔ کرنل کاٹرڈ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔
"اچھا تفصیل بتاؤ کرنل کاٹرڈ۔ پوری تفصیل بتاؤ اوور"۔۔۔ سر لارنس
نے کہا۔ اور کرنل کاٹرڈ نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی آمد کا پتہ
چلنے سے لے کر گڈمین کی موت اور پھر پاڈلا کے آپریشن سمیت آخر
میں ان پر ٹی۔ الیون ریز کا فائر اور پھر ان کی لاشوں کی کمپیوٹر تصدیق
تک پوری تفصیل سنا دی۔
"تو کمپیوٹر نے بھی ان کی موت کی تصدیق کر دی۔ اوہ ویری گڈ۔ یہ
تو تم نے واقعی ایک عظیم کارنامہ سر انجام دیا ہے۔ اور پوری دنیا
کے یہودیوں کا سر فخر سے بلند کر دیا ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور
خصوصاً یہی علی عمران ہی پوری دنیا کے مسلمانوں کے لئے ڈھال بنے
ہوئے تھے۔ اب ہم یہودی آسانی سے ان مسلمانوں کا خاتمہ کر لیں
گے۔ ویری گڈ۔ میں اس عمران کی لاش کی باقاعدہ نمائش کراؤں گا
میں دنیا والوں کو بتا دوں گا کہ آخری فتح یہودیوں کی ہی ہے اوور"۔۔۔
سر لارنس نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔
"سر لارنس۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں
کی لاشوں کو باقاعدہ حنوط کر دیا جائے۔ تاکہ یہ طویل عرصے کے لئے
مسلمانوں کے لئے عبرت کا نمونہ بنی رہیں اوور"۔۔۔ کرنل کاٹرڈ نے
کہا۔

" اوہ۔ ویری گڈ آئیڈیا۔ ویری گڈ آئیڈیا۔ اس طرح ان کی لاشیں خراب نہیں ہوں گی۔ ٹھیک ہے ۔میں خود حنوط کرنے والے ماہرین کو لے کر تمہارے ہیڈ کوارٹر پہنچ جاتا ہوں ۔تاکہ انہیں حنوط کر کے اپنے ساتھ لے جاؤں اور پھر ان کی ورلڈ ٹی۔ وی چینل پہ نمائش کی جائے اوور" ـــــــ سر لارنس نے کہا۔

" جناب میرا خیال ہے ان کی لاشوں کو حنوط کر کے اسرائیل کے قومی میوزیم میں رکھ دیا جائے اوور" ـــــــ کرنل کاٹرد نے کہا۔

" میوزیم میں نہیں۔ ان کی لاشیں اسرائیل کے بڑے چوک پر پھانسی پہ لٹکائی جائیں گی اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے وہاں لٹکی رہیں گی۔ تاکہ یہودی ان کی لاشوں پہ تھوکتے رہیں ۔اور سنو۔ تمہیں بھی یہودیوں کی طرف سے اسرائیل میں ہی اس کارنامہ پہ تمغہ یہوداہ دیا جائے گا۔ وہ تمغہ جو آج تک کسی کو نہیں ملا اوور" ـــــــ سر لارنس نے کہا۔ اور کرنل کاٹرد کا چہرہ فرطِ مسرت سے کھِل اٹھا۔

" اوہ اوہ سر۔ یہ میرے لئے سب سے بڑا اعزاز ہے اوور" کرنل کاٹرد نے مسرت کے شدید جذبے سے مغلوب ہوتے ہوئے کہا۔

" تم نے کام ہی ایسا کیا ہے ۔بہرحال میں ابھی حنوط کرنے والے ماہرین سے رابطہ قائم کر کے سپیشل فلائٹ پر تمہارے ہیڈ کوارٹر پہنچ رہا ہوں۔ زیادہ سے زیادہ مجھے وہاں آنے تک چار گھنٹے لگیں گے ۔لیکن تمہارے ہیڈ کوارٹر میں مجھے کس طرح داخل ہونا ہو گا۔ اس کے متعلق تفصیل تم بتاؤ گے اوور" ـــــــ سر لارنس نے کہا۔

" آپ بلیک پاگوس پہنچنے سے پہلے مجھے ہیڈ کوارٹر کی فریکونسی پہ کال کریں گے ۔میں خصوصی لانچ ساحل پر بھجوا دوں گا جو آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو لے کر آ جائے گی اوور" ـــــــ کرنل کاٹرد نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔میں کال کر لوں گا۔ اوور اینڈ آل" ـــــــ سر لارنس نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا ۔کرنل کاٹرد نے ہاتھ اٹھا کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر اُسے واپس دراز میں رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اب وہ خود جا کر فرسٹ ہال میں رکھی ہوئی ان کی لاشوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا تھا۔

عمران اور اس کے ساتھی اور مادام جاشی لانچ پر غوطہ خوری کا لباس پہنے بیٹھے ہوئے تھے۔ لانچ کا انتظام مادام جاشی نے کر دیا تھا۔ اس وقت وہ ہر لحاظ سے تیار ہو کر بیٹھے تھے۔ ان کے لباس کے اندر پشت پر ڈیتھ شو بھی بندھا ہوا تھا۔ جس کے آن کرنے کا بٹن ان کی ہتھیلی کے اندر رکھا گیا تھا۔ جکس تھرٹی مادہ کے انجکشن عمران نے سب کو لگا دیئے تھے اور آخر میں اس نے خود بھی یہ انجکشن لگا لیا تھا۔ عمران نے ہیڈ کوارٹر کی مشینری کو جام کرنے کی غرض سے ناراک سے مخصوص ہتھیار بھی منگوایا تھا۔ مخصوص ہتھیار چھوٹے سے پستول کی مانند تھا۔ اس کے اندر ایسی ریز تھیں جو فائر ہوتے ہی اٹیمک بیٹریوں سے چلنے والی مشینری کو جام کر دیتی تھیں۔ اس ہتھیار کے علاوہ عمران نے اپنے پاس کسی قسم کا کوئی اسلحہ نہ رکھا تھا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے۔ ہیڈ کوارٹر میں لے جانے سے پہلے ان کے ہتھیار وغیرہ چیک کئے

جاتیں۔ ویسے اُسے عام سے اسلحے کی اتنی پرواہ بھی نہ تھی کیونکہ اُسے یقین تھا کہ عام سے ہتھیار تو وہ دوسروں سے بھی چھین سکتا ہے۔ صرف اُسے فکر اٹیمک وائرنگ مشینری کی تھی۔ کیونکہ وہ ان کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتی تھی۔ پاڈلا نے ویسے اُسے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ ہیڈ کوارٹر کی تمام اہم مشینیں بڑی بڑی اٹیمک بیٹریوں سے ہی چلتی ہیں۔ اس لئے اس نے یہ مخصوص ہتھیار خاص طور پر منگوایا تھا۔

"اگر ہماری پلاننگ فیل ہو گئی تو"۔۔۔۔ تنویر نے اچانک پوچھا۔

"حساب کتاب ہی تو دینا ہے۔ پاکیشیا میں جا کر باس کو دینے کی بجائے منکر نکیر کو دے دینا۔ ویسے تمہارا باس بھی تو منکر نکیر سے کم نہیں ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور صفدر اور کیپٹن شکیل ہنس پڑے۔

"اچھا تو تمہارا ابھی کوئی باس ہے"۔۔۔۔ پاس بیٹھی ہوئی مادام جاشی باس کا نام سن کر چونک پڑی۔

"باس کے بغیر کام کیسے چل سکتا ہے مادام جاشی۔ اب دیکھو تنویر ہم سب کا باس ہے اور ہو سکتا ہے کل تم تنویر کی باس بن جاؤ۔ فی الحال تو امید پر دنیا قائم ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ تم بنا لو اسے اپنا باس"۔۔۔۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔ یہ تم نے کیا جھگڑا شروع کر دیا۔ میں کیسے باس بنا سکتی ہوں"۔۔۔۔ مادام جاشی اور زیادہ حیران ہو کر بولی۔

"کیوں نہیں بن سکتیں باس ۔ بیگم اور باس ایک ہی سکے کے دو
رخ ہوتے ہیں ۔ دونوں ہی بے سے شروع ہوتے ہیں ۔ اور شوہر تو
بے چارہ ہی رہ جاتا ہے" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ اور
مادام جاشی کھلکھلا کر ہنس پڑی ۔ اس کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی
"اگر ایسی بات ہے تو میں باس بننے کے لئے تیار ہوں لیکن صرف
تنویر کی ۔ کیونکہ تنویر نے میرے ساتھ ہمدردی کر کے میرا دل جیت
لیا ہے ۔ یہ بات درست ہے کہ پہلے پہلے میرے دل میں تمہارے
لئے دلچسپی کے جذبات موجود تھے ۔ لیکن تم نے جس کٹھور پن اور
سنگ دلی کا مظاہرہ کیا ہے ۔ اس سے میرا دل تمہاری طرف سے
کھٹا ہو گیا ہے" ۔۔۔۔ مادام جاشی نے بڑے بے باکانہ لہجے میں
کہا ۔

" تو بھئی مبارک ہو ۔ کم از کم تنویر تو باس والا ہو گیا ۔ ارے
ہاں ۔ جس کا باس اس قدر خوب صورت ہو ۔ اس کا سپر
باس تو یقیناً نورٌ علیٰ نور ہی ہو گا ۔ کیوں تنویر" ۔۔۔۔ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ اور تنویر کا مادام جاشی کی اس
طرح بے باکانہ گفتگو سن کر واقعی شرم سے چہرہ سرخ پڑ
گیا تھا ۔

"بکواس مت کرو ۔ ہم انتہائی اہم مشن پر جا رہے ہیں اور تمہیں
مذاق سوجھ رہا ہے" ۔۔۔۔ تنویر نے اس بار جھینپے ہوئے لہجے میں کہا

" ارے کمال ہے ۔ تم مرد ہو کر شرما رہے ہو ۔ واقعی مشرق
حیرت انگیز ملک ہے ۔ جہاں کے مرد بھی شرماتے ہیں" ۔۔۔۔ مادام

جاشی نے تنویر کی شکل دیکھتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔
وہ جس ماحول میں پلی بڑھی تھی وہاں تو ان معاملات میں عورتیں اور مرد
اپنے جذبات کا واقعی اس طرح انتہائی بے تکلفانہ انداز میں اظہار کر
دیتے تھے ۔ اور وہاں اسے معیوب بھی نہ سمجھا جاتا تھا ۔ لیکن ظاہر ہے
تنویر کے لئے کسی عورت کا اس طرح بے باکانہ اس کے متعلق جذبات
کا اظہار واقعی شرم والی بات تھی ۔ وہ کچھ بھی ہو ۔ بہر حال اس کی
رگوں میں مشرقی خون دوڑ رہا تھا ۔

" مادام جاشی ۔ میں ایسی باتیں پسند نہیں کرتا ۔ اس لئے پلیز آپ
ایسی باتیں نہ کیا کریں" ۔۔۔۔ تنویر نے آخر کار مادام جاشی سے کہہ
ہی دیا ۔

" کیا مطلب ۔۔۔۔ کیا تم مجھ سے شادی نہیں کرنا چاہتے ۔ کیا
کمی ہے مجھ میں ۔ کیا میں بدصورت ہوں ۔ بوڑھی ہوں ۔ کلچرڈ نہیں
ہوں ۔ بتاؤ کیا کمی ہے مجھ میں ۔ تم نے یہ بات کہہ کر میری توہین کر
دی ہے" ۔۔۔۔ مادام جاشی کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اسے شدید غصہ
آ گیا تھا ۔

" مادام جاشی ۔ آپ کا غصے میں آنا بے جا ہے ۔ کیونکہ ہمارے
مشرق میں کوئی عورت بھی اس طرح بے باکانہ انداز میں اپنی شادی
کے بارے میں بات نہیں کرتی ۔ تنویر نے آپ کو درست جواب دیا
ہے ۔ آپ براہ کرم اگر ہمارے ساتھ اور کچھ عرصہ رہنا چاہتی ہیں
تو آپ کو مشرقی اخلاق اور آداب کا خیال رکھنا پڑے گا" ۔۔۔۔ اس
بار صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے۔ آئی۔ ایم۔ سوری" ——— مادام جاشی نے سر ملاتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ اب نارمل ہو رہا تھا لیکن وہ اب بھی کن انکھیوں سے تنویر کو دیکھ رہی تھی۔ جو اب منہ دوسری طرف کئے بیٹھا تھا۔

"اگر مادام جاشی یہی بات میرے متعلق کرتیں تو میں اب تک شرم کے مارے سمندر میں کود چکا ہوتا۔ تنویر تو پھر ڈھیٹ بنا بیٹھا ہوا ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے تنویر کو اور زیادہ چڑانے کے لئے کہا۔

"دیکھو۔ تم ہمارے معاملے میں مت بولو۔ یہ میرا اور تنویر کا آپس کا معاملہ ہے۔ میں جانوں اور تنویر جانے۔ یہ ٹھیک ہے کہ مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ مشرق میں ایسی بات کو آداب کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے میں نے یہاں کے ماحول کے مطابق بات کر دی۔ لیکن آئندہ میں خیال رکھوں گی۔ لیکن اس کے باوجود تمہیں اس معاملے میں بولنے کا کوئی حق نہیں ہے" ——— مادام جاشی نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیوں حق نہیں ہے۔ میں نے ہی تو آخر تنویر کا شہ بالا بننا ہے۔ اور شہ بالا کو ہر قسم کا حق حاصل ہوتا ہے" ——— عمران نے کہا۔

"شہ بالا ——— وہ کیا ہوتا ہے۔ کیا مشرق میں شادی شرکت کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ یہ کیسا اخلاق ہے" ——— مادام جاشی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم اس کی بکواس پر مت کان دھرو۔ اس کا مقصد ہی تمہیں غصہ دلانا ہوتا ہے" ——— تنویر سے نہ رہا گیا تو وہ بول ہی پڑا۔

"ارے واہ۔ تو دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی ہے۔ اگر ایسا ہے تو ٹھیک ہے۔ تم دونوں یہیں سے واپس چلے جاؤ۔ ورنہ ایسا نہ ہو کہ واٹر باور میرا مطلب ہے طاقتور پانی اس آگ کو کہیں بجھا ہی نہ دے۔ اور بعد میں ہمیں آگ جلانے کے لئے پھونکیں مارنی پڑ جائیں" ——— عمران نے کہا۔ اور صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔ جب کہ تنویر اور مادام جاشی دونوں ہی بے اختیار مسکرا دیئے۔

عمران نے کلائی میں بندھی ہوئی گھڑی دیکھی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ کیپٹن شکیل۔ رفتار آہستہ کر دو۔ ان کی رینج قریب ہے" عمران نے سٹیرنگ پر موجود کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا اور رینج قریب کا سن کر سب چوکنا ہو کر بیٹھ گئے۔ کیونکہ انہیں پوری طرح احساس تھا کہ اب موت زندگی کا کھیل شروع ہونے ہی والا ہے۔ کیپٹن شکیل نے رفتار کم کر دی۔ عمران کی نظریں گھڑی پر جمی ہوئی تھیں۔

"ٹھیک ہے۔ اب لانچ روک دو" ——— عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن شکیل نے انجن بند کر کے لانچ کو بالکل ہی آہستہ کر کے روک دیا۔

"او۔ کے ساتھیو۔ یہاں سے زندگی کی سرحد ختم ہو رہی ہے۔ اور اس کے بعد کیا ہوتا ہے یہ مستقبل بتائے گا۔ لیکن ایک بات

بتا دوں کہ تم میں سے کسی کی معمولی سی کوتاہی بھی ہم سب کے لئے
موت کا پھندہ بن جائے گی۔ اس لئے ہر آدمی نے ہر لحاظ سے
محتاط رہنا ہے۔ خاص طور پر میں مادام جاشی سے کہہ رہا ہوں کہ
وہ ہر قسم کے جذباتی اقدام سے باز رہے۔ چلو ہیلمٹ ایڈجسٹ
کرو اور پھر پانی میں کود جاؤ"۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے
میں کہا۔ اور پھر ہیلمٹ ایڈجسٹ کر کے اس نے سب سے پہلے
سمندر میں چھلانگ لگا دی۔ چونکہ ان سب کے جسم نائیلون کی
ایک رسی سے بندھے ہوئے تھے۔ اس لئے فوراً ہی یکے بعد
دیگرے وہ سب سمندر میں کود گئے۔

عمران سب سے آگے تھا۔ اور وہ سب عمران کی رہنمائی میں
نیچے گہرائی کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ کافی گہرائی میں پہنچ
کر عمران نے اپنا رخ بدلا اور پھر وہ آگے کی طرف بڑھنے لگا۔
باقی ساتھی بھی اس کے پیچھے ہی آگے بڑھنے لگے۔ چونکہ ان کے
سروں پر موجود ہیلمٹ کے اندر ایسے آلات لگے ہوئے تھے جو
پانی سے آکسیجن کشید کر کے انہیں پہنچا رہے تھے۔ اس لئے انہیں
علیحدہ سلنڈر اٹھانے کی ضرورت نہ تھی۔ آپس میں گفتگو کرنے
کے لئے ٹرانسمیٹر سسٹم بھی موجود تھا۔

"ہوشیار رہو۔ اور ڈیتھ شو کا بٹن دبانے کے لئے ہر لمحے تیار
رہنا"۔۔۔۔ عمران نے بات کرتے ہوئے کہا۔ اور اس کی آواز
سب تک پہنچ گئی۔ ابھی انہیں تیرتے ہوئے کچھ ہی دیر ہوئی
تھی کہ یک لخت دور سے پانی میں سے سیاہ رنگ کی ایک لکیر
ابھرتی ہوئی ان کی طرف آتی دکھائی دی۔

"ہوشیار۔ ٹی۔ الیون ریز فائر ہو گئی ہیں۔ جیسے ہی یہ ہمارے جسموں
سے ٹکرائے گی ہم نے ڈیتھ شو کو آن کر دینا ہے"۔۔۔۔ عمران نے
چیخ کر کہا۔ اور ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا۔ کہ وہ سیاہ لکیر ان
کے جسموں سے آ کر ٹکرائی اور سیاہ رنگ کا دھواں سا ان سب
کے گرد پھیل گیا۔ عمران نے فوراً ہی ڈیتھ شو کا بٹن آن کر دیا۔ دوسرے
لمحے اس کا جسم کسی لاش کی طرح اکڑتا چلا گیا۔ ایک لمحے بعد
جب وہ سیاہی ختم ہوئی تو اس کا جسم واقعی کسی لاش کی طرح تیزی
سے اوپر سطح کی طرف اٹھتا چلا جا رہا تھا۔ عمران کا ذہن پوری طرح
بیدار تھا۔ لیکن اب اسے سانس لینے میں قدرے تکلیف سی
محسوس ہو رہی تھی۔ لیکن جیسے ہی اس کا جسم پانی کی سطح پر پہنچا۔ یہ
تکلیف ختم ہو گئی۔ عمران چونکہ مڑ نہ سکتا تھا۔ اس لئے وہ اپنے
ساتھیوں کو بہرحال نہ دیکھ سکتا تھا۔ لیکن اسے یقین تھا کہ اس کے
ساتھی بھی اسی طرح لاشوں کی صورت میں اس کے ارد گرد ہی تیر رہے
ہوں گے۔ چونکہ ٹی۔ الیون ریز کے ٹکرانے کے بعد وہ معمولی سی
حرکت بھی اپنی مرضی سے نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے مجبوراً خاموش
پڑا رہا۔ ابھی سطح سمندر پر لاش کی صورت میں تیرتے ہوئے
تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ یک لخت اسے آسمان سے ایک باریک
سا جال اپنے گرد گرتا دکھائی دیا اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم
انتہائی تیز رفتاری سے اس طرف کو کھنچتا چلا گیا جدھر وہ جا رہے
تھے۔ تھوڑی ہی دیر بعد اس کا جسم پانی سے بھرے ہوئے ایک

تالاب نما جگہ پر پہنچ کر رک گیا۔ اس تالاب کے ارد گرد اونچی چٹانی دیواریں سی تھیں۔ جال اب غائب ہو چکا تھا۔ چند لمحوں بعد اس نے ایک انسانی ہاتھ سائیڈ سے اپنی طرف بڑھتے دیکھا۔ پھر کسی نے اُسے پہلے دائیں طرف کو گھسیٹا اور پھر اُسے ایک جھٹکے سے اٹھا کر ایک لمبی سی ٹرالی میں پشت کے بل لٹا دیا۔ اس کے فوراً بعد اس کے اوپر کسی اور کا جسم رکھ دیا گیا اور پھر یہ ڈھیر بڑھتا ہی گیا۔ اور عمران سب سے نیچے دب گیا۔ دوسرے لمحے ٹرالی تیزی سے حرکت میں آ گئی۔ اب عمران نیچے دب جانے کی وجہ سے کچھ دیکھ تو نہ سکتا تھا۔ لیکن ٹرالی کی حرکت اُسے محسوس ہو رہی تھی۔ چند لمحوں بعد ٹرالی رک گئی۔ اور تھوڑی دیر بعد عمران کے اوپر موجود اس کے ساتھیوں کے جسموں کو اٹھا لیا گیا۔ اس کے بعد ایک آدمی نے اُسے بھی اٹھا کر پختہ فرش پر لٹا دیا۔ اس کمرے کی دیواریں سیاہ رنگ کی تھیں۔ اور چھت سے ایک ٹیوب لٹکی ہوئی تھی۔ جو روشن تھی۔ کچھ دیر گزرنے کے بعد عمران کو دوبارہ فرش سے اٹھایا گیا۔ اور ایک سٹریچر پر لٹا دیا گیا۔ اس کے بعد اس کے سر سے ہیلمٹ ہٹا لیا گیا۔ عمران نے آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔ چند لمحوں بعد اس کے سر پر شیشے کا ایک کنٹوپ چڑھا دیا گیا۔ اس کے ساتھ بے شمار تاریں لگی ہوئی تھیں۔ اور عمران سمجھ گیا کہ کمپیوٹر کی مدد سے اس کی موت کی تصدیق کی جا رہی ہے۔ گو اس کے لئے اُسے ذہن بلینک کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ ایسے کمپیوٹر کی کارکردگی کو جانتا تھا کہ یہ خون کی رفتار کی مدد سے موت اور زندگی کا فیصلہ کرتے ہیں۔ اور

مکس تھرڈ مادہ اور ٹی۔الیون ریز کے مکس ہونے سے کمپیوٹر کو یہ اطلاع مل گئی کہ خون جامد ہے اور وہ ان کی موت کا اعلان کر دے گا۔ لیکن اس کے باوجود اس نے ذہن کو بھی حفظ ماتقدم کے طور پر بلینک کر لیا۔ لیکن چند ہی لمحوں بعد وہ کنٹوپ ہٹا دیا گیا۔ البتہ وہ سٹریچر پر اُسی طرح پڑا رہا۔ اب اس کے سر پر غوطہ خوری والا ہیلمٹ نہ تھا۔ تھوڑی دیر بعد اُسے سٹریچر سے اٹھا کر ایک بار پھر اُسی ٹرالی میں ڈال دیا گیا۔ لیکن اس بار عمران کسی اور کے جسم پر موجود تھا اور اس کے اوپر دو جسم تھے۔ چونکہ اس کی پشت اکڑی ہوئی تھی۔ اس لئے اُسے محسوس بھی نہ ہو رہا تھا کہ وہ کسی انسانی جسم پر پڑا ہوا ہے۔ ٹرالی ایک بار پھر حرکت میں آ گئی۔ عمران خاموش پڑا ہوا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ ٹی۔الیون ریز کا اثر انسانی جسم پر آدھے گھنٹے تک رہتا ہے۔ اور ابھی آدھا گھنٹہ نہ گزرا تھا۔ آدھا گھنٹہ گزرنے کے بعد ہی وہ اس قابل ہو سکتا تھا کہ پوری طرح حرکت میں آ سکے۔ ورنہ اس حالت میں تو اس کے خون کا دوران واقعی اس قدر سست تھا کہ وہ چاہنے کے باوجود پوری تیزی سے پلکیں بھی نہ جھپک سکتا تھا۔ آنکھیں بھی بڑی مشکل سے بس آدھی ہی کھل سکتی تھیں۔ اس وقت واقعی وہ ایک کیچوے سے بھی بدتر حالت میں تھا لیکن یہ ایک ایسی مجبوری تھی جس کا کوئی حل نہ تھا۔ اب یہ قسمت پر منحصر تھا کہ آدھے گھنٹے سے پہلے ہی اس کے سینے میں گولیاں اتار دی جاتی ہیں یا وہ لوگ کمپیوٹر کی تصدیق پر ہی مطمئن ہو جاتے ہیں۔ بہرحال اتنا اُسے اطمینان تھا کہ وہ کسی نہ کسی طرح

زندہ یہودیوں کے اس خوفناک ہیڈکوارٹر میں داخل ہونے میں
کامیاب ہوگیا ہے۔

ٹرالی آگے جا کر رک گئی۔ اور اُسے اٹھا کر فرش پر لٹا دیا گیا۔
عمران کی آنکھیں بند تھیں۔ چونکہ اس کے احساسات بیدار تھے۔
اس لئے اُسے محسوس ہو رہا تھا کہ اس کے ارد گرد انسان موجود
ہیں۔

"اب تم سب اپنی اپنی ڈیوٹی پر جا سکتے ہو۔ ان لاشوں کی
حفاظت کی کیا ضرورت ہے"۔۔۔۔ ایک آواز عمران کے کانوں
میں پڑی۔ اور اس کے ساتھ ہی دور جاتے ہوئے قدموں کی
آوازیں ابھرنے لگیں۔ عمران نے آہستہ سے آنکھیں کھولنے کی
کوشش کی تو یہ محسوس کر کے اُسے خاصا اطمینان ہوا کہ پہلے
کی نسبت اس کی آنکھیں زیادہ آسانی سے کھل گئی تھیں۔ اس کا
مطلب تھا کہ خون کا دوران اب آہستہ آہستہ تیزی کی طرف بڑھ
رہا تھا۔ اور ٹی۔ الیون ریز کا اثر ختم ہونے والا تھا۔ اور یہ عمران
کے نقطہ نظر سے نیک فال تھی۔ چند لمحوں بعد کہیں دور سے
ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی
قدموں کی آواز اُسی طرف کو جانے لگی۔ جس طرف سے گھنٹی کی
آواز سنائی دے رہی تھی۔ عمران نے اب اپنے سر کو حرکت دی
اور اس کا سر آسانی سے گھوم گیا۔ عمران نے فوراً ہی اس ہاتھ کو
حرکت دینے کی کوشش کی جس میں ڈیتھ شو کا بٹن موجود تھا۔ اس
کا ہاتھ حرکت میں آگیا اور اس نے مٹھی کو ذرا سا کھول کر پھر زور

سے بھینچی تو اس کا فرش پر پڑا تختے کی طرح اکڑا ہوا جسم یک لخت
ڈھیلا پڑ گیا۔ عمران چونکہ سر گھما کر دیکھ رہا تھا یہ ایک بڑا سا ہال نما
کمرہ تھا۔ جس کے آگے ایک راہداری گزر رہی تھی۔ اور اس
راہداری اور کمرے کے درمیان محرابی کھلا راستہ تھا۔ وہ آدمی اس
محرابی کھلے حصے سے راہداری میں جا کر دائیں طرف مڑ گیا تھا۔
عمران نے فوراً ہی گردن دوسری طرف موڑی تو اس نے دیکھا کہ اس
کے ساتھی اُسی طرح فرش پر ایک قطار کی صورت میں پڑے ہوئے
تھے۔ لیکن ان کے جسم اُسی طرح تختے کی صورت میں تھے۔ عمران
ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ کیونکہ اُسے پوری طرح احساس ہو
گیا تھا۔ کہ اب اس کا جسم آزادی سے حرکت کر رہا ہے دوسرے
لمحے وہ اچھل کر کھڑا ہوا۔ اور اس نے جلدی سے غوطہ خوری کا
لباس جسم سے علیحدہ کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہی وہ
اس لباس کے ساتھ ساتھ ڈیتھ شو سے بھی چھٹکارا حاصل کر چکا تھا۔
اُسی لمحے اُسے راہداری میں سے آتے ہوئے قدموں کی آواز
سنائی دی۔ اور عمران بلی کی طرح دبے پاؤں اس محرابی کھلے
حصے کی سائیڈ میں پہنچ کر دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا قدموں
کی آوازیں اب قریب آگئی تھیں اور چند لمحوں بعد ایک لمبا تڑنگا
سا آدمی جس کے کاندھے سے مشین گن لٹکی ہوئی تھی۔ مڑ کر اس
کمرے میں داخل ہوا۔ سامنے اس لباس کو ڈھیر کی صورت میں
پڑے دیکھ کر وہ یک لخت ٹھٹھک سا گیا۔ یہ وہ ڈھیر تھا جو عمران
نے اپنے جسم سے علیحدہ کیا تھا۔ اُسی لمحے عمران تیزی سے آگے

بڑھا۔ اور اس نے اس آدمی کو یک لخت جھپٹ کر اپنے سینے سے جکڑا۔ اور پھر اُسی رفتار سے وہ پیچھے دیوار کی طرف ہٹتا گیا۔ اس کا ایک بازو اس آدمی کی ناف کے گرد اور دوسرا اس کے منہ پر سختی سے جما ہوا تھا اور اس طرح اس آدمی کا سر بھی حرکت نہ کر سکتا تھا۔ اس آدمی نے عمران کو اچھالنے اور اپنے آپ کو چھڑانے کی بے حد کوشش کی لیکن عمران کے بازوؤں میں آنے کے بعد تو گینڈے کو بھی ہلنے میں دقت ہوتی تھی۔ اس نوجوان بیچارے نے کیا کر لینا تھا۔ عمران نے ناف پر موجود بازو کو اور زیادہ سختی سے بھینچ لیا۔ اور جب اس آدمی کی اضطراری حرکت ڈھیلی ہوئی تو عمران نے یک لخت اس کے منہ سے ہاتھ ہٹا کر اس کی گردن کے گرد بازو ڈال دیا۔

"خبردار آواز نہ نکلے۔ ورنہ ایک لمحے میں گردن توڑ دوں گا"۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی گردن پر موجود بازو کو زور سے جھٹکا دیا۔ اس آدمی کے حلق سے غرغراہٹ کی آواز نکلنے لگی۔ اور اس کا جسم عمران کے بازوؤں میں اس طرح تڑپنے لگا۔ جیسے مچھلی پانی سے باہر تڑپتی ہے۔ عمران نے بازو کو ذرا سا ڈھیلا کیا تو اس آدمی کا پھڑکنا بھی قدرے کم ہو گیا۔

"سنو۔ میرے ساتھ تعاون کرو گے تو فائدے میں رہو گے۔ بولو یہاں اس حصے میں تمہارے علاوہ اور کتنے آدمی ہیں"۔ عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا۔ اس آدمی نے منہ سے جواب دینے کی بجائے انکار میں گردن ہلائی تو عمران نے یک لخت اس بازو کو

[illegible]واس نے اس کی گردن کے گرد جمایا ہوا تھا زور سے جھٹکا دیا اور وہ [illegible]دی ایک بار پھر تڑپنے لگا۔ عمران نے ایک اور جھٹکا دیا۔ اور اس [illegible]ے ساتھ ہی اس آدمی کا سر ایک طرف کو ڈھلک گیا اور جسم یک لخت [illegible]ھیلا پڑ گیا۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔ عمران نے اُسے آگے کی طرف دھکیلا۔ [illegible]کن اس سے پہلے اس کے کاندھوں سے لٹکی ہوئی مشین گن اس نے [illegible]ار دی۔ وہ آدمی ہلکے سے دھماکے سے قالین پر اوندھے منہ گر [illegible]ا۔ اُسی لمحے عمران نے دیکھا کہ اس کے سارے ساتھی فرش پر کھڑے [illegible]نے جسموں سے غوطہ خوری کا لباس اتارنے کی جدوجہد میں مصروف [illegible]ھے۔

"جلدی کرو۔ یہ لباس اور یہ لاش سب کو ایک کونے میں ڈال [illegible]۔ میں ذرا اس حصے کو چیک کر لوں"۔۔۔ عمران نے آہستہ سے [illegible]ہا۔ اور اُسی لمحے اُسے ایک اور خیال آیا تو وہ بُری طرح چونک پڑا۔ [illegible]س سے واقعی حماقت ہو گئی تھی۔ وہ اس وقت واٹر پاور کے ہیڈ [illegible]وارٹر میں موجود تھا جہاں انتہائی جدید ترین مشینری نصب تھی۔ ہو [illegible]کتا ہے اس کی آواز یا حرکت کو مارک کیا جا رہا ہو اور کسی بھی لمحے [illegible]چانک ان پر قیامت ٹوٹ پڑے۔ اُسے اس ریز پسٹل کا خیال [illegible]ہ نہ آیا تھا۔ اور یہ واقعی اس کی حماقت تھی۔ لیکن اس خیال کے آتے [illegible] اس نے بجلی کی سی تیزی سے کوٹ کی اندرونی جیب سے وہ چھوٹا [illegible] نیلے رنگ کا پستول نما آلہ نکالا اور اس کی رینج چونکہ خاصی وسیع [illegible]۔ اس لئے عمران کو اس بات کی فکر نہ تھی کہ ان ریز سے کوئی مشین [illegible]کر نہ رہ جائے۔ پسٹل کا رخ اس نے راہداری کی طرف کر کے

اس کا ٹریگر دبا دیا۔ پسٹل میں سے ہلکی سی کٹاک کی آواز نکلی اور ساتھ ہی
ہلکے نیلے رنگ کے دھوئیں کا ایک بھپکا سا برآمد ہوا جو چند لمحوں میں ہی
غائب ہو گیا۔ عمران نے پسٹل کو واپس جیب میں رکھ لیا۔ اب وہ اس
فائرنگ مشینری کی طرف سے مطمئن ہو گیا تھا۔ پھر وہ مشین گن اٹھائے ہوئے
آگے بڑھا۔ راہداری میں پہنچ کر اس نے اس طرف دیکھا جدھر وہ آدمی
گیا تھا تو آگے جا کر راہداری بند ہو گئی تھی جب کہ سائیڈ پہ ایسا ہی
ایک اور محرابی دروازہ تھا۔ عمران نے دوسری طرف دیکھا تو راہداری
بند تھی اور اس میں کوئی دروازہ نہ تھا۔ عمران مطمئن ہو کر دوسرے
محرابی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ آہستہ آہستہ آگے بڑھتا ہوا وہ
اس کھلے دروازے کے قریب پہنچ کر رک گیا۔ اس نے پہلے ذرا
سا جھانک کر اندر دیکھا تو یہ ایک عام سا دفتر نما کمرہ تھا جس میں ایک
میز اور اس کے پیچھے کرسی رکھی ہوئی تھی۔ لیکن جس چیز کو وہ دیکھ کر چونکا
تھا وہ ایک دیوار کے ساتھ نصب بڑی سی مشین تھی۔ یہ مشین چل
رہی تھی۔ اور اس مشین کو چلتے ہوئے دیکھ کر ہی وہ چونکا تھا کہ
ریز فائر کرنے کے باوجود یہ مشین کیوں چل رہی ہے۔ اس کی دو
ہی وجہیں ہو سکتی ہیں کہ یا تو ان ریز نے کسی وجہ سے کام نہیں کیا
یا پھر اس مشین کا تعلق اٹیمک بیٹریوں سے نہ ہو گا۔ کمرہ چونکہ خالی
پڑا تھا۔ اس لئے عمران تیزی سے آگے بڑھا اور اس مشین کے
سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔ وہ غور سے اس مشین کو دیکھ رہا تھا۔
عمران نے دیکھا کہ یہ کوئی خاص قسم کا ٹرانسمیٹر سا تھا۔ لیکن اس میں
سے نہ کوئی آواز نکل رہی تھی اور نہ اس کے ڈائل پہ کوئی فریکونسی ریڈنگ

نظر آ رہی تھی۔ البتہ وہ چھوٹے چھوٹے بلب جو ڈائل کے اوپر لگے ہوئے
تھے مسلسل جل بجھ رہے تھے جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہ مشین آن
ہے۔ عمران غور سے مشین کو دیکھتا رہا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر ان
بلبوں کے نیچے لگے ہوئے ایک بڑے سے بٹن کو پریس کر دیا۔
دوسرے لمحے مشین میں سے ہلکی سی سیٹی کی آواز بلند ہوئی اور اس
کے ساتھ ہی ڈائل پر موجود دو مختلف رنگوں کی سوئیاں ایک دوسرے
کی مخالف سمت میں آگے بڑھنے لگیں اور پھر وہ ایک دوسرے کے
اوپر آ کر رک گئیں۔ اس کے ساتھ ہی سیٹی کی آواز کی بجائے ایک
انسانی آواز مشین سے برآمد ہونے لگی۔
"وہ واقعی علی عمران ہے اوور" ۔۔۔۔ آواز کہہ رہی تھی اور عمران
یہ بات سن کر چونک پڑا۔ اسی لمحے اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی
چونک گئے۔ عمران نے مڑ کر ہونٹوں پہ انگلی رکھ کر انہیں خاموش رہنے
کا اشارہ کیا۔
"اچھا تفصیل بتاؤ کرنل کاٹرو۔ پوری تفصیل اوور" ۔۔۔۔ ایک
اور بھاری آواز سنائی دی اور عمران سمجھ گیا کہ پہلی بات کرنے
والا اس ہیڈ کوارٹر کا چیف کرنل کاٹرو ہے۔ اور پھر اس کرنل کاٹرو
نے عمران کے ہیڈ کوارٹر پہنچنے اور کمپیوٹر تصدیق تک پوری تفصیل
بتائی اور عمران کے لبوں پہ ہلکی سی مسکراہٹ رینگ گئی۔ کیونکہ اس
رپورٹ نے اس کے تمام خدشات کی تصدیق کر دی تھی کہ ہیڈ کوارٹر
کو گڈمین اور پاڈلا کے بارے میں پورا علم ہو گا۔ اس وجہ سے اس
نے لاشوں والا چکر چلایا تھا۔ اور اب وہ اپنے کانوں سے سن رہا تھا۔

که اس کا خیال درست تھا۔

کرنل کاٹرو اور دوسرے آدمی کے درمیان بات چیت ہوتی رہی
اس بات چیت کا مرکز عمران کی ذات تھی۔ پھر اُسے پتہ چل گیا کہ کرنل
کاٹرو سر لارنس سے بات کر رہا ہے۔ اور یہ نام سامنے آتے ہی وہ
ساری بات سمجھ گیا۔ اُسے پہلے سے اطلاع تھی کہ ایکریمیا کا یہ انتہائی
دولت مند یہودی مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتا رہتا ہے لیکن
اب تو اس بات کی باقاعدہ تصدیق ہو گئی تھی کہ اس واٹر یارڈ تنظیم
کے پیچھے بھی اس کا ہاتھ ہے۔ کیونکہ چیف جس مودبانہ انداز میں رپورٹ
دے رہا تھا ظاہر ہے وہ اس سے بھی کوئی بڑا عہدیدار ہو گا۔

"میوزیم میں نہیں۔ ان کی لاشیں اسرائیل کے بڑے چوک پر پھانسی
پر لٹکائی جائیں گی۔ اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے وہاں لٹکی رہیں گی۔ تاکہ
یہودی ان کی لاشوں پر تھوکتے رہیں۔ اور سنو۔ تمہیں بھی یہودیوں
کی طرف سے اسرائیل میں ہی اس کارنامہ پر تمغہ یہودا دیا جائے گا
وہ تمغہ جو آج تک کسی کو نہیں ملا"۔۔۔ سر لارنس کی انتہائی جذباتی
آواز سنائی دی۔ یہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کی بات
ہو رہی تھی۔ اور عمران کے ہونٹ بھنچ گئے۔ اُسی لمحے میز پر پڑے
ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے جلدی سے ٹرانسمیٹر
آف کیا اور پھر رسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو کرامن۔ میں مارک بول رہا ہوں۔ لاشوں کی کیا پوزیشن ہے"
دوسری طرف سے ایک الجھی ہوئی آواز سنائی دی۔

"پڑی ہیں"۔۔۔ عمران نے بھنچی بھنچی آواز میں مختصر سا جواب دیا

کیونکہ اس کرامن کی تو اس نے آواز ہی نہ سنی تھی۔ اس لئے وہ اس
کی نقل کیسے کرتا۔

"اچھا"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی
رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اور ایک بار پھر ٹرانسمیٹر
آن کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ بٹن دبتے ہی سر لارنس کی آواز
ٹرانسمیٹر سے نکلی۔

"تم نے کام ہی ایسا کیا ہے۔ بہرحال میں ابھی حنوط کرنے والے
ماہرین سے رابطہ قائم کر کے سپیشل فلائٹ پر تمہارے ہیڈ کوارٹر
بھیج رہا ہوں۔ زیادہ سے زیادہ مجھے وہاں آنے تک چار گھنٹے لگیں
گے۔ لیکن تمہارے ہیڈ کوارٹر میں مجھے کس طرح داخل ہونا ہو گا۔ اس
کے متعلق تفصیل تم بتاؤ گے اوور"۔۔۔ سر لارنس بول رہا تھا۔

"آپ بلیک پاگوس پہنچ کر مجھے ہیڈ کوارٹر کی فریکونسی پر کال
کریں۔ میں خصوصی لانچ ساحل پر بھجوا دوں گا جو آپ کو اور آپ کے
ساتھیوں کو لے کر آجائے گی اوور"۔۔۔ کرنل کاٹرو کی آواز سنائی
دی۔

"ٹھیک ہے۔ میں کال کر لوں گا اوور اینڈ آل"۔۔۔ سر لارنس
نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی مشین میں سے آواز نکلنی بند ہو گئی۔
اور پھر ایک جھماکے سے مشین مکمل طور پر آف ہو گئی۔

عمران ایک طویل سانس لے کر پیچھے کھڑے اپنے ساتھیوں
کی طرف مڑا ہی تھا کہ یک لخت اوپر چھت سے تیز سرخ رنگ
کی روشنی سی چمکی اور اس کے ساتھ ہی عمران کو یوں محسوس ہوا

جیسے پلک جھپکنے میں اس کی آنکھوں کے سامنے سیاہ چادر سی
پھیل گئی ہو۔ اس کا ذہن بھی بالکل اس طرح تاریک ہو گیا تھا جیسے
کیمرے کا شٹر اچانک بند ہو جاتا ہے۔

مارک مشین روم میں اپنے کیبن میں بیٹھا ٹرانسمیٹر کے
ذریعے ہونے والی چیف کرنل کاٹرو اور سر لارنس کی گفتگو سن رہا
تھا۔ ہیڈ کوارٹر میں حفاظتی انتظامات کی وجہ سے ایسا سسٹم اڈجسٹ
کیا گیا تھا کہ ہر سیکشن میں ٹرانسمیٹر کا ایک ایسا سیٹ نصب کر
دیا گیا تھا۔ جس پر ہیڈ کوارٹر میں باہر سے ہونے والی کال کو سنا جا
سکتا تھا بشرطیکہ اگر کوئی سننا چاہے اس صورت میں اسے مشین کو
باقاعدہ آن کرنا پڑتا تھا۔ البتہ ٹرانسمیٹر کال شروع ہوتے ہی مشین
پر نصب دو چھوٹے بلب جل بجھ کر یہ بتانا شروع کر دیتے تھے کہ
ہیڈ کوارٹر کے مین ٹرانسمیٹر پر بات چیت ہو رہی ہے۔ ایسا اس لئے

کیا گیا تھا کہ اس طرح ہیڈ کوارٹر میں موجود کوئی بھی شخص کسی غلط آدمی
کے ساتھ کال ملا کر بات چیت نہ کر سکتا تھا۔ اسے یقیناً یہ خطرہ رہتا
تھا کہ اس کی بات چیت کہیں نہ کہیں سنی جا سکتی ہے۔

مارک اپنے کمرے میں نصب اس مشین کے ذریعے ہی کرنل
کاٹرو اور سر لارنس کے درمیان ہونے والی بات چیت سن رہا تھا۔
اسے یہ بات چیت سننے کا تجسس اس لئے پیدا ہوا تھا کہ شاید
کرنل کاٹرو چیئرمین سے اس عمران اور اس کے ساتھیوں کے
خاتمے کے سلسلے میں اس کی خدمات کا بھی ذکر کرے۔ لیکن چونکہ
ابھی ابتدائی بات چیت ہو رہی تھی۔ اس لئے وہ خاموش بیٹھا ہوا
تھا۔ اپنے سامنے میز پر موجود بڑی سی مشین پر اس کی نظریں جمی
ہوئی تھیں۔ کیونکہ ہیڈ کوارٹر میں چلنے والی تمام مشینری کو یہی مشین
کنٹرول بھی کر رہی تھی۔ اور اپنی کنٹرولنگ پوزیشن بھی ساتھ ساتھ
واضح کر رہی تھی۔ ہال کمرے میں چلنے والی مشینری کی ہلکی ہلکی گونج
بھی اس کے کانوں تک پہنچ رہی تھی کہ یکلخت چھناکا سا ہوا۔ اور
کرسی پر بیٹھا ہوا مارک اس قدر بوکھلائے ہوئے انداز میں اچھلا کہ
کرسی سمیت نیچے گرتے گرتے بچا۔ اس کی آنکھیں شدید ترین
حیرت سے ابل کر تقریباً حلقوں سے باہر نکل آئی تھیں کیونکہ کنٹرولنگ
مشین کا تقریباً تین چوتھائی حصہ جھماکے کے ساتھ تاریک ہو چکا تھا۔
اور ہال میں موجود مشینوں کی گونج بھی ختم ہو گئی تھی۔ جب کہ ٹرانسمیٹر
مشین پر ہونے والی بات چیت ویسے ہی جاری تھی۔ مارک اچھل
کر کمرے سے باہر ہال کی طرف بھاگا۔ ہال میں بھی یہی پوزیشن

تھی۔ بارہ مشینوں میں سے صرف دو مشینیں چل رہی تھیں ۔ اور باقی بند ہو چکی تھیں ۔

" اوہ اوہ ۔ اٹیمک بیٹری سے چلنے والی ساری مشینری بند ہو گئی ہے ۔ صرف جنریٹر سے پیدا کی جانے والی بجلی سے چلنے والی مشینری کام کر رہی ہے ۔ اس کا مطلب ہے کہ اٹیمک بیٹریوں میں کوئی نقص پڑ گیا ہے ۔ اوہ ویری بیڈ " ——— مارک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔ اور پھر وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف لپکا لیکن دروازے تک پہنچتے پہنچتے اُسے ایک اور خیال آیا ۔ تو وہ تیزی سے واپس شیشے والے کمرے کی طرف پلٹ پڑا ۔

" یہ کیسے ممکن ہے کہ اٹیمک بیٹریاں فیل ہو جائیں ۔ ایسا تو ہو ہی نہیں سکتا ۔ خود کار کمپیوٹر کی موجودگی میں ۔ لیکن کمپیوٹر بھی بند ہے ۔ کہیں کوئی تخریب کاری تو نہیں ہوئی " ——— کمرے کی طرف بھاگتے ہوئے اس نے خود کلامی کے سے انداز میں کہا ۔ اس کے ذہن میں تخریب کاری کا خیال آتے ہی فوراً عمران اور اس کی لاشوں کا خیال آیا تھا ۔ اور وہ لاشعوری طور پر دروازے سے ہی پلٹ آیا تھا ۔ ٹرانسمیٹر پر کرنل کاٹرد اور سر لارنس کی گفتگو جاری تھی ۔ کیونکہ ٹرانسمیٹر سسٹم الیکٹریکل تھا ۔ بلکہ ہیڈ کوارٹر کا تقریباً سارا عام نظام بجلی سے چلتا تھا ۔ جسے بڑے بڑے جنریٹر مسلسل پیدا کرتے رہتے تھے ۔ تمام حفاظتی اور فائرنگ مشینری اٹیمک بیٹریوں سے چلتی تھیں ۔ تاکہ اگر الیکٹرک کسی بھی وجہ سے فیل ہو جائے تو اس مشینری پر کوئی اثر نہ پڑے ۔

اس نے جلدی سے میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور پھر ایک بٹن پریس کر دیا ۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا ۔

" ہیلو کرامن ۔ میں مارک بول رہا ہوں ۔ لاشوں کی کیا پوزیشن ہے " ——— مارک نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا ۔

" پڑی ہیں " ——— دوسری طرف سے کہا گیا ۔ اور مارک نے بوکھلائے ہوئے انداز میں رسیور رکھا اور پھر واپس دروازے کی طرف دوڑ پڑا ۔

" میرا اپنا دماغ ماؤف ہو گیا ہے ۔ بھلا لاشیں کیا تخریب کاری کر سکتی ہیں " ——— مارک نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا ۔ اور پھر وہ مشین روم سے نکل کر راہداری میں دوڑتا ہوا آخری سرے پر موجود ایک چھوٹے سے کمرے میں گیا اور اس نے کمرے کا دروازہ بند کر کے دروازے کے ساتھ لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا ۔ دوسرے لمحے کمرہ کسی لفٹ کی طرح تیزی سے نیچے ہوتا گیا ۔ کچھ دیر بعد اس کی حرکت رکی تو مارک دروازہ کھول کر باہر آ گیا ۔ یہ ایک بڑا سا ہال کمرہ تھا ۔ جس کے اندر ایک لمبی سی دیوار کے ساتھ وہ خود کار کمپیوٹر نصب تھا ۔ اور دوسری طرف چار بڑی بڑی سرخ رنگ کی اٹیمک بیٹریاں موجود تھیں جن کے اوپر دیوار کے ساتھ ایک مشین نصب تھی ——— کمپیوٹر بھی بند ہو چکا تھا ۔ اور یہ مشین بھی ۔ مارک تیزی سے اس مشین کی طرف بڑھا ۔ اور غور سے اس کے ایک ڈائل کو دیکھنے لگا ۔ دوسرے

لمحے اس نے پہلے تو دونوں ہاتھوں سے اپنی آنکھوں کو زور زور
ملا۔ اور پھر ڈائل کو دیکھا۔ لیکن پھر چونک کر اس نے اپنے بازو
خود ہی چٹکی بھری۔ اور تکلیف کی وجہ سے اس کے منہ سے سسکی
سی نکل گئی۔

"یہ کیسے ممکن ہے۔ کیا میں پاگل ہو گیا ہوں" ــــ مارک وا
ہذیانی انداز میں چیخ پڑا۔ اس کی پھٹی پھٹی آنکھیں مشین کے ا
ڈائل پر جمی ہوئی تھیں جو ایٹمک بیٹری کی پاور انرجی کو ظاہر کرتا
اس ڈائل کے مطابق تمام بیٹریاں فل انرجی کی حامل تھیں۔ لیکن
یہ انرجی آگے نہ جا رہی تھی۔ حالانکہ کوئی ایسی بات بھی نہ تھی جو
اس انرجی کو آگے بڑھنے سے روک سکتی۔

اسی لمحے اس کے ذہن میں یک لخت اس طرح ایک خیال
جیسے گہرے بادلوں میں بجلی چمکتی ہے۔ اور وہ بری طرح اچھل
اس وقت تو بدحواسی میں اسے اس بات کا خیال نہ آیا تھا۔ لیکن
اب جیسے ہی یہ خیال آیا وہ واقعی پاگلوں کی طرح ناچ اٹھا۔ اس
نے کرامن کی جو آواز سنی تھی وہ بالکل ہی کرامن سے مختلف تھی۔
کرامن جس کی ڈیوٹی لاشوں والے ہال میں لگائی تھی اس لئے اس
بیل ہوتے ہی فوراً انٹر کام اٹھا لیا تھا۔ حالانکہ اس سے پہلے جب
اس نے ایک مسئلے کے لئے اسے کال کیا تھا تو کرامن نے کافی
بعد کال اٹنڈ کی تھی۔ اس وقت مارک نے پوچھا بھی تھا کہ اس نے
کال اٹنڈ کرنے میں اتنی دیر کیوں لگائی ہے تو کرامن نے یہی جو
دیا تھا کہ لاشوں والے ہال سے دفتر تک آنے میں ظاہر ہے

گیا تھا۔

"اوہ اوہ۔ یہ کیا چکر ہو سکتا ہے" ــــ مارک نے کہا اور ایک بار پھر
بھاگتا ہوا وہ لفٹ نما کمرے میں داخل ہوا اور پھر لفٹ کے ذریعے
وہ جیسے ہی پہلے والی راہداری میں پلٹا وہ بے تحاشا بھاگتا ہوا مشین
ہال میں داخل ہوا۔ شیشے والے کمرے کے کھلے دروازے سے ٹرانسمیٹر
پر ہونے والی گفتگو ابھی جاری تھی۔ لیکن مارک کو اب اس گفتگو کے
سننے کا کوئی ہوش ہی نہ تھا۔ مشین روم کا انچارج وہی تھا اور
جس طرح مشینری اچانک فیل ہوئی تھی ظاہر ہے اس کی تمام تر
ذمہ داری اسی پر آتی تھی۔

ہال میں داخل ہوتے ہی وہ تیزی سے ایک کونے میں موجود
مشین کی طرف بڑھ گیا۔ یہ ہیڈ کوارٹر چیکنگ ویو مشین تھی۔ چونکہ
یہ الیکٹریکل تھی اس لئے وہ چل رہی تھی۔ مارک نے جلدی سے
اس مشین کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ مشین پر موجود
سکرین روشن ہو گئی۔ اور پھر ایک بٹن دباتے ہی جھماکے سے اس
پر اس ہال کا منظر ابھر آیا۔ جس میں لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ لیکن
یہ منظر دیکھتے ہی وہ ایک بار پھر پاگلوں کے سے انداز میں ناچ اٹھا۔
کیونکہ اسے ہال کے درمیان میں پڑی ہوئی لاشوں کی بجائے ان
لاشوں پر موجود غوطہ خوری کے لباسوں کا ڈھیر ہال کے ایک کونے
میں پڑا نظر آیا۔ اور اس کے ساتھ ہی کرامن کی مسخ شدہ لاش پڑی
بھی واضح طور پر نظر آ رہی تھی۔ کرامن کی ناک اور منہ سے خون نکل
کر اس کے چہرے کے نچلے حصے پر ٹھوڑی تک پھیلا ہوا تھا۔ اور

چہرہ اس طرح مسخ تھا جیسے اُسے انتہائی تشدد سے ہلاک کیا گیا ہو۔ مارک کے ہونٹ بھنچ گئے اور ذہن میں دھماکے سے ہونے لگے اس نے جلدی سے وہ بٹن آف کر کے ایک اور بٹن دبا دیا۔ سکرین پر جھماکا سا ہوا اور پھر ایک منظر سکرین پر ابھر آیا۔ اور مارک اب تک اس قدر حیران ہو چکا تھا کہ اب اس میں شاید مزید حیران ہونے کی ہمت ہی باقی نہ رہی تھی۔ اس لئے اس کے صرف پہلے سے بھنچے ہوئے ہونٹ مزید بھنچ گئے۔ کیونکہ منظر پر کرامن کا دفتر نظر آ رہا تھا، جس میں وہ عمران اور اس کے ساتھی بڑے اطمینان سے کھڑے نظر آ رہے تھے۔ ٹرانسمیٹر مشین آن تھی اور وہ کرنل کاٹرڈ اور سر لارنس کے درمیان ہونے والی گفتگو سن رہے تھے۔ عمران کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ جب کہ باقی ویسے ہی کھڑے تھے۔

مارک کا ذہن کھک سے اڑ تو گیا تھا لیکن اس نے فوراً ہی اپنے آپ کو سنبھالا۔ اور پھر مشین کا بٹن آف کر کے وہ واپس شیشے کے کمرے کی طرف بھاگا۔ اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تھا۔ اور اب وہ اس خیال پر عمل کرنے کے لئے بھاگ رہا تھا۔ شیشے والے کمرے میں پہنچتے ہی اس نے مشین کے اس حصے پر جو ابھی تک روشن تھا تیزی سے مختلف بٹن دبائے اور کئی نابیں گھمانا شروع کیں۔ اس کی نظریں ڈائل پر چپکی ہوئی تھیں۔ ٹرانسمیٹر سے ہونے والی گفتگو اب اختتام پذیر ہو رہی تھی۔ لیکن اُسے اس کا ہوش ہی نہ تھا۔ اس کی پوری توجہ اس مشین پر لگی ہوئی تھی۔ پھر اس مشین پر جیسے ہی ایک نیلے رنگ کا بلب جلا اس نے ہاتھ کھینچ لیا۔ اور غور سے

اس بلب کے نیچے لگے ہوئے ڈائل کو دیکھنے لگا۔ اُسی لمحے اس کے کانوں میں ٹرانسمیٹر سے اوور اینڈ آل کی آواز پڑی اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر خاموش ہو گیا۔ مارک نے ہاتھ بڑھا کر اس نیلے بلب کے نیچے موجود ڈائل کے دائیں طرف باہر کو ابھرے ہوئے ایک بٹن کو پوری قوت سے دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی فوراً وہ نیلا بلب بجھ گیا۔ اور مشین میں سے تیز سیٹی کی آواز ایک لمحے کے لئے نکلی۔ اور پھر بند ہو گئی۔ مارک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے دوبارہ بٹن آن کرنے شروع کر دیئے۔ پھر اس نے جلدی سے میز پر رکھے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

"یس" — جلد ہی دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا اور کرنل کاٹرڈ کی آواز سنائی دی۔

"باس۔ میں مارک بول رہا ہوں۔ آپ فوراً مشین روم میں آ جائیں۔ لاشیں زندہ ہو گئی ہیں" — مارک نے بُری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لاشیں زندہ ہو گئی ہیں۔ کیا مطلب" — دوسری طرف سے کرنل کاٹرڈ کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"باس۔ آپ فوراً پہنچیں۔ عمران اور اس کے ساتھی زندہ ہو گئے ہیں۔ میں نے انہیں فرسٹ ہال میں عارضی طور پر مفلوج کر دیا ہے۔ لیکن وقت بے حد کم ہے۔ آپ فوراً یہاں آئیں" — مارک نے چیختے ہوئے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ اُسے معلوم تھا کہ اس نے جن ریز کے ذریعے انہیں وقتی طور پر مفلوج کیا ہے۔ ان کا

اثر بہت تھوڑے وقت کے لئے ہوگا۔ اس کے بعد یہ لوگ خود بخود ہوش
میں آجائیں گے۔ وہ اگر چاہتا تو کرنل کاٹرو کو اطلاع دینے سے پہلے
ہی ان پر مکمل قبضہ حاصل کر لیتا۔ لیکن مصیبت یہ تھی کہ ان ریز کے
اثر کی وجہ سے فرسٹ فلور کا پورا نظام جامد ہو گیا تھا۔ اب نہ اس
میں داخل ہوا جا سکتا تھا اور نہ باہر آیا جا سکتا تھا۔ فائرنگ مشینری
پہلے ہی بند پڑی تھی۔ اس لئے وہ یہیں سے ان پر کوئی حربہ بھی
استعمال نہ کر سکتا تھا۔

اُسی لمحے بے تحاشا دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی
اور پھر کرنل کاٹرو ہال کے دروازے پر نظر آیا۔ اس کا چہرہ حیرت
اور خوف کے ملے جلے تاثرات کی وجہ سے بگڑا ہوا تھا۔ اور آنکھیں
پھٹ کر کانوں تک پہنچی ہوئی تھیں۔

"کیا ــــ کیا کہہ رہے ہو۔ پاگل ہو گئے ہو۔ کمپیوٹر نے تصدیق
کر دی۔ پھر کہہ رہے ہو کہ وہ زندہ ہیں" ــــ کرنل کاٹرو نے
ہال کے دروازے سے ہی چیختے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی وہ بے تحاشا
دوڑتا ہوا کمرے کے اندر پہنچ گیا۔ وہ شدت جذبات اور تیز دوڑنے
کی وجہ سے بُری طرح ہانپ رہا تھا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں۔ آئیے میں آپ کو دکھاؤں" ــــ مارک
نے کہا اور پھر وہ کرنل کاٹرو کو لے کر ہال میں موجود اس مشین پر پہنچا
جس نے اس سے پہلے چیکنگ کی تھی۔ اس نے اس کے بٹن ایک
بار پھر دبانے شروع کئے۔ اور پھر سکرین پر ایک منظر ابھرا تو جس
طرح مارک پہلے اچھلا تھا اس طرح کرنل کاٹرو بھی بے اختیار اچھل

پڑا۔ کیونکہ سکرین پر ایک ہال کمرے کا منظر نظر آ رہا تھا۔ جس کے ایک
کونے میں غوطہ خوری کے مخصوص لباسوں کا ڈھیر پڑا تھا۔ اور اس
کے ساتھ فرسٹ فلور کے آپریشن انچارج کرامن کی لاش پڑی
ہوئی تھی۔

"اوہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ آخر کیسے ممکن ہے" ــــ کرنل کاٹرو
نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ لیکن مارک نے دوبارہ بٹن دبانے
شروع کر دیئے۔ اور چند لمحوں بعد سکرین پر کرامن کے دفتر کا منظر
ابھرا۔ وہاں فرش پر ٹیڑھے میڑھے انداز میں عمران اور اس کے
ساتھی پڑے ہوئے تھے۔ ان میں سے عمران اور مادام جاشی کا
چہرہ صاف نظر آ رہا تھا۔ باقی تین مردوں کے چہروں کی صرف
سائیڈ نظر آ رہی تھی۔

"کیا یہ پھر مر گئے ہیں" ــــ کرنل کاٹرو نے کہا۔

"نہیں جناب۔ صرف بے ہوش ہیں۔ وہ بھی عارضی طور پر۔ زیادہ
سے زیادہ آدھے گھنٹے کے لئے" ــــ مارک نے جواب دیا۔

"کیوں۔ کیوں۔ مار دو ان کو میزائل مار دو۔ اس دفتر کو ہی اڑا
دو۔ ان پر لیزر ریز کے فائر کر دو۔ پرخچے اڑا دو ان کے" ــــ کرنل
کاٹرو نے کہا۔

"باس۔ اب یہ ممکن نہیں رہا۔ تمام فائرنگ مشینری جام
ہو چکی ہے۔ کیونکہ وہ سب اٹیمک بیٹریوں سے چلتی ہیں۔ صرف
وہ مشینری سسٹم چل رہے ہیں جو بجلی سے چلتے ہیں۔ یہ ٹی۔ ایس
مشین بھی چونکہ ہنگامی حالات کی وجہ سے نصب کی گئی تھی اس

لئے یہ اس قدر تو کام آگئی ہے کہ اس سے ان لوگوں کو بے ہوش
کر دیا گیا ہے۔ لیکن ٹی ایس فائر کے اثرات بہت کم مدت کے
لئے ہوتے ہیں"۔۔۔۔ مارک نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ تو پھر جا کر مشین گن سے انہیں بھون ڈالو۔ یہ بے ہوش تو
پڑے ہیں"۔۔۔۔ کرنل کاٹرڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

" باس۔ ٹی۔ ایس کی وجہ سے فرسٹ فلور کا تمام سسٹم بھی
جام ہو چکا ہے۔ تاکہ ہنگامی حالات سے آسانی سے نمٹا جا سکے۔
لیکن فائرنگ مشینری بھی جام ہے۔ اب جب تک ٹی۔ ایس کے
اثرات ختم نہ ہوں فرسٹ فلور سے نہ کوئی باہر آسکتا ہے اور نہ
کوئی اس کے اندر جا سکتا ہے۔ لیکن ٹی۔ ایس کے اثرات ختم ہوتے
ہی یہ لوگ بھی خود بخود ہوش میں آجائیں گے۔ اور فرسٹ ہال
میں سوائے اس کرامن کے اور کوئی آدمی بھی نہیں ہے جو ان کا مقابلہ
کر سکے۔ اس لئے تو میں نے آپ کو کال کیا ہے کہ اب کیا کیا جائے"
مارک نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" لیکن تمہیں ان کے زندہ ہونے کا پتہ کیسے چلا"۔۔۔۔ کرنل کاٹرڈ
نے کہا۔ اور مارک نے فائرنگ مشینری فیل ہونے سے لے کر
آخر تک ساری روئیداد سنا دی۔

" اچھا۔ اس کا مطلب ہے کہ میری اور سر لارنس کی گفتگو بھی
انہوں نے سن لی ہے۔ لیکن اس کو تو گولی مارو۔ اب انہیں کیسے ہلاک
کیا جائے۔ کوئی تجویز سوچو۔ یہ تو سارا معاملہ ہی غلط ہو گیا"۔۔۔۔
کرنل کاٹرڈ نے انتہائی مایوس سے لہجے میں کہا۔ اس کا جسم شدید

یوسی کی وجہ سے ڈھیلا سا پڑ گیا تھا۔ آنکھیں بجھ گئی تھیں۔ اور چہرہ
ی طرح لٹک گیا تھا۔

تھوڑی دیر پہلے جب وہ سر لارنس کو رپورٹ دے رہا تھا
تو اس کی حالت ایک فاتح کی سی تھی لیکن اب اس کی حالت ایسے
شکست خوردہ کی تھی جو اپنی ہر چیز گنوا بیٹھا ہو۔

" باس۔ ایک صورت میرے ذہن میں آئی ہے۔ کہ ہم انتہائی
طاقتور اسلحہ فرسٹ ہال کے مین گیٹ کے سامنے ڈھیر کر دیں اور
پھر اُسے فائر کر دیں۔ اس طرح فرسٹ ہال ان لوگوں سمیت تباہ ہو
جائے گا۔ لیکن اس سے یہ خطرہ بھی ہے کہ فرسٹ ہال کی تباہی سے
کہیں پورا ہیڈ کوارٹر ہی تباہ نہ ہو جائے۔ کیونکہ بہرحال فرسٹ
ہال ہیڈ کوارٹر کا بڑا حصہ ہے"۔۔۔۔ مارک نے کہا۔

" اوہ اوہ۔ ایک بات میری سمجھ میں آئی ہے۔ ایسا کرو کہ فرسٹ
ہال کے مین گیٹ کے پاس وائرلیس کنٹرول ڈبل زیرو فٹ کر دو۔
ہم انہیں مارک کرتے رہیں گے۔ ہوش میں آنے کے بعد لازماً
یہ اس مین گیٹ سے ہو کر دوسرے حصے میں داخل ہونے کی کوشش
کریں گے۔ ہم اس وقت ڈبل زیرو بم کو فائر کر دیں گے۔ یہ بم
صرف اس قدر طاقتور ہے کہ ان پانچوں کے جسموں کے پرخچے
اڑ جائیں گے لیکن ہیڈ کوارٹر کو کچھ نہ ہو گا"۔۔۔۔ کرنل کاٹرڈ نے
اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ یہ واقعی بہترین تجویز ہے۔ ٹھیک میں اسے فٹ کر کے
آتا ہوں۔ آپ انہیں اس مشین پر چیک کرتے رہیں"۔۔۔۔ مارک

نے کہا۔ اور مڑ کر اس نے چیکنگ مشین آن کر دی۔ سکرین پر کرا
کے دفتر کا منظر بدستور نظر آ رہا تھا۔ جس میں عمران اور اس کے ساتھی
ابھی تک فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ کرنل کاٹرو خاموش
کھڑا انہیں دیکھتا رہا۔ اُسے خطرہ تھا کہ کہیں مارک کے بم فٹ کرنے
سے پہلے یہ ہوش میں نہ آجائیں۔ لیکن تھوڑی دیر بعد مارک واپس آگیا۔
اس کے ہاتھ میں ایک وائرلیس آپریٹس تھا۔

"ہوش میں تو نہیں آئے یہ" ـــــ مارک نے ہال میں داخل ہوتے ہی پوچھا۔

"نہیں" ـــــ کرنل کاٹرو نے کہا۔

"اوہ تھینک گاڈ۔ میں بم فٹ کر آیا ہوں" ـــــ مارک نے کہا اور مشین کے قریب پہنچ گیا۔

"یہ آپریٹس مجھے دو" ـــــ کرنل کاٹرو نے کہا۔ اور مارک نے سر ہلاتے ہوئے آپریٹس اس کے حوالے کر دیا۔ کرنل کاٹرو نے آپریٹس کو چیک کیا اور پھر اُسے ہاتھ میں لے کر مشین کی طرف مڑ گیا۔

"ارے انہیں ہوش آ رہا ہے" ـــــ کرنل کاٹرو نے فرش پر پڑے ہوئے عمران اور اس کے ساتھیوں کے جسموں کو حرکت کرتے دیکھ کر کہا۔

"یس باس۔ اس کا اثر ختم ہو رہا ہے" ـــــ مارک نے جواب دیا۔ اور واقعی تھوڑی دیر بعد ایک ایک کر کے وہ سارے اٹھ کر بیٹھ گئے۔ وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ لیکن ان کی آوازیں

یہاں تک نہ پہنچ رہی تھیں۔ وہ صرف ان کے لب ہلتے ہی دیکھ سکتے تھے۔

اب وہ اٹھ کر کھڑے ہو چکے تھے۔ اور عمران نے ایک طرف پڑی ہوئی مشین گن بھی اٹھا لی تھی۔ چند لمحوں تک وہ وہیں موجود رہے۔ اور عمران میز کی درازیں کھول کر دیکھتا رہا۔ لیکن ظاہر ہے وہاں سے اُسے کیا مل سکتا تھا۔ چنانچہ وہ کھلے محرابی حصے کی طرف بڑھ گئے۔ راہداری میں جا کر وہ سکرین سے آف ہوئے تو مارک نے مشین کے بٹن دبا دیئے۔ سکرین پر جھماکے سے ہونے لگے۔ اور پھر اس پر دوبارہ منظر ابھر آیا۔ یہ راہداری کے دائیں طرف کا منظر تھا۔ جہاں عمران اور اس کے ساتھی بڑھے جا رہے تھے۔ راہداری کے اختتام پر وہ مین گیٹ تھا جسے کراس کر کے وہ فرسٹ ہال سے نکل کر ہیڈکوارٹر کے دوسرے حصے میں پہنچ سکتے تھے۔ مین گیٹ بند تھا۔ یہ ایک فولادی دروازہ تھا۔

"باس تیار رہیں" ـــــ مارک نے کہا اور کرنل کاٹرو نے سر ہلا دیا۔ وہ بھی سکرین پر دیکھ رہا تھا۔

عمران آگے تھا اور اس کے ساتھی پیچھے تھے۔ لیکن وہ تھے ایک دوسرے کے ساتھ ہی۔ مین گیٹ کے قریب جیسے ہی وہ پہنچے مین گیٹ خود بخود درمیان سے پھٹ کر دائیں بائیں کی دیواروں میں گھس کر غائب ہو گیا۔ مین گیٹ کھلتے ہی عمران رک گیا اور اس نے ذرا سا سر باہر نکال کر جھانکا۔

"ہونہہ۔ بڑا محتاط بن رہا ہے" ـــــ کرنل کاٹرو نے دانت

پیستے ہوئے کہا۔ اس کا انگوٹھا وائرلیس آپریٹس پر موجود سرخ رنگ
کے بلب پر جما ہوا تھا۔ عمران نے مڑ کر اپنے پیچھے کھڑے ہوئے
ساتھیوں سے کچھ کہا۔ اور پھر وہ گیٹ کراس کر گیا۔ اس کے
پیچھے باقی ساتھیوں نے بھی گیٹ کراس کیا اور اُسی لمحے کرنل کاٹرڈ
نے پوری قوت سے وائرلیس آپریٹس کا بٹن پریس کر دیا۔ اور وائرلیس
آپریٹس بٹن دبتے ہی ایک چھوٹا سا بلب جلا اور بجھ گیا۔ اس بلب
کے جلنے اور بجھنے کا مطلب یہی تھا کہ یہ فائر ہو گیا ہے۔

"وہ مارا۔ اب بچ کر کہاں جا سکیں گے" ـــــ کرنل کاٹرڈ نے
چیخ کر کہا۔

"میں چیک کرتا ہوں" ـــــ مارک نے جلدی سے کہا۔ اور
اس نے جلدی سے دوبارہ مشین کے بٹن دبانے شروع کر دیئے
چند لمحوں بعد سکرین پر جو منظر ابھرا اُسے دیکھ کر کرنل کاٹرڈ اور مارک
دونوں کے جسموں میں مسرت کا جوالا مکھی پھوٹ پڑا۔

"وکٹری ـــ فائنل وکٹری" ـــــ کرنل کاٹرڈ نے چیختے ہوئے
شدید مسرت سے اس کی آواز بُری طرح پھٹ گئی تھی۔ اس نے عمران
اور اس کے ساتھیوں کو اس طاقتور بم سے ہٹ ہوتے ہوئے فرش پر
پڑے دیکھ لیا تھا۔

"سیکنڈ ہال سے آدمی بھیج کر ان کی لاشیں اب اطمینان سے اٹھوا
لو۔ اور میرے دفتر میں پہنچوا دو۔ اور فکر نہ کرو۔ اب یہ دوبارہ زندہ
نہ ہو سکیں گے" ـــــ کرنل کاٹرڈ نے تیز لہجے میں کہا اور مارک نے
سر ہلاتے ہوئے مشین آف کی اور ٹیلی فون کی طرف بڑھ گیا۔

عمران کی آنکھیں کھلیں اور اس کے ساتھ ہی اُسے یوں
محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن پر چھایا ہوا تاریک پردہ تیزی
سے کھینچتا چلا جا رہا ہو۔ اور پھر چند لمحوں بعد وہ پوری طرح ہوش
میں آ گیا۔ دوسرے لمحے وہ اچھل کر بیٹھ گیا۔ اس نے باقی ساتھیوں
کو بھی اپنی طرح اٹھ کر بیٹھتے اور حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر
دیکھتے ہوئے پایا۔

"کیا ہوا تھا۔ یہ ہمیں کیا ہوا تھا" ـــــ مادام جاشی نے انتہائی
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ موت کی ریہرسل ہو رہی ہے مادام جاشی۔ اسے کہتے ہیں
مر کر جینا اور جی کر مرنا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور
اٹھ کھڑا ہوا۔

"ہم پر کوئی حربہ آزمایا گیا ہے۔ لیکن عمران صاحب۔ اسس

دوران کوئی یہاں آیا کیوں نہیں "۔۔۔ صفدر کے لہجے میں شدید
حیرت تھی۔ وہ سب اب اٹھ کر کھڑے ہو گئے تھے۔
" ہو سکتا ہے یہ سب آٹو میٹک نظام کے تحت ہوا ہو اور ابھی
کسی کو پتہ ہی نہ چلا ہو" ۔۔۔ عمران نے کہا اور میز کی درازوں والے
حصے کی طرف بڑھ گیا۔
" حیرت انگیز معاملات پیش آ رہے ہیں یہاں تو" ۔۔۔ مادام جاشی
نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
" ابھی تو ابتدائے عشق ہے مادام جاشی۔ ابھی سے گھبرا گئی ہو"
عمران نے ایک دراز کھولتے ہوئے کہا۔ اور مادام جاشی مسکرا کر
پاس کھڑے تنویر کو دیکھنے لگی۔ لیکن تنویر نے ہونٹ بھینچ لئے لیکن
وہ بولا نہیں۔
" ان میں تو سوائے عام سے کاغذات کے اور کچھ نہیں ہے۔
بہر حال چلو یہاں سے تو نکلیں" ۔۔۔ عمران نے درازیں بند کر کے
سیدھا ہوتے ہوئے کہا اور پھر وہ کھلے محرابی حصے کی طرف
بڑھ گیا۔ جہاں سے وہ راہداری میں پہنچ گئے۔ راہداری میں مڑ
کر وہ اس طرف چلنے لگے جہاں آخر میں ایک فولادی دروازہ
تھا۔
" میری چھٹی بلکہ ساتویں حس کہہ رہی ہے کہ ہمیں کہیں سے چیک
کیا جا رہا ہے۔ ویسے مادام جاشی آپ کی مخصوص نسوانی حس کیا
کہتی ہے" ۔۔۔ عمران نے راہداری میں چلتے ہوئے مڑ کر مادام
جاشی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" کیا مطلب ۔۔۔ میں سمجھی نہیں " ۔۔۔ مادام جاشی نے حیران
ہو کر پوچھا۔
" عورتوں میں اللہ تعالٰی نے ایک خاص حس پیدا کر رکھی ہے۔
کہ اگر ان کی پشت کی طرف سے بھی کوئی مرد انہیں دیکھے تو انہیں
احساس ہو جاتا ہے کہ کوئی انہیں دیکھ رہا ہے۔ میں اسی مخصوص
نسوانی حس کی بات کر رہا ہوں" ۔۔۔ عمران نے وضاحت کرتے
ہوئے کہا۔ اور مادام جاشی کھلکھلا کر ہنس پڑی۔
" مجھے تو ایسا کوئی احساس نہیں ہو رہا" ۔۔۔ مادام جاشی نے
کہا۔
" تو پھر تمہیں پشت سے نہیں دیکھا جا رہا ہو گا اوپر سر سے دیکھا
جا رہا ہو گا۔ اور عورتوں کی ساری حسیں کھوپڑی سے نیچے ہی ہوتی
ہیں یہ خانہ تو خالی ہی ہوتا ہے" ۔۔۔ عمران نے فوراً ہی کہا۔
" تمہیں سوائے بکواس کے کچھ اور بھی آتا ہے۔ آخر تم کیوں ہر
وقت ایسی بکواس کرتے رہتے ہو" ۔۔۔ تنویر نے جھلائے ہوئے
لہجے میں کہا۔
" واہ۔ تو اس آگ کو واٹر پاور بھی نہیں بجھا سکا۔ گڈ۔ ایٹمی آگ
لگتی ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور اس بار سوائے تنویر کے باقی
سب بے اختیار ہنس پڑے۔
وہ اب راہداری کے اختتام پر موجود اس فولادی دروازے
تک پہنچ چکے تھے۔ جو بند تھا۔ لیکن جیسے ہی عمران اس دروازے
کے قریب پہنچا دروازہ درمیان سے پھٹ کر سائیڈ کی دیواروں میں

گھس کر غائب ہو گیا۔ اب دوسری طرف راہداری تھوڑا سا آگے جا کر ختم ہو گئی تھی۔ اور سامنے ایک چٹانی دیوار تھی۔ دروازہ کھلتے ہی عمران ٹھٹھک کر رک گیا۔ اور ظاہر ہے اس کے رکتے ہی اس کے باقی ساتھی بھی اس کے پیچھے رک گئے تھے۔ عمران نے آہستہ سے سر باہر کر کے کوئی راستہ تلاش کرنا چاہا۔ مگر دوسرے لمحے اس کی نظریں دوسری طرف دروازے سے ذرا دور ایک سرخ رنگ کے چھوٹے سے دائرلیس بم پر پڑ گئیں جو سائیڈ کی دیوار کے ساتھ رکھا ہوا تھا اور عمران کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"باہر وائرلیس بم پڑا ہے اور خاصا طاقتور نظر آ رہا ہے۔ میرا خیال درست ہے۔ ہمیں کہیں سے چیک کیا جا رہا ہے۔ شاید وہ لوگ اس دروازے کو باہر سے کھول نہ سکتے تھے۔ اس لئے انہوں نے یہ کھیل کھیلا ہے۔ کہ جیسے ہی ہم اس گیٹ سے باہر نکلیں وہ اس بم کے ذریعے ہمارے جسموں کے پرخچے اڑا دیں" عمران نے مڑ کر اپنے ساتھیوں کو بتایا تو وہ سب چونک پڑے۔

"پھر اب"۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"اب ایک ہی صورت ہے کہ تم باہر چھلانگیں لگاؤ۔ اور پھر اس بند حصے میں اس طرح ٹیڑھے میڑھے ہو کر گر جاؤ جیسے بم سے ہٹ ہوئے ہو۔ کوشش کرتا ہوں کہ اس بم کو اٹھا کر پھٹنے سے پہلے ہی اندر پھینک دوں"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر ساتھ ہی وہ دروازہ کراس کر کے دوسری طرف نکلا اور بم پر کسی بھوکے عقاب کی طرح جھپٹ پڑا۔ اسی لمحے اس کے ساتھیوں نے وہیں سے ہی

چھلانگیں لگائیں اور وہ جیسے اڑتے ہوئے ادھر ادھر یوں جا گرے جیسے بم سے ہٹ ہو کر گرے ہوں۔ گرنے سے لگنے والی چوٹ سے بچنے کے لئے انہوں نے تھوڑی سی کروٹیں بھی بدلیں۔ اسی لمحے عمران کا بازو لہرایا اور بم اڑتا ہوا اندر راہداری کی طرف گیا۔ لیکن فرش پر گرنے سے پہلے ہی وہ فضا میں ایک خوف ناک دھماکے سے پھٹ پڑا۔ اس کے ساتھ ہی عمران بھی اچھل کر ان کے درمیان فرش پر گرا۔ اور لڑھک کر ٹیڑھا سا ہو کر رک گیا۔ خوف ناک دھماکے سے پورے حصے میں گڑگڑاہٹ کی تیز آواز ابھری اور پھر زمین واقعی اس طرح ہلنے لگی۔ جیسے زلزلے کا ہلکا سا جھٹکا لگ رہا ہو۔ چند لمحوں بعد ہر طرف خاموشی چھا گئی۔ عمران کے دوسرے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ جو اس نے گرنے اور کروٹیں بدلنے تک اپنی گرفت میں رکھی اور اب وہ اس کے جسم کی آڑ میں تھی۔

جس حصے میں عمران اور اس کے ساتھی پڑے ہوئے تھے وہ ہر طرف سے مکمل بند تھا۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ اس میں کہیں کوئی خفیہ راستہ ضرور ہو گا۔ اس لئے اب وہ اس خفیہ راستہ کھلنے کے انتظار میں تھا۔

"جب تک میں نہ کہوں کوئی حرکت میں نہ آئے"۔۔۔۔ عمران نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔ اور فرش پر پڑے ہوئے اس کے ساتھیوں نے سر ہلا دیئے۔

تقریباً دس منٹ تک وہ بے حس و حرکت اپنی جگہ پڑے رہے پھر اچانک ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور ان کے دائیں

طرف کی دیوار میں ایک بڑا سا دروازہ کھل گیا۔ دروازے میں سے چھ
افراد کاندھوں سے مشین گنیں لٹکائے اندر داخل ہوئے۔
"مارک تو کہہ رہا تھا کہ یہ بم سے اڑ گئے ہیں۔ مگر یہاں تو خون کا ایک
قطرہ بھی نہیں ہے"۔۔۔۔ ایک آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں ان
کے فرش پر بکھرے پڑے جسموں کو دیکھتے ہوئے کہا۔
"اچھا تو اب خون کا تالاب بنا دیتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے یکلخت
اس طرح اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا جیسے اس کے جسم میں ہڈیوں
کی جگہ سپرنگ لگے ہوئے ہوں اور وہ آدمی اُسے یوں اچانک اٹھتا
دیکھ کر جھٹکے سے پیچھے ہٹے اور ان کے ہاتھ انتہائی تیزی سے کاندھوں
سے لٹکی ہوئی مشین گنوں کی طرف بڑھے ہی تھے کہ یک لخت عمران
کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن تڑتڑائی اور ایک ہی برسٹ میں
ساتھ ساتھ کھڑے وہ چھ کے چھ چیختے ہوئے فرش پر گرے اور ان
کے جسموں سے خون فوارے کی طرح بہنے لگا۔ عمران کے ساتھی بھی
اسی دوران اٹھ کر کھڑے ہو چکے تھے۔ اور ظاہر ہے اٹھتے ہی
انہوں نے سب سے پہلے ان کی مشین گنوں پر ہی قبضہ کرنا تھا۔
جو انہوں نے کر لیا۔ وہ سب بُری طرح تڑپتے ہوئے چند ہی لمحوں میں
ساکت ہو گئے۔ اور ان کے اس طرح تڑپنے سے ان کے زخموں
سے نکلنے والا خون ہر طرف پھیل گیا۔
"بس اب تو خوش ہو۔ اب تو خون نظر آ رہا ہے"۔۔۔۔ عمران نے
منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور پھر ان کی لاشوں کو پھلانگتا ہوا وہ اس
کھلے دروازے سے دوسری طرف پہنچ گیا۔ یہ بھی ایک چھوٹا سا

کمرہ تھا۔ جو ہر طرف سے بند تھا۔ عمران نے اندر داخل ہو کر حیرت سے
اِدھر اُدھر دیکھا اور دوسرے لمحے اس کی نظریں سامنے کھلے دروازے
کی سائیڈ میں لگے ہوئے بٹنوں کے پینل پر پڑ گئیں۔ اس میں تین بٹن
لگے ہوئے تھے جن کے نیچے فرسٹ۔ سیکنڈ اور تھرڈ کے الفاظ لکھے
ہوئے تھے۔ عمران سمجھ گیا کہ یہ جدید قسم کی لفٹ ہے۔ اُسے پاڈلا نے
بتایا تھا کہ فرسٹ ہال صرف سپلائی باہر سے وصول کرنے کے
لئے بنایا گیا ہے۔ سیکنڈ فلور میں اسلحہ خانہ اور دوسرے ضروری سیکشن
ہیں۔ جب کہ تھرڈ فلور میں اصل مشین روم اور چیف باس کے دفاتر
ہیں۔ عمران نے جلدی سے تھرڈ فلور کا بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے
دروازہ بے آواز طریقے سے بند ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ کمرہ
تیزی سے اوپر کی طرف اٹھتا گیا۔ چند لمحوں بعد سیکنڈ فلور والا لفظ
جل اٹھا لیکن لفٹ اوپر ہی چڑھتی گئی۔ اور پھر تھرڈ فلور کے الفاظ روشن
ہوتے ہی لفٹ خود بخود رک گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی دروازہ
خود بخود کھل گیا۔
دروازہ کھلتے ہی عمران جھپٹ کر باہر نکلا۔ باہر ایک چھوٹی سی
راہداری تھی۔ جو ذرا سی دائیں طرف جا کر ایک لمبی راہداری میں مل
جاتی تھی۔ عمران کے ساتھی بھی لفٹ سے باہر آ گئے۔ اور عمران
اس راہداری کی طرف بڑھا اس نے راہداری کے کراس پر رک کر سر
باہر نکالا اور ادھر ادھر دیکھا۔ یہ دائیں بائیں جاتی ہوئی ایک طویل
راہداری تھی۔ جو دائیں طرف تو آخر میں جا کر بند ہو گئی تھی لیکن بائیں
طرف کافی دور جا کر دائیں ہاتھ پر مڑ جاتی تھی۔ راہداری خالی پڑی ہوئی

تھی۔ عمران نے اپنے پیچھے کھڑے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور خود اس
راہداری میں آ گیا۔ اسی لمحے اس کے کانوں میں مشینیں چلنے کی ہلکی
سی آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی دائیں طرف ایک دروازہ
بھی کھلا ہوا نظر آیا۔ عمران تیزی سے اس طرف بڑھا۔ مشینیں چلنے
کی آوازیں اسی دروازے سے ہی آ رہی تھیں۔ عمران نے آگے
بڑھ کر دروازے سے جھانکا۔ یہ ایک بڑا ہال نما کمرہ تھا۔ جس میں
دیواروں کے ساتھ مشینیں نصب تھیں۔ لیکن ان میں سے صرف
چند مشینیں ہی چل رہی تھیں۔ باقی بند پڑی ہوئی تھیں۔ ایک طرف
شفاف شیشے کا کمرہ تھا۔ جس کے اندر ایک آدمی بیٹھا ہوا نظر آ
رہا تھا۔ باقی تمام کمرہ خالی تھا۔ عمران نے یک لخت مشین گن کا
رخ اس کی طرف کیا اور پھر وہ بجلی کی سی تیزی سے اس کمرے کی
طرف بڑھ گیا۔ اس آدمی کی ان کی طرف پشت تھی۔ اور وہ کرسی
پر بیٹھا آگے میز پر رکھی ہوئی مشین پر جھکا ہوا تھا۔

"ہال میں ڈال دو دراسن انہیں"۔۔۔ اس آدمی نے مڑے
بغیر اونچی آواز میں کہا۔ اور عمران مسکرا دیا۔ اس کا مطلب تھا
کہ اس کے اور اس کے ساتھیوں کے اندر داخل ہونے کی آہٹ
اس نے سن لی تھی۔ حالانکہ عمران نے خاص طور پر بے حد احتیاط
کی تھی کہ اس کے شیشے کے کمرے تک پہنچنے میں اس کے قدموں
سے کوئی آہٹ پیدا نہ ہو سکے۔ لیکن شاید اس آدمی کے کان
ضرورت سے زیادہ حساس تھے۔ عمران نے اس کی آواز پہچان
لی تھی کہ یہ وہی مارک ہے۔ جس نے اس وقت اسی کرامن کو

ن کیا تھا۔ جب عمران ٹرانسمیٹر پر کرنل کاٹرڈ اور سر لارنس کے
یان ہونے والی گفتگو سن رہا تھا اور اس نے لاشوں کے متعلق
ا تھا۔

"کہاں ڈال دوں مارک۔ کوئی جگہ بھی تو بتاؤ۔ ویسے مشین گن سے
ک یعنی نشان کی بجائے زخم ہو جاتے ہیں۔ مارک تو چھروں والی
دوق سے پڑا کرتے تھے اور وہ بچپن کی باتیں تھیں"۔۔۔ عمران نے
دروازے پر پہنچ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ تو مارک عمران کی آواز سن کر
ں بُری طرح اچھلا کہ واقعی کرسی سمیت نیچے فرش پر جا گرا۔

"ارے ارے ابھی تو میں نے مشین گن بھی نہیں چلائی۔ تم پہلے
ی فرش چاٹنے لگے ہو"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور مارک بوکھلائے
ہوئے انداز میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"کک۔۔۔ کک۔۔۔ کیا مطلب۔ تم۔ عمران۔ تم بم سے ہلاک
نہیں ہوئے"۔۔۔ مارک کی حالت واقعی قابل دید تھی۔ اس کا چہرہ
یسا ہو رہا تھا جیسے ابھی حیرت کی شدت سے اس کے دماغ کی
ک پھٹ جائے گی۔ اس کا جسم حیرت کی شدت سے مسلسل جھٹکے
کھا رہا تھا۔

"مسلمانوں کو مارنا اتنا آسان نہیں مارک۔ جتنا تم یہودیوں نے
سمجھ لیا ہے"۔۔۔ عمران نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا اور ایک
قدم آگے بڑھا کر وہ مارک کے قریب جا کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھی
کمرے سے باہر ہی کھڑے تھے۔ کیونکہ کمرہ اتنا بڑا نہ تھا کہ وہ
سب اکٹھے وہاں جا کھڑے ہوتے۔ دوسرے لمحے عمران کے ایک

ہاتھ نے حرکت کی اور مارک یک لخت چیختا ہوا اچھل کر شیشے
والے کمرے کے دروازے سے نکل کر اڑتا ہوا ہال کے فرش
پر سر کے بل ایک دھماکے سے جا گرا۔ وہ اس طرح
گرا تھا کہ اپنے ہاتھ بھی بروقت نیچے نہ کر سکا تھا۔ اس
لئے سر کے بل گرتے ہی اس کے حلق سے ایک زوردار
چیخ نکلی۔ اور اس کا باقی جسم دھماکے سے نیچے گرا اور پھر
ساکت ہو گیا۔ سر کے بل گرنے کی وجہ سے اس کی گردن کی
ہڈی ٹوٹ چکی تھی اور وہ ہلاک ہو گیا تھا۔

"یہ مشین روم ہے۔ اور ہو سکتا تھا کہ یہ مارک کوئی ایسی حرکت
کر گزرتا کہ ہم پر کوئی اور مصیبت ٹوٹ پڑتی۔ اس لئے مجھے اسے
باہر اچھالنا پڑا" ——— عمران نے کہا اور پھر اس مشین کو غور سے
دیکھنے لگا۔ جس پر ان کے آنے سے پہلے مارک جھکا ہوا تھا۔ ابھی وہ
مشین کو دیکھ ہی رہا تھا کہ یک لخت مشین کے ساتھ ہی میز پر پڑے
ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے جلدی سے ہاتھ بڑھا
کر رسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو مارک۔ وہ لاشیں ابھی تک میرے دفتر نہیں پہنچیں کیا
وجہ ہے" ——— دوسری طرف سے کرنل کاٹرو کی تیز آواز سنائی دی۔

"لاشیں یہاں پہنچ گئی ہیں۔ آپ یہاں آجائیں۔ فوراً۔ میں آپ
کو ایک خاص بات دکھانا چاہتا ہوں۔ اس لئے میں نے انہیں
دفتر میں نہیں بھیجا" ——— عمران نے مارک کے لہجے میں بات
کرتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ——— کیسی خاص بات" ——— کرنل کاٹرو نے
بڑی طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"یہ علی عمران اور اس کے ساتھی نہیں ہیں بلکہ ان کے میک اپ
میں اور لوگ ہیں۔ آپ آکر خود چیک کر لیں" ——— عمران نے بات
بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے" ——— دوسری طرف سے کرنل
کاٹرو کی تیز آواز سنائی دی۔

"ابھی میرا شک ہے۔ بہرحال تصدیق آپ بہتر طور پر کر سکتے ہیں"
عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ پھر تو سارا مسئلہ ہی خراب ہو گیا۔ ٹھیک ہے میں آ رہا
ہوں" ——— دوسری طرف سے کرنل کاٹرو کی الجھی ہوئی آواز
سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے
مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"ان یہودیوں کو پوری دنیا میں یہی احمق ملا تھا چیف بنانے
کے لئے" ——— عمران نے کہا اور پھر شیشے والے کمرے سے
باہر آ گیا۔

"تم سب دروازے کی سائیڈوں میں کھڑے ہو جاؤ۔ میں
نے اسے زندہ پکڑنا ہے" ——— عمران نے اپنے ساتھیوں سے
کہا۔ اور پھر مارک کی لاش کو گھسیٹ کر اس نے شیشے کے
کمرے کی سائیڈ میں ڈالا اور پھر سائیڈ دیوار کی طرف بڑھتا گیا۔
چند لمحوں بعد وہ سب دروازے کی دونوں سائیڈوں میں دیوار

سے پشت لگائے کھڑے تھے۔ تھوڑی دیر بعد راہداری میں قدموں کی تیز آوازیں گونج اٹھیں۔ آنے والا اکیلا ہی تھا۔ اور وہ خاصی تیز رفتاری سے ادھر آ رہا تھا۔ چند لمحوں بعد قدموں کی آوازیں دروازے کے قریب پہنچیں اور پھر ایک آدمی تیزی سے اندر داخل ہوا ہی تھا کہ یک لخت عمران کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا دستہ لہرا کر اس کی کھوپڑی پر کھٹاک سے پڑا۔ عمران نے پہلے ہی مشین گن کو نال سے پکڑ رکھا تھا۔ اور آنے والا بری طرح چیختا ہوا اچھل کر منہ کے بل نیچے فرش پر گرا۔ اس نے نیچے گرتے ہی تیزی سے واپس اچھلنے کی کوشش کی۔ لیکن عمران نے آگے بڑھ کر پوری قوت سے اس کی کنپٹی پر بوٹ کی ٹو ماری اور اٹھتا ہوا آدمی ایک بار پھر چیختا ہوا پہلو کے بل الٹ کر گرا اور ساکت ہو گیا۔

"اس سارے حصے میں پھیل کر چیک کرو۔ جتنے بھی افراد نظر آئیں انہیں گولیوں سے اڑا دو۔ میں اس دوران اس کرنل کاٹرڈ سے پوچھ گچھ کرتا ہوں" ـــــ عمران نے کہا اور اس کے ساتھی سر ہلاتے ہوئے تیزی سے ہال کے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ عمران نے جھک کر کرنل کاٹرڈ کی پتلون کی بیلٹ کھولی۔ اور پھر اُسے الٹا کر اس کے دونوں ہاتھ اس کی پشت پر کئے۔ اور پھر انہیں اچھی طرح بیلٹ سے جکڑ دیا۔ اس کے بعد اس نے اُسے اٹھایا اور لا کر اس شیشے والے کمرے میں موجود ایک کرسی پر بٹھا دیا۔ اور پھر خود دوسری کرسی پر بیٹھ کر اس نے پوری قوت سے کرنل کاٹرڈ کے چہرے پر لگاتار تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔

سر لارنس چار افراد کے ساتھ ایکریمیا سے بلیک پاگوس آنے والے چارٹرڈ بوئنگ طیارے سے نیچے اترے۔ وہ وہیل چیئر پر بیٹھے ہوئے تھے اور وہیل چیئر کو ایک ریلنگ کے ذریعے نیچے اتارا گیا تھا۔ سیڑھیوں سے چار اور ایکریمین نیچے اترے ان کے ہاتھوں میں بریف کیس تھے۔ اُسی لمحے ایک طرف کھڑی ہوئی ایک خوب صورت ایکریمین لڑکی تیزی سے آگے بڑھی اور وہیل چیئر کے قریب پہنچ کر اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"میں جاشی ہوں سر لارنس۔ مجھے آپ کے استقبال کے لئے بھیجا گیا ہے" ـــــ لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تم تو انتہائی خوب صورت لڑکی ہو۔ تم جیسی لڑکی کو تو

کسی لارڈ کے محل میں ہونا چاہیئے "——— سر لارنس نے چونک کر اس طرح غور سے جاشی کو دیکھتے ہوئے کہا۔ جیسے اس کی آنکھوں سے ایکس ریز نکل کر جاشی کے جسم کو چیک کر رہی ہوں۔ سر لارنس حالانکہ بوڑھا آدمی تھا اور پھر دونوں ٹانگوں سے معذور بھی تھا لیکن اس کے باوجود جاشی کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں ہوس کی تیز چمک ابھر آئی تھی۔

"میں آپ کی مشکور ہوں سر لارنس"——— جاشی نے بھی بڑے لاڈ بھرے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ اُسی لمحے جہاز سے ایک بڑا سا پیکٹ نکالا گیا اور اُسے ٹرالی پر رکھ کر ایئرپورٹ کی عمارت کی طرف لے جایا جانے لگا۔ جہاز سے اترنے والے چاروں آدمی بھی سر لارنس کی وہیل چیئر کے قریب آ کر رک گئے۔ اور جاشی کو دیکھنے لگے۔ جاشی واقعی ایسی لڑکی تھی کہ ان چاروں مردوں کی آنکھوں میں بھی چمک لہرانے لگی تھی۔

"کار یہیں لے آؤں سر۔ یا آپ ٹرمینل تک جائیں گے"

جاشی نے پوچھا۔

"تم میرے ساتھ ساتھ چلو جاشی۔ تمہاری خوب صورت چال مجھے بے حد پسند آئی ہے"——— بوڑھا سر لارنس واقعی بُری طرح جاشی پر ریشہ خطمی ہو رہا تھا۔ اور پھر اس نے اپنی موٹر وہیل چیئر کا ایک بٹن دبایا اور وہیل چیئر خود بخود چلنے لگی جاشی اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ بوڑھے سر لارنس کی نظریں جاشی

پر اس طرح چپکی ہوئی تھیں جیسے لوہا مقناطیس سے چمٹ جاتا ہے۔

"مجھے تصور بھی نہ تھا کہ کرنل کاٹمرو نے تم جیسی خوب صورت لڑکی کو اس ہیڈ کوارٹر میں قید کر رکھا ہے۔ میں اس سے جواب طلب کرتا ہوں"——— سر لارنس نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا اور جاشی کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"سر۔ اس لئے تو انہوں نے مجھے آپ کے استقبال کے لئے بھیجا ہے۔ کہ آپ ان سے جواب طلبی نہ کریں"——— جاشی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تمہاری سفارش پر میں اُسے معاف کرنا ایک طرف اپنی ساری دولت بھی دے سکتا ہوں"——— سر لارنس نے کہا۔ اُسی لمحے وہ ایک بڑی سی ویگن کے قریب پہنچ گئے۔ جس میں فرنٹ سیٹ کی جگہ خالی تھی اور دروازے کے ساتھ وہیل چیئر سمیت اوپر پہنچنے کا نظام موجود تھا۔ چنانچہ وہیل چیئر ایک جھٹکے سے اس ریلنگ پر چڑھتی ہوئی اوپر فرنٹ سیٹ والی جگہ پر اس طرح ایڈجسٹ ہو گئی جیسے سر لارنس باقاعدہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھے ہوئے ہوں۔ چاروں افراد پچھلی سیٹوں پر بیٹھ گئے اور وہ بڑا سا پیکٹ بھی اس ویگن کے عقبی حصے میں لاد دیا گیا۔ جاشی سٹیرنگ پر بیٹھی اور اس نے ویگن کو آگے بڑھا دیا۔

"تم ہیڈ کوارٹر کے اندر رہتی ہو"——— سر لارنس نے پوچھا۔

"پہلے بھی نہ رہتی تھی اور اب تو شاید بالکل نہ رہوں"——— جاشی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیوں" ___ سر لارنس نے چونک کر پوچھا۔

"اس لئے کہ آپ نے مجھے پسند جو کر لیا ہے۔ اب مجھے آپ کے محل میں رہنا چاہیے" ___ جاشی نے بڑے بے باکانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ اوہ۔ ویری گڈ۔ اوہ تم تو واقعی بہت اچھی لڑکی ہو۔ میں تمہیں ضرور اپنے ساتھ رکھوں گا۔ تم میرے محل کی ملکہ بن کر رہو گی" ___ سر لارنس نے خوشی سے چہکتے ہوئے کہا۔

"لیکن سر لارنس گستاخی معاف۔ آپ تو بوڑھے بھی ہیں اور معذور بھی" ___ جاشی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تمہاری یہ گستاخی بھی ہمیں پسند آئی ہے۔ ورنہ اگر تمہاری جگہ کوئی اور ایسی گستاخی کرتا تو وہ دوسرا سانس بھی نہ لے سکتا۔ سنو۔ میں بوڑھا اور معذور ضرور ہوں لیکن میرا دل جوان ہے" ___ سر لارنس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر ٹھیک ہے" ___ جاشی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

ویگن تیزی سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی جا رہی تھی۔ پھر وہ ایک ایسی سڑک کی طرف گھوم گئی جو ویران علاقوں کی طرف جاتی تھی۔ آگے جا کر سڑک جزیرے کے ساحل کے قریب جا کر ختم ہو گئی۔ وہاں ساحل کے پاس ہی ایک سرخ رنگ کی چھوٹی لیکن جدید طرز کی آبدوز موجود تھی۔ جاشی نے ویگن روکی اور پھر نیچے اتر آئی۔ البتہ اس نے ڈیش بورڈ پر لگا ہوا وہ بٹن دبا دیا تھا جس سے وہیل چیئر نیچے اترنے کا سسٹم کھل جاتا تھا اور

سر لارنس وہیل چیئر چلاتے ہوئے ویگن سے نیچے اتر آئے۔ ان کے چاروں ساتھی بھی نیچے اتر آئے۔ اسی لمحے آبدوز سے تین افراد باہر نکلے اور پھر وہ ساحل پر چڑھ کر تیزی سے ویگن کے قریب پہنچ گئے۔ انہوں نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سر لارنس کو سلام کیا۔ اور پھر ویگن میں پڑا ہوا وہ بڑا سا پیکٹ اٹھا کر وہ آبدوز میں لے گئے۔ جاشی وہیل چیئر کے ساتھ چلتی ہوئی آبدوز کے قریب آئی۔ اور پھر اس نے ان تینوں افراد کو اشارہ کیا تو انہوں نے دو تختے ساحل اور آبدوز کے کھلے حصے کے درمیان جما دیئے۔ اس طرح سر لارنس کی وہیل چیئر آسانی سے آبدوز پر پہنچ گئی۔ تھوڑی دیر بعد سر لارنس آبدوز کے ایک بڑے سے حصے میں موجود تھے۔ جب کہ آبدوز تیزی سے نیچے پانی میں اترتی جا رہی تھی۔ وہ چاروں افراد جو مسلسل خاموش تھے ایک طرف رکھی ہوئی کرسیوں پر اسی طرح خاموشی سے بیٹھ گئے تھے جب کہ جاشی سر لارنس کے ساتھ رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھی تھی۔

"سر لارنس۔ ہیڈ کوارٹر بال بال بچا ہے" ___ جاشی نے کہا۔

"اوہ۔ کیا مطلب ___ میں سمجھا نہیں" ___ سر لارنس نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"آپ کو کرنل کاٹرو نے کال کر کے یہی بتایا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹی۔ ایلون ریز فائر کر کے ختم کر دیا گیا ہے اور پھر ان کی لاشوں کو ہیڈ کوارٹر منگوایا گیا۔ اور کمپیوٹر نے ان کی موت کی تصدیق کر دی" ___ جاشی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ تو کیا یہ غلط ہے" ——— سر لارنس کا لہجہ حیرت کی وجہ سے خاصا بگڑ گیا تھا۔

"نہیں۔ غلط تو نہ تھا۔ لیکن وہ لاشیں زندہ تھیں۔ اور پھر انہوں نے فرسٹ ہال پر قبضہ کر کے وہاں کے انچارج کرامن کا خاتمہ کر دیا اور کوئی ریز استعمال کر کے ہیڈ کوارٹر کی تمام فائرنگ مشنری جام کر دی۔ لیکن مشین روم کے انچارج مارک نے ان کو چیک کر لیا۔ اور پھر انہیں فرسٹ ہال میں ہی مفلوج کر دیا گیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی فرسٹ ہال کا سارا سسٹم بھی جام ہو گیا۔ اس طرح ان لوگوں کو مارا نہ جا سکتا تھا چنانچہ مارک نے بیرونی دروازے کے قریب ایک طاقتور وائرلیس بم رکھ دیا۔ تاکہ درست ہونے کے بعد جیسے یہ لوگ اس دروازے سے نکلیں وہ بم فائر کر کے ان کے پرخچے اڑا دیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ بم فائر تو ہوا لیکن یہ لوگ صاف بچ گئے۔ کیونکہ اس علی عمران نے وہ بم اٹھا کر اندر فرسٹ فلور میں پھینک دیا اور خود اپنے ساتھیوں سمیت فرش پر اس طرح لیٹ گیا جیسے ختم ہو گیا ہو۔ مارک اور کرنل کاٹرد دونوں مطمئن ہو گئے کہ یہ ہلاک ہو گئے ہیں۔ چنانچہ کرنل کاٹرد مارک کو حکم دے کر اپنے دفتر میں چلے گئے کہ ان کی لاشیں ان کے دفتر میں بھجوا دی جائیں۔ مارک نے سیکنڈ فلور سے چھ مسلح افراد ان کی لاشیں اٹھانے کے لئے بھیجے۔ لیکن اس عمران نے ان چھ افراد کو گولیوں سے بھون ڈالا اور ان کی مشین گنوں پر اس کے ساتھیوں نے قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد یہ لفٹ میں سوار ہو کر تھرڈ فلور پر گئے اور وہاں

وہ مشین روم میں گھس گئے جہاں مارک اکیلا موجود تھا۔ وہ مطمئن تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی مر چکے ہیں لیکن عمران اس کے سر پر پہنچ گیا۔ اور پھر اس نے اس مارک کو مار ڈالا۔ اس وقت کرنل کاٹرد نے انٹرکام پر مارک سے پوچھا کہ لاشیں اس کے دفتر میں اب تک کیوں نہیں پہنچیں تو اس علی عمران نے انتہائی حیرت انگیز طور پر مارک کی آواز اور لہجے کی نقل کرتے ہوئے کرنل کاٹرد کو بتایا کہ لاشیں مشین روم میں پہنچ گئی ہیں۔ لیکن وہ اصل علی عمران اور اس کے ساتھی نہیں ہیں وہ میک اپ میں کوئی دوسرے لوگ ہیں۔ اور تصدیق کرنے کے لئے کرنل کاٹرد کو بلایا۔ کرنل اس کے جھانسے میں آ گئے۔ اور وہ مشین روم میں دوڑتے ہوئے آئے۔ وہاں عمران اور اس کے ساتھی پہلے سے چھپے ہوئے تھے۔ عمران نے کرنل کاٹرد کو بے بس کر لیا۔ اور پھر اس نے کرنل کاٹرد کو اس کی بیلٹ سے باندھ دیا۔ باقی ساتھیوں کو اس نے دوسرے لوگوں کو مارنے کے لئے بھجوا دیا۔ اور خود اس نے کرنل کاٹرد کے چہرے پر جو مشین گن کی ضرب سے بے ہوش ہو چکے تھے۔ پوری قوت سے تھپڑ مارنے شروع کر دیئے" ——— جاشی ایک ہی سانس میں بولتی چلی گئی۔ اور سر لارنس ——— منہ کھولے حیرت سے اس کی رپورٹ سن رہے تھے۔ ان کی حالت اس بچے جیسی تھی جسے الف لیلیٰ کی کوئی انتہائی حیرت انگیز کہانی سنائی جا رہی ہو۔

"اوہ۔ پھر تم رک کیوں گئیں" ——— سر لارنس نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔ ان کی پیشانی پر پسینے کے قطرے نمودار ہو

گئے تھے۔

"پھر مجھ سے زیادہ برداشت نہ ہو سکا اور میں حرکت میں آ گئی اور پہلے عمران کے ساتھیوں کو اچانک مشین گن چلا کر مار ڈالا اور پھر مشین روم میں آ کر میں نے اس علی عمران کا جسم بھی گولیوں سے چھلنی کر دیا۔ اور کرنل کاٹرد کو آزاد کرا دیا"۔۔۔ جاشی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا۔۔۔ کیا مطلب۔ تم وہاں کیسے پہنچ گئیں۔ کیا مطلب" سر لارنس نے بری طرح گڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس لئے کہ میں شروع سے عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ تھی۔ انہی کے ساتھ ہی لاشس بن کر جزیرے میں گئی تھی پھر انہی کے ساتھ رہی۔ لیکن جب میں نے دیکھا کہ اب اگر میں حرکت میں نہ آئی تو یہ مسلمان یہودیوں کے اس عظیم ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کر کے اس کو تباہ کر دیں گے تو مجبوراً مجھے حرکت میں آنا پڑا"۔۔۔ جاشی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ علی عمران جیسا شاطر آدمی تمہیں ساتھ لے جاتے"۔۔۔ سر لارنس کی آنکھیں انتہائی حیرت کی وجہ سے ابل کر تقریباً حلقوں سے باہر آ گئی تھیں۔

"عمران اور اس کے ساتھی ایکریمین میک اپ میں میرے پاس پہنچے۔ کیونکہ عمران کے ایک دوست نے ناراک میں اسے بلیک پاگوس کے لئے میری ٹپ دی تھی۔ میرا اس سے بزنس لنک تھا۔ مجھے یہ علم نہ تھا کہ یہ لوگ مسلمان ہیں اور واٹر یادر کے

ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے آئے ہیں۔ میں نے یہاں اپنے آپ کو عیسائی مشہور رکھا ہوا تھا۔ کیونکہ میرے بزنس پر یہودی ظاہر کرنے سے اثر پڑتا تھا۔ بہرحال مجھے خود اس بات کا علم نہ تھا کہ یہاں یہودیوں کی مقدس تنظیم واٹر یادر کا ہیڈ کوارٹر موجود ہے۔ بہرحال جب یہ لوگ یہاں پہنچے تو انہوں نے بھی مجھے کچھ نہ بتایا پھر عمران کے ساتھیوں کو یہاں کے ایک اور یہودی بدمعاش کنگ ڈاگ نے اغوا کر لیا۔ عمران کو جب اس بات کا پتہ چلا تو وہ میرے پاس موجود تھا۔ چونکہ اس کنگ ڈاگ سے میری بھی کاروباری رقابت تھی اس لئے میں بھی عمران کے ساتھ ہو گئی۔ پھر کنگ ڈاگ کو بھی مار ڈالا گیا اور اس گڈمین سے جب اس عمران نے واٹر یادر کے ہیڈ کوارٹر کے سلسلے میں پوچھ گچھ کی تو اس کے اندر بم پھٹا اور وہ ہلاک ہو گیا۔ میں پہلی بار واٹر یادر کے ہیڈ کوارٹر کی بات سن کر چونکی تھی۔ بہرحال اس عمران نے گڈمین کی بیوی پاڈلا کو اغوا کرایا وہ بھی گڈمین کے ساتھ ہی ہیڈ کوارٹر میں رہتی تھی۔ اس عمران نے کسی ماہر سرجن کی طرح اس کی پشت کا آپریشن کر کے اس میں سے بم نکال لیا۔ اس سے اسے یہ بھی پتہ چل گیا کہ اس کے اندر ٹیلی ویو نظام بھی فٹ ہے۔ پاڈلا سے اس نے ہیڈ کوارٹر کی پوری تفصیلات معلوم کر لیں۔ میں چونکہ اس کے ساتھ تھی۔ اس لئے مجھے بھی ساری تفصیلات کا پوری طرح علم ہو گیا۔ پھر اس شاطر عمران نے پاڈلا سے حاصل شدہ معلومات کی بنا پر حیرت انگیز منصوبہ بنایا۔ اس کا منصوبہ سن کر مجھے یقین ہو گیا

کہ یہ لوگ لازماً ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کریں گے۔
اس عمران نے ناراک میں اپنے کسی آدمی کو فون کر کے اس سے
خصوصی سامان منگوایا۔ جس میں سائنسی سامان بھی تھا۔ اور ایک
ایسا پسٹل بھی تھا جس میں سے نکلنے والی ریزا ٹیمک بیٹریوں سے
چلنے والی مشینری کو جام کر دیتی ہیں۔ اُسے پاڈلا سے معلوم ہو گیا
تھا کہ سمندر کے راستے جانے والوں پر ٹی۔ الیون ریز بم فائر کیا
جاتا ہے۔ عمران نے اس کا توڑ کرنے کے لئے چکس تھرٹی نام کے
مادے کے انجکشن منگوائے۔ میں چونکہ یہودی ہوں اس لئے میں
نے ہیڈ کوارٹر بچانے کا فیصلہ کر لیا۔ اور ساتھ جانے کی ضد کی۔
مگر عمران نے سختی سے منع کر دیا۔ وہ کسی قیمت پر مجھے ساتھ نہ
لے جانا چاہتا تھا۔ میں نے خودکشی کی دھمکی دی تو اس نے پرواہ
نہ کی۔ وہ سخت ظالم اور کٹھور دل آدمی ہے۔ اس پر میں نے اس
کے ایک ساتھی تنویر کو تاڑ لیا۔ مخصوص نسوانی حس کی وجہ سے
مجھے معلوم ہو گیا کہ تنویر عاشق ٹائپ آدمی ہے۔ چنانچہ میں نے
کھلم کھلا اس پر ڈورے ڈالے۔ اس کی سفارش پر عمران مجھے
ساتھ لے جانے پر راضی ہو گیا۔ مختصر یہ کہ میں مردہ بن کر ان کے
ساتھ اندر پہنچ گئی۔ اور بعد کی کہانی میں نے آپ کو پہلے ہی سنا
دی ہے"۔۔۔ جاشی نے کہا۔

" اوہ اوہ۔ انتہائی حیرت انگیز۔ تم نے کمال کر دیا جاشی۔ تم تو
پوجے جانے کے قابل ہو۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی اصل
قاتل تو تم ہو۔ تم نے پوری دنیا کے یہودیوں پر احسان عظیم کیا

ہے۔ ورنہ وہ کرنل کاٹرو تو مار کھا گیا تھا۔ اور اگر تم نہ ہوتیں تو جس
طرح اس شیطان عمران نے یہودیوں کے عظیم مشن گریٹ بال کو تباہ
کر دیا تھا۔ اس طرح وہ واٹر پاور کے ہیڈ کوارٹر کو بھی تباہ کر دیتا
اور اگر یہ ہیڈ کوارٹر تباہ ہو جاتا تو پوری دنیا کے یہودیوں کی کمر
ٹوٹ جاتی اور یہودیوں کی عظیم سلطنت کا خواب پھر کبھی شرمندہ
تعبیر نہ ہو سکتا۔ تم یہودیوں کی ہیروئن ہو۔ اب تمغہ یہودا تمہیں ملے
گا اور تمہاری تصویر ہر یہودی کے گھر میں مقدس دیوی کی طرح
لٹکی رہے گی"۔۔۔ سر لارنس نے بڑی عقیدت بھری نظروں
سے جاشی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ ایسی کوئی بات نہیں سر لارنس۔ میں نے یہ کام ایک
مقدس مشن کے طور پر کیا ہے۔ ورنہ یہ علی عمران اور اس کے
ساتھی بحیثیت انسان بہت اچھے اور قابل لوگ تھے"۔۔۔ جاشی
نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور سر لارنس نے کچھ کہنے کی بجائے
صرف ہونٹ بھینچ لئے۔

اُسی لمحے آبدوز ایک جھٹکے سے ساکن ہو گئی۔ اور جاشی اٹھ
کھڑی ہوئی۔

" ہم ہیڈ کوارٹر میں پہنچ چکے ہیں سر لارنس"۔۔۔ جاشی نے
کہا اور سر لارنس نے سر ہلا دیا۔

وہ چار ایکریمی بھی اٹھ کھڑے ہوئے جو سر لارنس کے
ساتھ آئے تھے۔

اُسی لمحے آبدوز کے عملے کے دو تین افراد بھی آ گئے۔ جو

سر لارنس کو ساتھ لے کر آئے تھے۔ پھر جاشی کی رہنمائی میں سر لارنس وہیل چیئر چلاتے ہوئے آبدوز کے ایک خصوصی دروازے سے نکل کر ہیڈ کوارٹر کی راہداری میں آ گئے۔ وہ چاروں ایکریمی اور جاشی ان کے ساتھ تھی۔ اور آبدوز کے عملے کے افراد بھی ان میں سے ایک نے وہ پیکٹ اٹھایا ہوا تھا۔ جو سر لارنس ساتھ لائے تھے۔

کرنل کاٹرڈ نے مسکراتے ہوئے ایک بڑے سے ہال کمرے میں سر لارنس کا استقبال کیا۔ یہ ہال کمرہ خاصا وسیع و عریض تھا۔ لیکن اس میں کوئی مشینری وغیرہ نصب نہ تھی۔ ہال کے درمیان میں چار مردوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ جن میں سے صرف ایک لاش جو علی عمران کی تھی کا چہرہ صاف تھا۔ جب کہ باقی لاشوں کے چہرے کٹے پھٹے اور مسخ ہو چکے تھے۔ ان کے جسم مشین گن کی گولیوں سے چھلنی ہو رہے تھے۔

"یہ ہے جناب وہ علی عمران۔ جس کی شہرت پوری دنیا میں تھی۔ اور جو مادام جاشی کی وجہ سے موت کا شکار ہو گیا ورنہ شاید ایسا ممکن ہی نہ تھا"۔۔۔ کرنل کاٹرڈ نے بڑے مؤدبانہ انداز میں فرش پر بے چارگی اور بے بسی کی تصویر بنے پڑے علی عمران کی لاش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور سر لارنس اپنی

وہیل چیئر اس کے قریب لے گئے۔ وہ غور سے علی عمران کی لاش کا چہرہ دیکھتے رہے۔ پھر وہ پیچھے کھڑے ہوئے ایک ایکریمی سے مخاطب ہوئے۔

"جانسن"۔۔۔ سر لارنس نے تحکمانہ لہجے میں اس ایکریمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"۔۔۔ اس ایکریمی نوجوان نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"اب مجھے کسی بات پر مکمل یقین نہیں آ رہا۔ اس لاش کا چہرہ چیک کرو۔ یہ کہیں میک اپ میں تو نہیں ہے"۔۔۔ سر لارنس نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور علی عمران کی لاش کی طرف اشارہ کیا۔

"یس سر"۔۔۔ جانسن نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور اس پیکٹ کی طرف مڑ گیا۔ جو وہ ساتھ لائے تھے۔ اس نے پیکٹ کھولا اور اس میں سے ایک چھوٹی سی مشین نکال کر اس نے فرش پر رکھی اور پھر اس کے ساتھ منسلک ایک کنٹوپ اس نے علی عمران کی لاش کے چہرے پر چڑھا دیا۔ اس کے ساتھ ہی بیٹری سے چلنے والی اس مشین کے بٹن آن کر دیئے۔ علی عمران کا چہرہ اس کنٹوپ میں مکمل طور پر چھپ گیا تھا۔ مشین چلتی رہی۔ چند لمحوں بعد جانسن نے مشین آف کی۔ اور کنٹوپ کو ہٹایا۔ سر لارنس کے چہرے پر بے پناہ تجسس تھا۔ جیسے نجانے کنٹوپ ہٹنے کے بعد کیا ہو گا۔ لیکن کنٹوپ ہٹنے کے بعد علی عمران کا ہی چہرہ سامنے آ گیا۔

"یہ میک اپ میں نہیں ہے سر۔ اصلی چہرہ ہے"۔۔۔ جانسن نے مشین سمیٹتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ بہت خوب۔ اب مجھے تسلی ہو گئی ہے۔ گڈ شو۔ اب تم اس کو عارضی طور پر حنوط کرنے کا عمل شروع کر دو۔ کیونکہ میں نے وائٹ پاور کے تمام ڈائریکٹران کو یہ اہم ترین اطلاع دے دی ہے۔ اور وہ سب علی عمران کی لاش دیکھنے کے لئے انتہائی بے چین ہیں وہ سب ناراک میں اکٹھے ہو کر میری واپسی کا انتظار کر رہے ہیں"۔۔۔ سر لارنس نے کہا۔

"سر۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ ان سب کو یہاں بلیک پاگوس میں ہیڈ کوارٹر کی طرف سے دعوت دے دیں۔ یہاں مادام جاشی کی شاندار رہائشی عمارت موجود ہے۔ یہاں ان کے سامنے علی عمران اور اس کے ساتھیوں کی نمائش بھی ہو جائے گی اور مادام جاشی کے اس عظیم کارنامے کی مکمل رپورٹ بھی سامنے آ جائے گی۔ اس کے بعد میں انہیں ہیڈ کوارٹر کی بھی سیر کرا دوں گا۔ تاکہ ان سب کو معلوم ہو سکے کہ وائٹ پاور ناقابل تسخیر ہے"۔۔۔ کرنل کاٹرو نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہو تو سکتا ہے۔ ٹھیک ہے اب علی عمران کے خاتمے کے بعد ہیڈ کوارٹر کو اس قدر خفیہ رکھنے کی ضرورت بھی نہیں رہی اور ہیڈ کوارٹر کو دیکھنے کے بعد وہ میرے نئے منصوبے گریٹ فال کی یقیناً منظوری بھی دے دیں گے اور اس پر فوری کام بھی شروع ہو جائے گا۔ کیونکہ ان سب نے اس عظیم منصوبے کی

منظوری علی عمران کی موت کی یقین دہانی سے مشروط کر دی ہے۔"
سر لارنس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کون سا منصوبہ سر" ۔۔۔ کرنل کاٹرو اور مادام جاشی نے بیک وقت تجسس بھرے لہجے میں پوچھا۔

"گریٹ بال کی تباہی کے بعد ہم نے گریٹ فال کے نام سے ایک نیا منصوبہ بنایا ہے۔ جس کے تحت پہلے مرحلے میں مسلمانوں کے انتہائی مقدس مقامات کو یہاں ہیڈ کوارٹر سے انتہائی خفیہ طریقے سے تباہ کر دیا جائے گا۔ اس کے لئے ہم نے ایکس میزائل کا ایک گائیڈڈ نظام قائم کرنے کی منصوبہ بندی کی ہے۔ یہ ایکس میزائل ایک خصوصی سٹلائٹ کے ذریعے خلا میں پہنچائے جائیں گے۔ اور انہیں گائیڈ یہاں ہیڈ کوارٹر سے کیا جائے گا۔ کیونکہ ہیڈ کوارٹر مسلمانوں کے ان مقدس ترین مقامات سے بہت دور ہے۔ اس طرح کسی کو شک بھی نہ پڑے گا۔ کہ یہ تباہی کیسے وجود میں آئی۔ سٹلائٹ کو عین ان مقدس مقامات کے اوپر لے آ کر یہاں ہیڈ کوارٹر سے فائر کیا جائے گا۔ اور اس منصوبے کے تحت ایکس میزائل فائر ہونے کے ساتھ ہی یہ سٹلائٹ بھی تباہ ہو جائے گا۔ اور میزائل اپنے نشانوں پر آ کر ان مقامات کو مکمل طور پر تباہ کر دیں گے۔ اس طرح مسلمانوں کے بڑے بڑے سائنسدان اور ان کی ہمدرد سپر پاور خاص طور پر شوگران کے سائنسدان تک کبھی یہ معلوم نہ کر سکیں گے کہ ان مقدس مقامات کی تباہی کیسے ہوئی۔ لیکن ہمیں معلوم ہے کہ ان مقدس مقامات

کی تباہی سے پوری دنیا کے مسلمانوں کی کمر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ٹوٹ جائے گی۔ بورڈ کو اگر خطرہ تھا تو صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس علی عمران سے۔ لیکن ان کی موت کے بعد یہ خطرہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکا ہے۔ اور اب ہم اطمینان سے مسلمانوں کے خلاف ہر قسم کی تباہ کن کارروائی کر سکتے ہیں" ۔۔۔ سر لارنس نے جواب دیا۔

"اوہ۔ تو یہ اہم ترین منصوبہ آپ کے ذہن نے سوچا ہو گا" ۔۔۔ کرنل کاٹرو نے بڑے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"تمہیں تو معلوم ہے کہ مسلمانوں کے خلاف ایسے تمام خوفناک منصوبے ہمیشہ ہم نے ہی سوچے ہیں اب اس ایکس مشن پر بھی اربوں ڈالر خرچ ہوں گے لیکن صرف میں ہی اس قدر رقم پوری دنیا کے یہودیوں سے اکٹھی کر سکتا ہوں۔ گریٹ بال کے منصوبے کی ناکامی کے بعد سوائے میری ذات کے اور کوئی اتنی بڑی رقم یہودیوں سے اکٹھی نہیں کر سکتا۔ لیکن مجھ پر پوری دنیا کے یہودی ہمیشہ اعتماد کرتے ہیں" ۔۔۔ سر لارنس نے کہا۔

"سر۔ کیا حنوط کا عمل یہیں کرنا ہے" ۔۔۔ ایک ایکریمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ عارضی عمل تو یہیں کر لو۔ باقی مستقل طور پر وہاں ایکریمیا میں کرتے رہنا" ۔۔۔ سر لارنس نے کہا۔

"سر یہ جگہ چونکہ سمندر کے اندر ہے اور یہاں سورج کی خالص روشنی مہیا نہیں ہے۔ اس لئے یہاں جو عمل بھی کیا گیا وہ باہر جا کر

خراب ہو جائے گا۔ اگر جزیرے پر کوئی ایسی جگہ ہو۔ جہاں سورج
کی خالص روشنی مہیا ہو سکے تو وہاں کام پائیدار طور پر ہو گا"۔۔۔۔۔
ایکریمی نے جواب دیا۔
"اوہ۔ پھر تو کرنل کاٹرو کی تجویز درست ہے۔ ڈائریکٹران کو یہیں
بلوا لیا جائے۔ انہیں ہیڈ کوارٹر بھی دکھا دیا جائے اور علی عمران
کی لاش بھی۔ ان کی تسلی کے بعد تم اطمینان سے ایک ہی بار اس
کو مستقل بنیادوں پر محفوظ کر دینا"۔۔۔۔۔ سر لارنس نے کہا۔
"یس سر۔ یہ درست رہے گا"۔۔۔۔۔ اسی ایکریمی نے کہا۔
"کرنل کاٹرو۔ ٹرانسمیٹر پر میری مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کر دو۔
اس پر ڈائریکٹر مانک شا اٹنڈ کرے گا۔ میں اس سے بات چیت
کر دوں گا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ہیڈ کوارٹر اور اس علی عمران کی
لاش دیکھنے کے لئے چند گھنٹوں کے اندر ہی یہاں پہنچ جائیں گے"
سر لارنس نے کہا اور کرنل کاٹرو نے سر ہلا دیا۔ اور اس نے اپنے
ایک ساتھی کو اشارہ کیا تو وہ اس ہال کمرے سے باہر چلا گیا تھوڑی
دیر بعد اس نے ایک ٹرانسمیٹر لا کر کرنل کاٹرو کو پکڑا دیا۔ اور کرنل کاٹرو
نے اس پر فریکونسی ایڈجسٹ کی اور ٹرانسمیٹر سر لارنس کے وہیل
چیئر کے بازو پر رکھ دیا۔ سر لارنس نے رابطہ قائم ہوتے ہی
گفتگو کا آغاز کر دیا۔ اس کا انداز بڑا فاتحانہ تھا اور وہ بار بار فاتحانہ
انداز میں فرش پر پڑی ہوئی علی عمران کی لاش کو بھی دیکھتا جا رہا تھا۔

بڑی سی لانچ ۔۔۔۔۔ سمندر کے اندر آہستہ آہستہ تیرتی
ئی آگے بڑھتی جا رہی تھی۔ لانچ پر سر لارنس اپنی وہیل چیئر پر جبکہ
ٹریا در کے ان کے علاوہ آٹھ ڈائریکٹران کرسیوں پر اکڑے بیٹھے
ئے تھے۔ لانچ کا سٹیئرنگ کرنل کاٹرو کے ایک آدمی کے ہاتھ
تھا۔ جب کہ کرنل کاٹرو کے دو اور ساتھی کاندھوں سے مشین گنیں
ئے لانچ کے ایک کنارے پر مؤدبانہ انداز میں کھڑے تھے۔
م جاشی سر لارنس کے ساتھ کھڑی تھی۔ جب کہ کرنل کاٹرو لانچ
نیچے بنے ہوئے کیبن میں تھا۔ وہ سب مادام جاشی کی دعوت
نے کے بعد اب ہیڈ کوارٹر دیکھنے کے لئے جا رہے تھے۔
مادام جاشی نے واقعی عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے"۔۔۔۔۔
ڈائریکٹر نے مادام جاشی سے مخاطب ہو کر کہا
آپ اگر ایسا سمجھتے ہیں تو یہ میری خوش قسمتی ہے"۔۔۔۔۔ مادام جاشی

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی۔ کہ پہلے تو مجھے آبدوز کے ذریعے ہیڈ کوارٹر لے جایا گیا تھا لیکن اب ہم لانچ کے ذریعے جا رہے ہیں" سر لارنس نے جو اب تک خاموش بیٹھے ہوئے تھے بول پڑے۔

"کرنل کاٹرو نہیں چاہتے کہ آبدوز کو زیادہ استعمال کیا جائے" مادام جاشی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں چاہتے ہم واٹر پاور کے ڈائریکٹران ہیں۔ ہم سب کی زندگی بھر کی کمائی کا بیشتر حصہ اس ہیڈ کوارٹر کی تعمیر پر لگا ہوا ہے۔ کرنل کاٹرو ہمیں اس سہولت سے کیسے باز رکھ سکتا ہے" سر لارنس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سر لارنس میرا ایک خاص مقصد تھا جس کی وجہ سے ۔۔۔ آبدوز کی بجائے میں نے اس لانچ کا بندوبست کیا ہے"۔۔۔ اسی لمحے کرنل کاٹرو نے نیچے کیبن سے اوپر عرشے پر آتے ہوئے کہا۔

"کیسا مقصد"۔۔۔ سر لارنس کے ساتھ ساتھ باقی بوڑھے ڈائریکٹران بھی چونک پڑے۔

"ابھی بتاتا ہوں"۔۔۔ کرنل کاٹرو نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے لانچ چلانے والے کو اشارہ کیا تو اس نے انجن بند کر دیا۔ اور سیٹ سے اٹھ کر وہ بھی اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ لانچ رک گئی تھی۔

"وہ سامنے آپ کو بلیک پاگوس کا وہ حصہ نظر آ رہا ہے جس

کے اوپر انتہائی گھنا جنگل ہے اور نیچے واٹر پاور کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ نظر آ رہا ہے ناں"۔۔۔ کرنل کاٹرو نے ایسے انداز میں کہا جیسے کوئی شعبدہ گر حاضرین کو اپنے کسی حیرت انگیز شعبدے کے متعلق بتا رہا ہو۔

"ہاں۔ اس بات کا مطلب"۔۔۔ سر لارنس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کی فائرنگ مشینری جو ایٹمک بیٹریوں سے چلتی تھی کسی مخصوص ریز کی مدد سے جام کر دی گئی تھی۔ مادام جاشی نے آپ کو بتایا تھا"۔۔۔ کرنل کاٹرو نے کہا۔

"ہاں۔۔۔ اور تم نے کہا تھا کہ تم اسے ٹھیک کروا رہے ہو" سر لارنس نے کہا۔

"وہ ٹھیک ہو گئی ہے۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس کا افتتاح آپ جیسے یہودیوں کے سرپرست اعلیٰ کے ہاتھوں ہو۔ اس لئے اسے چالو کرنے کا بٹن آپ دبائیں گے۔ اور اس بٹن کے دبتے ہی فائرنگ مشینری چالو ہو جائے گی۔ اور صرف مظاہرے کی غرض سے ان میں سے ایک مشینری سے فائرنگ کا بھی بندوبست کر دیا گیا ہے۔ آپ یقیناً اس مظاہرے کو دیکھ کر انتہائی مسرت محسوس کریں گے"۔۔۔ کرنل کاٹرو نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا تو اس کے دو ساتھی تیزی سے ایک طرف کو بڑھے اور پھر سیڑھیاں اتر کر نیچے کیبن کی طرف چلے گئے۔

"یہ تم نے کیا شعبدہ بازی شروع کر دی ہے۔ میں سمجھا نہیں"
سر لارنس نے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ یقین کریں سر لارنس۔ جیسے ہی آپ یہ بٹن دبائیں گے
پوری دنیا کے یہودیوں کے لئے عام طور پر اور آپ سب حضرات
کے لئے خصوصاً یہ ایک یادگار لمحہ بن جائے گا"۔۔۔ کرنل کاٹرڈ
نے کہا۔ اسی لمحے اس کے ساتھی ایک بڑا سا ڈبہ اٹھائے اندر
آئے۔ یہ ڈبہ کسی خاص دھات کا بنا ہوا تھا اور اس کے اوپر ایک
لیور باہر کو نکلا ہوا تھا۔

"یہ سر لارنس کے سامنے رکھ دو"۔۔۔ کرنل کاٹرڈ نے
کہا۔ اور اس کے ساتھیوں نے بڑے مؤدبانہ انداز میں وہ ڈبہ
سر لارنس کی وہیل چیئر کے سامنے رکھ دیا۔ سارے ڈائریکٹران
غور سے اس ڈبے کو دیکھ رہے تھے۔

"علی عمران کی لاش بھی اٹھا لاؤ نیچے سے"۔۔۔ کرنل کاٹرڈ
نے کہا اور وہی دونوں ساتھی دوبارہ نیچے کی طرف مڑ گئے۔

"کیا مطلب۔ تم اس کی لاش بھی ساتھ لے آئے ہو۔ کیوں۔
اسے تو حنوط کیا جانا تھا"۔۔۔ سر لارنس نے بری طرح چونکتے
ہوئے کہا۔ باقی ڈائریکٹران بھی چونک پڑے تھے۔

"میں نے سوچا سر لارنس کے اس عظیم موقع پر اس علی عمران
کی لاش بھی آپ سب کے سامنے ہو۔ مجھے یقین ہے کہ لاش
کے ساتھ اس کی روح بھی آ جائے گی۔ اور وہ بھی یہودیوں کی عظمت
کا نظارہ کرے گی۔ باقی رہا حنوط والا مسئلہ تو وہ ہوتا رہے گا۔ دیسے

لاش کو ایسی ادویات لگا دی گئی ہیں کہ وہ اب کم از کم ایک ہفتے تک
گلنے سڑنے سے محفوظ ہو گئی ہے"۔۔۔ کرنل کاٹرڈ نے کہا اور
سر لارنس نے سر ملا دیا۔

"کرنل کاٹرڈ درست کہہ رہا ہے سر لارنس۔ علی عمران کی لاش
کی موجودگی اس موقع پر ہم سب کا مورال اور بھی اونچا کر دے
گی"۔۔۔ مادام جاشی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تم کہہ رہی ہو تو پھر ٹھیک ہے"۔۔۔ سر لارنس نے
بڑی میٹھی نظروں سے مادام جاشی کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اور
مادام جاشی مسکرا دی۔

چند لمحوں بعد علی عمران کی لاش لا کر ایسی جگہ رکھ دی گئی جہاں
سے سب اسے دیکھ سکیں۔

"سچی بات یہ ہے کہ اس شخص کی موت کا مجھے اب بھی یقین
نہیں آتا۔ بعض اوقات مجھے وہم پڑ جاتا ہے کہ کہیں یہ زندہ نہ
ہو"۔۔۔ سر لارنس نے کہا۔

"یہ تھا ہی ایسا آدمی سر لارنس۔ جب تک ہم نے اس کی لاش
کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ لیا اور یہ معلوم نہیں کر لیا۔ کہ
جدید ترین میک اپ واشر سے اس کے چہرے کے اصل
ہونے کی تصدیق نہیں کر دی گئی ہمیں بھی مکمل یقین نہ آ رہا تھا"
ایک ڈائریکٹر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں تو سر لارنس۔ آپ اب فائرنگ مشینری کا افتتاح کریں۔
اور اس لیور کو دبا دیں۔ پھر واشر پاور کے ہیڈ کوارٹر کی عظمت کا

مظاہرہ دیکھیں" ۔۔۔۔ کرنل کاٹرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"اچھا" ۔۔۔۔ سر لارنس نے کہا۔ اور اس نے ایک نظر عمران
کی لاش کی طرف دیکھا اور پھر جھک کر اس نے دونوں ہاتھ ابھرے
ہوئے لیور پر رکھے اور جھک کر پوری قوت سے اُسے دبا دیا۔ لیور
کے دبتے ہی دور جزیرے پر پہلے تو گڑگڑاہٹ کی تیز آواز سنائی
دی۔ اس کے بعد اس قدر خوف ناک دھماکوں کا سلسلہ سا چل
نکلا کہ سر لارنس اور باقی ڈائریکٹران کے چہرے یک لخت
خوف سے زرد پڑ گئے۔ لانچ جزیرے سے کافی دور تھی اور جزیرے
کا وہ جنگل والا حصہ ایک بڑے سے دھبے کی صورت میں نظر
آ رہا تھا۔ ان سب کی نظریں اس بڑے سے دھبے پر جمی ہوئی
تھیں۔ اور پھر جس طرح کوئی خفیہ آتش فشاں پوری قوت سے
پھٹ پڑتا ہے۔ اس طرح اس دھبے میں سے آگ کا ایک بہت
بڑا فوارہ سا پھوٹا اور اس طرح اوپر آسمان کی طرف چڑھتا گیا جیسے
وہ پورے آسمان کو جلا کر راکھ کر دے گا۔ سر لارنس اور دوسرے
ڈائریکٹران پھٹی پھٹی آنکھوں سے یہ عجیب و غریب نظارہ دیکھ رہے
تھے۔ اس قدر خوف ناک مظاہرے کی شاید انہیں خواب میں بھی
توقع نہ تھی۔ آگ کا فوارہ کافی بلندی پر پہنچ کر رکا اور پھر آگ پھوار
کی صورت میں نیچے گرنے لگی۔ دھماکے ابھی تک مسلسل ہو رہے
تھے۔
"آپ نے دیکھی یہودیوں کی آتش بازی" ۔۔۔۔ کرنل کاٹرو
نے اچانک کہا۔ اور سر لارنس اور اس کے ساتھی یہ آواز سنتے

ہی بُری طرح چونک کر کرنل کاٹرو کی طرف دیکھنے لگے۔
"یہ کیا۔ کیا ہو رہا ہے" ۔۔۔۔ سر لارنس نے قدرے خوف زدہ
لہجے میں کہا۔
"یہ واٹر پاور کا ہیڈ کوارٹر تباہ ہو رہا ہے اور وہ بھی یہودیوں
کے سب سے بڑے سرپرست سر لارنس کے ہاتھوں" ۔۔۔۔
کرنل کاٹرو نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔
"کیا ۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو کرنل کاٹرو" ۔۔۔۔ سر لارنس اور
دوسرے ڈائریکٹران کرنل کاٹرو کی بات سن کر بُری طرح بوکھلا گئے۔
یہ بوکھلاہٹ اس قدر شدید تھی کہ سر لارنس معذور ہونے کی وجہ
سے اٹھ نہ سکا۔ لیکن باقی ڈائریکٹران اچھل کر اپنی کرسیوں پر سے
اٹھ کھڑے ہوئے۔
"بیٹھ جاؤ تم سب۔ ورنہ مشین گنوں کی گولیاں یہ نہیں دیکھا
کرتیں کہ تم واٹر پاور کے ڈائریکٹر ہو" ۔۔۔۔ کرنل کاٹرو نے یکلخت
غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور سارے بوڑھے ڈائریکٹران نے
دیکھا کہ کرنل کاٹرو کے ساتھیوں نے اپنی مشین گنوں کا رخ ان کی
طرف کر رکھا تھا۔
"کیا ۔۔۔ کیا مطلب۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ کرنل کاٹرو کیا ہو رہا
ہے" ۔۔۔۔ سر لارنس کی حالت دیکھنے والی تھی۔
"کون کرنل کاٹرو۔ وہ بے چارہ تو یہ پڑا ہوا ہے۔ تمہارے
قدموں کے ساتھ لاش کی صورت میں" ۔۔۔۔ یک لخت کرنل کاٹرو
نے اپنی کنپٹی پر چٹکی بھری اور دوسرے لمحے ایک ماسک اس

کے چہرے سے اتر آیا۔ اب کرنل کاٹرو کی بجائے علی عمران کا چہرہ
نظر آرہا تھا۔ عمران کے چہرے پر بڑی زہریلی مسکراہٹ تیر رہی
تھی۔

"عمران۔ تم عمران" ____ سر لارنس نے ڈوبتی ہوئی آواز میں
کہا۔

"ہاں۔ اچھی طرح دیکھ لو۔ مادام جاشی اس کرنل کاٹرو کے چہرے
کو سادہ پانی سے دھو ڈالو۔ تاکہ ان یہودیوں کو معلوم ہو سکے کہ
صرف دولت ہی کام نہیں آتی۔ یہ اپنے طور پر جدید ترین میک اپ
واشر لے آئے تھے۔ لیکن یہ میک اپ صرف سادہ پانی سے صاف
ہو سکتا ہے۔ اور کسی شعاع۔ محلول اور گیس سے نہیں" ____ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور مادام جاشی مسکراتی ہوئی ایک کونے
کی طرف بڑھی۔ جہاں پانی کا ایک کنٹینر موجود تھا۔

"تو یہ مادام جاشی" ____ سر لارنس نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر
مادام جاشی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم سب کا اس طرح یہاں اکٹھا کرنا مادام جاشی کا ہی کارنامہ
ہے۔ ورنہ مجھے خواہ مخواہ ایک ایک کر کے تمہارے پیچھے
بھاگنا پڑتا۔ اور تمہیں قتل کرنا پڑتا" ____ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔ مادام جاشی نے پانی لا کر لاش کے چہرے پر ڈالا
اور پھر جیب سے ایک رومال نکال کر وہ لاش کے چہرے پر ملنے
لگی۔ چند لمحوں بعد جب اس نے ہاتھ ہٹایا تو وہاں واقعی کرنل
کاٹرو کی لاش پڑی ہوئی تھی۔

"اوہ اوہ۔ اس قدر بڑا دھوکہ" ____ سر لارنس نے انتہائی
شکست خوردہ لہجے میں کہا۔

"اب باقی کہانی بھی تمہیں مادام جاشی ہی سنائے گی" ____ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں تو سر لارنس۔ عمران نے کرنل کاٹرو پر تشدد کیا تاکہ اس
سے وائٹ پاور کے اصل گرگوں کا پتہ چلایا جا سکے۔ لیکن اس نے
خودکشی کر لی۔ اس پر عمران نے تم لوگوں کو ٹریس کرنے کی ایک نئی منصوبہ
بندی کی۔ تم ان حنوط کرنے والے ماہرین کے ساتھ پہنچنے والے تھے۔
اور ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کے لئے کافی وقت چاہیئے تھا۔ کیونکہ
اس کی تعمیر اس قسم کی تھی کہ اسے عام ڈائنا منٹ سے نہ اڑایا جا
سکتا تھا۔ اس لئے اس نے خود کرنل کاٹرو کا روپ دھار لیا۔ اور
کرنل کاٹرو پر اپنا میک اپ کر دیا پھر تمہارے پہنچنے کی کال آئی تو عمران نے مجھے
تمہارے استقبال کے لئے بھیجا۔ وہ دراصل چاہتا تھا کہ تم عمران
کی موت کی تصدیق کر لو پھر تمہیں اس بات پر ابھارا جائے کہ وائٹ
پاور کے سارے ڈائریکٹران کو یہاں اکٹھا کیا جا سکے۔ ورنہ تم
لوگ دولت کے بل بوتے پر پھر ایسی ہی کوئی تنظیم مسلمانوں کے خلاف
قائم کر لو گے۔ اس کے بعد میں تمہارے استقبال کے لئے گئی۔
اور میں نے تمہیں نئی کہانی سنائی۔ مطمئن کیا۔ پھر تم نے سارے
ڈائریکٹران کو یہاں بلوایا۔ اس دوران عمران کو موقع مل گیا کہ نادراک
سے ایسا سامان منگوا کر ہیڈ کوارٹر میں فٹ کر سکے۔ جس سے پورا
ہیڈ کوارٹر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تباہ ہو سکے۔ پھر یہ اس کی شرارت

تھی۔ کہ اس نے یہ کام بھی تمہارے ہاتھوں ہی مکمل کرایا۔ تم نے خود اپنے ہاتھوں اپنا ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا"ــــ مادام جاشی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو ــــ تو تم یہودی نہیں ہو۔ تم نے دھوکہ دیا تھا مجھے"ــــ سر لارنس نے کہا۔

"میں یہودیوں پر دس لاکھ بار لعنت بھیجتی ہوں سر لارنس"۔ مادام جاشی نے بڑے پُر جوش لہجے میں کہا۔

"عمران۔ اب ختم بھی کر دو یہ ڈرامہ۔ خواہ مخواہ اسے لمبا کئے جا رہے ہو"ــــ ایک طرف کھڑے مشین گن بردار نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ ڈرامہ بے حد دلچسپ ہے تنویر۔ دیکھو وائٹ پاور کے تمام ڈائریکٹران یہاں موجود ہیں۔ اپنی اس تنظیم کی تباہی کی روئیداد کس طرح اطمینان سے سن رہے ہیں جس پر انہیں ناز تھا اور جس کی مدد سے یہ کروڑوں مسلمانوں کا خاتمہ کرنے اور عظیم اسلامی مملکتوں کو تباہ کرنے کا خواب دیکھ رہے تھے۔ اور سب سے دلچسپ بات یہ ہے کہ اپنے ہی ہاتھوں اس عظیم تنظیم کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر کے اس کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ بہر حال اب ان کی لاشیں سمندری جانوروں کے معدوں میں جا کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حنوط ہو جائیں گی"ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا ــــ کیا مطلب۔ کیا تم ہمیں ہلاک کر دو گے"ــــ سر لارنس نے انتہائی خوف زدہ لہجے میں کہا۔ اور عمران قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"بہت خوب سر لارنس۔ تم تو پوری دنیا کے مسلمانوں کو ہلاک کرنے کے منصوبے بناؤ۔ اور مسلمانوں کو اتنی بھی اجازت نہیں کہ تم جیسے بوڑھے یہودیوں کا خاتمہ کر سکیں"ــــ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے تنویر۔ اور مادام جاشی تم دونوں سوائے سر لارنس کے باقی لوگوں کو تو ان کے ٹھکانوں پر پہنچا ہی دو"ــــ عمران نے یک لخت پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ اور اُسی لمحے مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی وہاں موجود بوڑھے یہودیوں کی چیخوں سے ماحول گونج اٹھا۔ مادام جاشی نے یک لخت صفدر کے ہاتھ سے مشین گن جھپٹ لی تھی۔ اور اب وہ تنویر کے ساتھ مل کر ان کا شکار کھیل رہی تھی۔ سر لارنس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپا لیا۔

"دیکھو سر لارنس دیکھو وائٹ پاور کا انجام۔ آنکھیں کھول کر دیکھو"ــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم ــــ مم ــــ معاف کر دو۔ مجھے معاف کر دو۔ میں معذور ہوں۔ اور مسلمان بڑے بہادر ہوتے ہیں۔ وہ معذوروں کو ہلاک نہیں کرتے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کسی مسلمان کے خلاف کوئی منصوبہ بندی نہ کروں گا۔ مجھے معاف کر دو"ــــ یک لخت سر لارنس نے بُری طرح گڑگڑاتے ہوئے کہا۔

"مسلمان واقعی معذوروں پر ہاتھ نہیں اٹھاتے سر لارنس۔

لیکن تم جیسے تخریبی اور سازشی ذہن کا خاتمہ مسلمانوں کا پہلا فرض ہے۔ اور تم نے مسلمانوں کے مقدس مقامات کی تباہی کا منصوبہ سوچ کر اپنی موت کے پروانے پر خود دستخط کر دیئے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود تمہیں گولی نہیں ماری جائے گی۔ کیونکہ بہرحال تم معذور ہو"۔۔۔ عمران نے کہا۔

" اوہ اوہ۔ شکریہ۔ میں تمہارا یہ احسان زندگی بھر نہ بھلاؤں گا"۔۔۔ سر لارنس کا چہرہ عمران کی آخری بات سن کر یک لخت زندگی کی نوید ملنے پر مسرت سے کھل اٹھا۔

" ان یہودی گدھوں کی لاشیں اٹھا کر سمندر میں پھینک دو لانچ کو ان کے منحوس جسموں سے پاک کر دو"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور عمران کے ساتھیوں نے آگے بڑھ کر ان بوڑھے یہودیوں کے گولیوں سے چھلنی جسم گھسیٹ گھسیٹ کر لانچ سے سمندر میں پھینکنے شروع کر دیئے۔ کرنل کاٹرد کی لاش بھی سمندر میں پھینک دی گئی۔

تھوڑی دیر بعد لانچ میں سر لارنس۔ عمران۔ عمران کے ساتھی اور مادام جاشی رہ گئی۔ باقی لانچ خالی ہو چکی تھی۔ عمران نے خود وہ دھات کا بنا ہوا ڈبہ جس کا لیور دبا کر سر لارنس نے واٹر پاور کا ہیڈ کوارٹر اور بلیک پاگوس جزیرے کے ایک بڑے حصے کو اڑا دیا تھا اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا تھا۔

" اسے کیوں زندہ چھوڑ رہے ہو۔ یہی تو مسلمانوں کے خلاف منصوبہ بندی کرنے والا اصل ذہن ہے"۔۔۔ مادام جاشی نے

حیرت بھرے انداز میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یہ معذور ہے مادام جاشی۔ اور مسلمان کسی معذور آدمی کو گولی نہیں مار سکتے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میں تو مسلمان نہیں ہوں۔ میں تو اسے گولی مار سکتی ہوں"۔۔۔ مادام جاشی نے تیز لہجے میں کہا۔

" مم۔۔۔ مم۔۔۔ معاف کر دو۔ مجھے مت مارو۔ میں ہاتھ جوڑتا ہوں۔ مجھے معاف کر دو۔ تم نے سب کچھ تباہ تو کر دیا ہے۔ تم نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یہودیوں کی کمر توڑ دی ہے۔ اب مجھے مار کر تمہیں کیا ملے گا"۔۔۔ سر لارنس نے تقریباً روتے ہوئے کہا۔ وہ رونے اور گڑگڑانے کے ساتھ ساتھ ہاتھ بھی جوڑے ہوئے تھا۔ اس کی حالت ایسی تھی جیسے مر بھی رہا ہو اور زندہ بھی رہنے پر مجبور ہو۔

" مادام جاشی۔ تم نے بتایا تھا کہ بوڑھا اور معذور ہونے کے باوجود تمہیں دیکھتے ہی اس کی رال بہنے لگی تھی"۔۔۔ عمران نے مادام جاشی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ہاں عمران۔ اور پہلی بار مجھے مشرق کے تقدس پر یقین آیا۔ تم لوگ نوجوان اور صحت مند ہونے کے باوجود مجھ سے شرما رہے تھے۔ تمہاری نظروں میں ہوس نہ تھی بلکہ پاکیزگی تھی لیکن یہ بوڑھا اور معذور شیطان مجھے دیکھتے ہی رال بہانے لگا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ مجھے اس وقت یہ احساس ہوا کہ تم لوگ کس قدر عظیم ہو۔ تم کردار کے لحاظ سے کس قدر ارفع مقام پر ہو۔ اور یہ

پوچھو تو مجھے پہلی بار تمہارے دینِ اسلام کی عظمت کا صحیح معنوں میں ادراک ہوا کہ کس قدر عظیم اعلیٰ اور ارفع دین ہے۔ جس کے پیروکار اس قدر بلند کردار ہوتے ہیں۔ اور میں نے اسی وقت فیصلہ کر لیا تھا۔ کہ میں اس عظیم دین کی پناہ میں باقی زندگی گزار دوں گی۔ چنانچہ میں نے مسٹر صفدر سے باقاعدہ کلمہ سیکھا۔ میں نے انہیں تو کچھ نہیں بتایا تھا کہ میں کیوں یہ سیکھ رہی ہوں۔ لیکن اب میں تم سب کو گواہ بناتے ہوئے اعلان کرتی ہوں کہ میں اسلام قبول کر رہی ہوں" ——— مادام جاشی نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے اونچی آواز میں کلمہ پڑھنا شروع کر دیا۔

عمران، صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل چاروں کے چہرے مادام جاشی کو کلمہ پڑھتے دیکھ کر عجیب سی روشنی سے جگمگا اٹھے جب کہ سر لارنس کا چہرہ مزید سیاہ ہو گیا۔

"میں تمہیں مبارک باد دیتا ہوں مادام جاشی کہ تم نے اپنی زندگی کا بہترین فیصلہ کیا ہے" ——— تنویر نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔

"مادام جاشی۔ اس بوڑھے شیطان کو اس کی وہیل چیئر سمیت سمندر میں دھکا دے دو۔ تاکہ جس پانی کی طاقت سے اس نے دنیا بھر کے مسلمانوں کو ہلاک کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ اب اس پانی کی طاقت کا اندازہ اسے خود بھی ہو سکے اور یہ میری طرف سے تمہارے لئے تحفہ ہے کہ تمہارے ہاتھوں یہودیوں کی اس خوفناک تنظیم کا مکمل خاتمہ ہو رہا ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور مادام جاشی تیزی سے سر لارنس پر جھپٹی۔

"مجھے معاف کر دو۔ مجھ پر رحم کرو۔ میں معذور ہوں۔ مجھ پر رحم کھاؤ" ——— سر لارنس نے بُری طرح گڑگڑاتے ہوئے کہا۔

"رحم ہی تو کھا رہے ہیں سر لارنس۔ ورنہ تمہارا جسم گولیوں سے چھلنی نہ کر دیتے۔ گھبراتے کیوں ہو۔ ہم تو تمہیں زندہ واٹر پاور کے حوالے کر رہے ہیں" ——— عمران نے کہا اور مادام جاشی اس دوران وہیل چیئر کو دھکیلتی ہوئی لانچ کے کنارے لے گئی۔ اور دوسرے لمحے اس نے ایک زوردار دھکا دیا اور سر لارنس بُری طرح چیختا ہوا وہیل چیئر سمیت ایک چھپاکے سے سمندر میں جا گرا۔ چونکہ وہ پہلے پانی میں گرا تھا اور وہیل چیئر اس کے اوپر گری تھی اس لئے وہ وہیل چیئر سمیت پانی کے اندر ڈوبتا چلا گیا۔

"خس کم جہاں پاک۔ اب لانچ کو کسی ایسے کنارے پر لے چلو جہاں چیکنگ نہ ہو۔ کیونکہ اس خوفناک تباہی کے بعد تو بلیک پاگوس پر یقیناً ہنگامی حالات پیدا ہو چکے ہوں گے۔

"میں لے جاتی ہوں اور تم فکر نہ کرو۔ یہاں کا کوئی آدمی میری موجودگی میں تم پر انگلی نہ اٹھا سکے گا" ——— مادام جاشی نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے سٹیرنگ کی طرف بڑھ گئی۔

"عمران صاحب۔ آپ نے واقعی یہ اچھا کیا کہ اس تنظیم کو اس کے سرپرستوں سمیت ختم کر دیا۔ ورنہ یہ لوگ تو واقعی نئے سرے سے منصوبہ بندی شروع کر رہے تھے" ——— صفدر نے مسکراتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ سب مادام جاشی کا کارنامہ ہے۔ ورنہ یہ کاپاں لوگ اتنی آسانی سے کہاں اکٹھے قابو میں آنے والے تھے۔ بہرحال مجھے سب سے زیادہ خوشی اس بات پر ہے کہ مادام جاشی کے اسلام قبول کرنے سے تنویر کے راستے کی آخری رکاوٹ بھی دور ہوگئی اور اب جلد ہی اسے بی پاور کا صحیح اندازہ ہو سکے گا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ بی پاور کا کیا مطلب"۔۔۔ مادام جاشی نے حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"خدا کے بعد دنیا کی سب سے بڑی پاور۔ جس کا خاتمہ آج تک کوئی نہیں کر سکا۔ اسے بی پاور ہی کہتے ہیں۔ مم۔ میرا مطلب ہے۔ بیگم پاور"۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور اس کے اس جواب سے لانچ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھی۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک خونریز اور جان لیوا ایڈونچر

(مشکبار نمبر)

بلائنڈ اٹیک

مصنف: مظہر کلیم ایم اے

- لاکھوں مشکباریوں کی ہلاکت کیلئے کافرستان کی ایک ہولناک اور انسانیت سوز سازش
- ایک ایسی سازش جس کے نتیجے میں وادی مشکبار کے لاکھوں مسلمان ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ہلاک ہوجاتے اور کافرستان پر کسی قسم کا کوئی الزام بھی نہ آتا۔
- ایک ایسی سازش۔ جس کے مکمل ہوجانے پر مشکبار میں جاری تحریک ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دم توڑ دیتی۔
- ایک ایسا ہولناک منصوبہ۔ جس کے مکمل ہونے پر مشکبار قیامت تک کافرستان سے آزاد نہ ہوسکتا۔
- ایسی سازش۔ جسے مکمل کرنے کیلئے کافرستان کی تمام خفیہ ایجنسیاں بیک وقت کام کررہی تھیں۔
- ایک ایسی ہولناک سازش۔ جسے ناکام کرنے کے لئے عمران اپنے ساتھیوں سمیت دیوانہ وار موت سے ٹکرا گیا۔
- کرنل موہن۔ کافرستان بلیک فورس کا نیا سربراہ۔ اس بلیک فورس کا۔ جس کا سربراہ پہلے کرنل فریدی تھا۔ جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے گرد ایسا حصار قائم کردیا جو ناقابل تسخیر تھا۔
- شاگل۔ کافرستان سیکرٹ سروس کا سربراہ۔ جو ایک نئے ولولے سے عمران اور اس کے ساتھیوں کے مقابلے پر اترا اور عمران اور اس کے ساتھی یقینی موت کے خونی پنجے میں پھنس کر پھڑپھڑا کر رہ گئے ــــ کیسے ــــ؟
- مادام ریکھا۔ پاور ایجنسی کی سربراہ۔ جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی راہ میں سد سکندری کی حیثیت اختیار کرلی۔
- کرنل داس۔ کافرستان ملٹری انٹیلی جنس کا نیا سربراہ۔ جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے راستے میں قدم قدم پر موت کے جال بچھا دیئے۔
- کافرستان کی چار ایجنسیوں کے مقابلے پر عمران اور اس کے ساتھیوں کی دیوانہ وار جدوجہد۔ ایسی جدوجہد جس کا ہر لمحہ خون میں ڈوب کر رہ گیا۔
- وہ لمحہ جب ٹائیگر، جوزف اور جوانا پر گولیوں کی بارش کردی گئی اور ان تینوں کے جسموں میں نجانے کتنی گولیاں اتر گئیں۔ کیا وہ تینوں ہلاک ہوگئے یا ــــ؟
- وہ لمحہ جب عمران اور اس کے ساتھیوں کو مشن کی تکمیل کیلئے مجبوراً بلائنڈ اٹیک کرنا پڑا۔ ایسا بلائنڈ اٹیک جس کا انجام یقینی موت کے سوا کچھ نہ نکل سکتا تھا۔
- بارش کی طرح مسلسل برستی گولیوں۔ ہولناک دھماکوں سے پھٹتے ہوئے خوفناک میزائلوں کے سائے میں لڑی جانے والی ایک ایسی خونریز جنگ جس نے ہمت، بہادری ولولے اور حوصلوں کی نئی تاریخ رقم کردی۔
- مسلسل اور بے پناہ ایکشن۔ لمحہ بہ لمحہ اعصاب کو چٹخا دینے والے سسپنس سے بھرپور ایک ایسا ناول جو ہر لحاظ سے منفرد اور یادگار حیثیت کا حامل ہے۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

مظہر کلیم ایم۔ اے

یکے از مطبوعات

یوسف برادرز

پبلشرز، بک سیلرز

پاک گیٹ ○ ملتان